

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحق و البقین فی عداوة الطغاة والمرتابین
من کلام ائمة الدعوة النجدیةؒ

اللہ کے باغیوں

سے دشمنی کیوں اور کیسے؟

ائمہ نجد اور آل الشیخ رحمہم اللہ کے فتاویٰ کی روشنی میں

مؤلف

فضيلة الشيخ ابو عبد الرحمن الاثری

سلطان بن بجاد العتيبي حفظه الله

مترجم

نصيلة الشيخ ابو جنيد حفظه الله

مکتبہ: عید اللہ لیس المبارک رسمہ اللہ

www.ircpk.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

- | | | |
|----|---|-----|
| 7 | مقدمہ | -1 |
| 11 | کتاب وسنت کی اتباع واجب ہے | -2 |
| 15 | سلف نے منکرین حدیث کی مذمت کی ہے | -3 |
| 19 | تقلید کی مذمت | -4 |
| 21 | نبوت کی کوائی کے تقاضے؟ | -5 |
| 23 | شرک فی الطاعة سے اجتناب کرو | -6 |
| 24 | اسلام کی حقیقت (توحید کی حقیقت) | -7 |
| 25 | کلمہ توحید کا معنی سمجھے بغیر اقرار بے فائدہ ہے | -8 |
| 32 | معبود کس کو کہتے ہیں؟ | -9 |
| 33 | شرک کا ارادہ نہ بھی ہو پھر بھی شرک شرک ہی ہے | -10 |
| 34 | توحید اور شرک سے واقفیت ضروری ہے لاعلمی کوئی عذر نہیں | -11 |
| 35 | کفر بالانغوت (کفر بالانغوت کی اہمیت؟) | -12 |
| 37 | طاغوت کا معنی | -13 |
| 40 | طاغوت کے انکار سے کیا مراد ہے؟ | -14 |
| 41 | منکرات پر خاموشی اس پر رضامندی کی دلیل ہے | -15 |
| 43 | مشرکین سے برأت اور ان کی تکفیر | -16 |
| 47 | کافر سے دشمنی؟ | -17 |



بسم

اللہ الرحمن

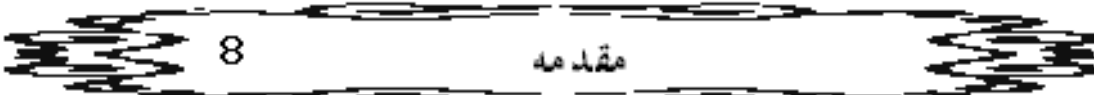
الرحیم

فہرست 6

96	37-	شرک اکبر میں خطا کا حکم؟
96	38-	کفر عمدہ ابھی ہوتا ہے اور لاعلمی میں بھی
98	39-	دین کے اصولی باتوں میں جہالت عذر نہیں بن سکتی
103	40-	ایک غلط فہمی جس سے ہمیشہ مخالفین استدلال کرتے ہیں
105	41-	حجت قائم کرنا
116	42-	مشرکین کے درمیان رہنا جائز ہے یا نہیں؟
121	43-	بعض ہم عصروں کی غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ
138	44-	فصل فی الغرۃ (اجنبی)
141	45-	غربت کی قسمیں
146	46-	شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا لفظ ”الغرۃ“ (اجنبی) پر کلام
149	47-	غربت کے بارے میں سلف رحمہم اللہ کے اقوال

فہرست 5

48	18-	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف
49	19-	اسلام میں داخل ہونے کے لئے مشرکین سے نفرت و دشمنی ضروری ہے
57	20-	تکفیر اور اس کے احکام (کلمہ شہادت کا اقرار کب کسی کو تکفیر سے بچاتا ہے)
57	21-	ظاہر پر حکم لگانا
58	22-	موحدین پر تکفیر کی تہمت
58	23-	ارتد او (مرتد ہو جانا) ارتد او کی تعریف اور اس کی چند صورتیں؟
61	24-	اگر مرتد اسی حالت میں مر گیا تو بالاجماع اس کے اعمال برباد ہیں
61	25-	شریعت الہی کے بغیر فیصلے کرنا
63	26-	اگر اللہ کے دین و شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے
68	27-	غیر اللہ کے فیصلے کی طرف دعوت طاغوت کی دعوت ہے
70	28-	انسانوں کے قوانین سے فیصلے کرنا طاغوت سے فیصلہ کرنا ہے
71	29-	طاغوت کے ماننے والے اسے مجبوری ظاہر کرتے ہیں
73	30-	وضعی قوانین کا نفاذ کفر ہے ملت سے خارج کر دینے والا ہے
74	31-	جہاد فی سبیل اللہ سے روکنا صریح کفر ہے
75	32-	کافر بنادینے والے طاغوت کی اطاعت
75	33-	کافر کے کفر میں شک کرنا
78	34-	جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا مذاق اڑائے یا آپ کے کسی حکم کو رد کرے
81	35-	لاعلمی کا عذر
95	36-	ہر مشرک کو ایسے شبہات لاحق ہوتے ہیں جو اس کے کفر کا تقاضا کرتے ہیں

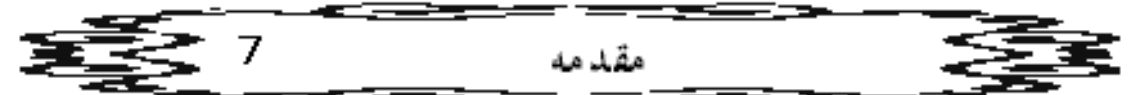


لیے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت اسی وقت ہو سکتی ہے جب ان مزعومہ معبودوں سے اجتناب کیا جائے جنہیں ربوہیت یا الوہیت کے مقام پر فائز کر دیا گیا ہے۔

انسان اللہ پر ایمان لانے والا تب شمار ہوگا جب وہ طاغوتوں کا انکار کرے گا اور ان سے دشمنی کرے گا۔ مزید یہ کہ ہر قسم کی طاغوتی صفات اور ان صفات کے حاملین سے نفرت کرے گا اور ان مرتد و منافق لوگوں سے بھی، جو کسی میں طاغوتی صفات تسلیم کرتے ہیں ہمارے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ موجود ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو شرک سے ڈر لیا اور انہیں اس کی ضد یعنی توحید کی دعوت دی تو انہیں یہ دعوت بری نہ لگی بلکہ بہت اچھی لگی اور وہ اس میں داخل ہونا چاہتے تھے مگر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھل کر ان کے دین کی مذمت کی ان کے علماء کو جاہل قرار دیا تو تب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی دشمنی پر کمر بستہ ہو گئے کہنے لگے کہ اس نے ہماری عقلوں کو بیوقوفی قرار دیا ہے، ہمارے دین میں عیب نکالے ہیں اور ہمارے معبودوں کی مذمت کی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ اور تمام سلف و خلف مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ انسان اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک شرک اکبر سے پاک نہ ہو جائے، نیز شرک اور مشرک دونوں سے برأت کا اعلان کر دے اور ان سے حسب طاقت نفرت و دشمنی کا اظہار کرے۔

موجودہ دور میں ارجائی کفر امت میں بہت پھیل گیا ہے۔ (یعنی کچھ نہ کرنے کے باوجود اللہ سے مغفرت و کامیابی کی امید) اب ایمان صرف قول کا نام رہ گیا ہے توحید ایک نشانی بن گئی ہے اسلام موروثی و خاندانی ہے۔ دوستی و دشمنی کے آثار مٹ گئے ہیں۔ یہ کفر ویران دلوں میں بسیرا کر چکا ہے انسانوں کی عقلوں میں دلوں میں اور زندگی میں اس نے استحکام و قرار حاصل کر لیا ہے۔ لوگوں نے فرائض و اجبات اور سنتوں کو چھوڑ دیا ہے صرف لا الہ الا اللہ پر اکتفا کر بیٹھے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا دین محفوظ ہے۔ اسلام پر کوئی آنچ نہیں آنے والی، ان کا ایمان بے غبار ہے۔ وہ کائنات کے ایک رب



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدمہ

الحمد لله الذي انزل على عبده الكتاب وجعله هاديًا ونصيرًا و مرشدًا لمن تمسك به واعتمد عليه في موالاته ومعاداته فهو سرًا منيرًا و واجب فيه مقاطعة اهل الشرك ومن كان لهم مريدًا ونصيرًا و الصلاة والسلام على اشرف خلقه وخيرة رسله محمد صلى الله عليه وسلم الذي مرق الله بمبعثه ظلام الكفر وعلى آله واصحابه الذين تحابوا في الله وجاهدوا به الكفار والمنافقين. اما بعد،

بے شک اللہ کے دین کی بنیاد توحید ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (الحل: ۳۶)

”ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا (وہ ان سے کہتا تھا) کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو۔“

اُس وقت کے سرکش و نافرمان کافر انبیاء کرام کی دعوت کی حقیقت کو آج کے نام نہاد مسلمانوں کی نسبت زیادہ سمجھتے تھے جیسی تو مشرکین قریش نے تعجب سے کہا تھا کہ۔

أَجْعَلُ الْإِلَهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ (ص: ۵)

”کیا اس نے تمام معبودوں کو ایک معبود بنا لیا؟ یہ تو عجیب بات ہے؟“

کفار سمجھ گئے تھے کہ رسولوں کی عظیم الشان دعوت اللہ کی عبادت کے لئے نہیں بلکہ صرف ایک اللہ اکیلے کی عبادت کی طرف ہے اور اس کا تقاضا یہ بھی ہے کہ تمام دیگر معبودوں کا انکار کیا جائے اس

کرتے رہیں، اور اسلام کے قوانین سے سرعام روگردانی کریں جیسا کہ جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ۔
 آج کل مسلم ممالک میں یہی کچھ ہو رہا ہے جس کا ہم نے تذکرہ کیا۔ انہی حالات میں بچے جوان اور
 جوان بوڑھے ہو رہے ہیں۔ عرف عام میں اور لوگوں کے خیال میں بلکہ بعض درباری مولویوں کی رائے
 میں یہی ایک متوازن راستہ و طریقہ ہے۔ کچھ لوگ تو اس طریقے کو علماء حق کا وطیرہ قرار دینے سے بھی نہیں
 چوکتے حالانکہ اگر یہ علماء ان کا یہ حال دیکھ لیں تو ان سے برأت کا اعلان کر دیں گے۔ اسی لیے ہم نے اس
 رسالہ میں علماء کے قول نقل کئے ہیں تاکہ حق و باطل باہم خلط نہ ہوں۔ توحید کے اہم مسائل میں ان
 علماء کی آراء کی وضاحت بھی کر دی ہے اس کے ساتھ ساتھ ائمہ دعوت اور ان لوگوں کے درمیان فرق بھی
 واضح کر دیا ہے کہ ائمہ دعوت اپنے علم پر عمل کرتے ہیں اور احکام شرعیہ کے مطابق اپنی زندگی گزارتے ہیں
 اس معاملے میں وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتے جب کہ یہ لوگ احکام شرع کی طرف توجہ نہیں کرتے یہ لوگ
 اس وقت تک کسی غلط بات یا عمل کی مذمت نہیں کرتے جب تک ان سے اس عمل کے بارے میں سوال نہ
 کیا جائے فتویٰ نہ مانگا جائے جبکہ ائمہ سلف رحمہم اللہ خود ہی برائیوں کی مخالفت کرتے تھے۔

اللہ ہم تجھ سے فریاد کرتے ہیں پناہ مانگتے ہیں طاغوتوں کے ظلم اور منافقین کی بے دینی زہریلی زبان
 زرخیز مصحفین و قلم کاروں کے شر سے تیری بارگاہ میں شکایت کرتے ہیں دین میں تحریف کرنے تبدیل
 کرنے والوں کی ہر اس شخص کی جو حق کے بیان سے خاموشی اختیار کرے یا باطل کلام کا ارتکاب کرے
 اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قول کی سچائی اور عمل کا اخلاص نصیب کرے اگر میری اس کتاب میں کوئی
 خطا و غلطی ہو تو اس کا ذمہ دار میں ہوں اور شیطان ہے۔ جب کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے
 پاک و بری ہیں۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد و اصحابہ اجمعین . والحمد للہ رب العالمین .

سلطان بن بجاد العتیبی ابو عبد الرحمن الاثری

پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ (عیسائیوں کی طرح) تثلیث کا عقیدہ نہیں رکھتے یہ جانتے ہیں کہ ان کا رب
 خالق، رازق ایک اللہ ہے اپنے خیال میں وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں حساب، جنت جہنم کو بھی حق
 سمجھتے ہیں۔ بعض لوگ جمعہ و عیدین کی نماز بھی ادا کرتے ہیں کچھ لوگ ماہ رمضان کے روزے بھی رکھتے
 ہیں بعض لوگ پورے نہیں تو رمضان کے چند دن کے روزے تو رکھ ہی لیتے ہیں کچھ لوگ عمرہ اور حج
 بھی کرتے ہیں سمجھتے ہیں کہ وہ صحیح اور بھلائی کے راستے پر گامزن ہیں۔ اس دین سے نسبت رکھنے والے
 اکثر ایسے بھی ہیں جو نفع و نقصان کا مالک اولیاء اور صالحین کو سمجھتے ہیں۔ ان کا وسیلہ پکڑتے ہیں۔ ان سے
 فریاد کرتے ہیں۔ ان کی نذر نیاز کرتے ہیں۔ ان کے ناموں کی قسم کھاتے ہیں پھر بھی سمجھتے ہیں کہ
 چونکہ ہم لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں اس لیے ہم حق اور بھلائی پر ہیں۔ ان میں یہ احادیث کافی
 مقبولیت اختیار کر چکی ہیں:

((من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة)) (صحیح مسلم)

”جس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا وہ جنت میں داخل ہو گیا“

اور ((اخرجوا من النار من قال لا الہ الا اللہ))

”جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوا سے جہنم سے نکال دیا“

اس جیسی دیگر احادیث کافی مشہور ہو گئی ہیں بلکہ عوام میں تو یہ ایسی پھیلی ہیں جس طرح خشک گھاس
 میں آگ پھیلتی ہے اور پھر پھیلے پھیلے خشک و تر سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ بہت سے نام نہاد
 مسلمان یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ صرف لا الہ الا اللہ کا زبان سے اقرار مسلمان بننے اور جنت میں جانے کے
 لئے کافی ہے اگرچہ نمازیں چھوڑ دیں اور منکرات کا ارتکاب کرتے رہیں، اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 اور ان کے احکام کا مذاق اڑاتے رہیں اللہ کے ساتھ شرک کرتے رہیں اللہ کے دشمنوں یہود و نصاریٰ
 اور لا دین لوگوں سے دوستیاں رکھیں۔ لوگوں میں کفریہ قوانین اور لوگوں کے بنائے ہوئے آئین نافذ

اللہ کی عبادت کے درس اور اللہ کے علاوہ دوسروں کی عبادت ترک کرنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے حکم اور ہر چھوٹے بڑے معاملے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو ماننے کی بات کرنے والوں پر کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں۔ (تیسرے عزیز الحبید: ۶۱)

جبکہ ہمیں اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم قرآن میں ۳۳ مقام پر دیا ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے کہ یہ صریحاً گمراہی ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جب تک لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر معاملے میں فیصلہ کرنے والا تسلیم نہ کر لیں اس وقت تک یہ مؤمن نہیں ہو سکتے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجْعَلُوا فِي

أَنْفُسِهِمْ خَرْجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (النساء: ۶۵)

”تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے۔ جب تک آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں اور پھر آپ کے فیصلہ سے اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں اسے مکمل طور پر تسلیم کر لیں۔“

اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی شخص کی اطاعت فرض نہیں کی۔ فرمان ربانی ہے۔

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (آل عمران: ۱۳۲)

”اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ اس کی اطاعت کریں اور اس کے رسول کی یہ حکم و وجوب کے لئے ہے یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت لوگوں پر واجب ہے دیگر بہت سی آیات بھی اس کی تائید میں موجود ہیں۔ جب کہ یہ حکم اور امر و وجوب کے لئے ہے تو ہر شخص

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب و سنت کی اتباع واجب ہے

تمام بندوں پر اللہ کے احکامات کی اطاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی لازم ہے اسی طرح ہر اس قول و عمل کو ترک کرنا بھی ضروری ہے جو کتاب و سنت کے خلاف ہو یہی وہ اطاعت ہے جو لا الہ الا اللہ کی شروط میں سے ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر توحید کا تصور محال ہے نہ ہی اس وقت تک کامیابی حاصل ہو سکتی ہے جب تک کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں کے اقوال و آراء پر مقدم نہ کر لیا جائے اس لیے کہ انسانوں کے اقوال میں غور و فکر کر کے ان میں سے صحیح کو قبول اور غلط کو رد کیا جاسکتا ہے جبکہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ہر حال میں قبول کرنا ہوگا اس طرح ائمہ میں سے کسی بھی امام کے قول کو صاحبان بصیرت رد بھی کرتے ہیں اور قبول بھی کرتے ہیں خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو وحی الہی کتاب و سنت کو اپنائے رکھتے ہیں اگرچہ کتنی ہی مشکلات کیوں نہ ہوں بد بخت ہیں وہ لوگ جو ان دونوں کو چھوڑ کر انسانوں کی آراء کو اپناتے ہیں۔

عبداللہ بن سہل رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ”سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ لوگوں پر ایسا وقت آجائے گا کہ جب کوئی شخص زندگی کے ہر معاملے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کی بات کرے گا تو لوگ ایسے شخص کی مذمت کریں گے اس سے دور بھاگیں گے اس کی توہین کریں گے اس سے بیزاری کا اظہار کریں گے۔“

علامہ سلیمان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب رحمہم اللہ کہتے ہیں: ”کہ اللہ سہل پر رحم فرمائے اس نے کتنی سچی اور سمجھداری کی بات کی ہے اب یہی کچھ ہو رہا ہے بلکہ اب تو صرف توحید کے درس خالص

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 14

اس آیت میں اللہ نے اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور پھر فرمایا ہے کہ اگر اس رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت یافتہ کہلاؤ گے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہدایت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ہی مل سکتی ہے کہ آیت میں جملہ شرطیہ مذکور ہے اور شرط کا جواب تب پایا جاتا ہے جب شرط پائی جائے لہذا ہدایت مشروط ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ اطاعت ہے تو ہدایت ہے ورنہ نہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فلاح و کامیابی کا مدار اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر رکھا ہے۔

جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (احزاب: ۷۱)

”جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی“

اور اللہ نے اپنے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مافران کو واضح اور کھلا گمراہ قرار دیا ہے فرمایا۔

وَمَنْ يَعَصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا (احزاب: ۳۶)

”جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ واضح طور پر گمراہ ہوا“۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دے رہا ہے کہ ہم اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو اپنالیں اسے فی الفور قبول کر لیں۔

وَمَا تَكُفُّمُ الرَّسُولُ فَعَلُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (الحشر: ۷)

”جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کر دے اس سے رک جاؤ“۔

اسی طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے متعلق احادیث بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں جن میں سے بخاری مسلم کی مندرجہ ذیل روایتیں ہیں۔

① انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 13

جانتا ہے کہ واجب حکم کی خلاف ورزی گناہ ہے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معصیت ہے۔ اللہ کا فرمان ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

(النور: ۶۳)

”جو لوگ اللہ کے حکم کی مخالفت کر رہے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ انہیں کوئی مصیبت یا دردناک عذاب پہنچ جائے“۔

(مخالفت اس سے مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت بھی ہو سکتی ہے کیونکہ آپ

کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے۔ جس طرح آپ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے)

اس آیت میں اللہ نے اپنی مخالفت کرنے والوں کو ڈرایا ہے کہ انہیں فتنہ پہنچ سکتا ہے یا عذاب الیم امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”کیا تمہیں معلوم ہے کہ فتنہ کیا ہے؟ فتنہ شرک ہے جب کوئی شخص اللہ کے کسی فرمان سے اعراض کرے گا تو ہو سکتا ہے کہ اس کے دل میں (اللہ کے احکام کے بارے میں) شک پیدا ہو جائے اور اس طرح وہ شخص ہلاکت میں پڑ جائے“۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ، وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَكُوا ، وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلُغُ الْمُبِينُ (النور: ۵۴)

”(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر یہ لوگ پھر جائیں تو اس پیغمبر پر وہی ذمہ داری ہے جو اس پر ڈالی گئی ہے اور تم پر وہی ہے جو تم پر ڈالی گئی ہے اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر تو صرف واضح طور پر پہنچانا ہے“۔

ہے اس لیے کہ اس سے نہ تو شکار کیا جاسکتا ہے نہ دشمن کو مارا جاسکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ کسی کی آنکھ پھوڑی جائے یا دانت توڑ دیا جائے اس کے بعد دوبارہ اس شخص کو کنکریاں مارتے دیکھا تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے بارے میں بتا رہا ہوں کہ وہ کنکریاں مارنے سے منع کرتے تھے یا ناپسند کرتے تھے اور تم پھر بھی کنکریاں مار رہے ہو۔ میں تم سے اتنی مدت تک بات نہیں کروں گا۔

بخاری میں زبیر بن عربی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہتے ہیں: ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا حجر اسود کو چھونے کا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ اس کو ہاتھ لگاتے تھے اور بوسہ دیتے تھے اس شخص نے کہا اگر بھیڑ ہو اور مجھے موقع نہ مل سکے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ اگر مگر یمن میں ہی رکھو میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو یہ جو کہا کہ اگر مگر یمن میں ہی رکھو تو یہ اس لیے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو اس شخص کی باتوں سے حدیث سے اعراض کا پتہ چل رہا تھا اس لیے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کو ناپسند کیا اور اس شخص کو حکم دیا کہ جب حدیث سن لو تو اسے اپناؤ اور اپنی رائے کو چھوڑ دیا کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حدیث سنائی تو لوگوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا قول اس حدیث کے خلاف پیش کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کیا بات ہے کہ تم باز نہیں آتے جب تک کہ اللہ تم پر عذاب نہ نازل کر دے؟ میں تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سن رہا ہوں اور تم ہمیں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بات بتا رہے ہو؟

علامہ سلیمان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما جیسے اشخاص کے قول کے بارے میں یہ فرما رہے ہیں تو پھر اس شخص کو کیا کہا جائے گا جو اپنے امام کے قول کی وجہ سے یا اپنے مذہب کی بنا پر حدیث کو چھوڑ رہا ہو امام کے قول کو حدیث

((من رغب عن سنتی فلیس منی))

”جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے“ (میرے ساتھ تعلق نہیں)

② ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

((کل امتی یدخلون الحنة الا من ابی، فقالوا یا رسول اللہ من ابی؟ قال من اطاعنی

دخل الحنة ومن عصانی فقد ابی))

”میری ساری امت جنت میں داخل ہو جائے گی مگر جس نے انکار کیا (صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے) کہا کہ انکار کون کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں گیا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔“

سلف نے منکرین حدیث کی مذمت کی ہے

سلف رضوان اللہ علیہم ان لوگوں کی شدید مذمت کرتے تھے جو اپنی آراء یا ہٹ دھرمی کی وجہ سے احادیث کا انکار کرتے ہیں بلکہ سلف تو ایسے لوگوں سے تعلق ہی ختم کر دیتے تھے حدیث کی تعظیم و توقیر کی خاطر جیسا کہ مسلم میں سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ ((لا تمنعوا نساءکم المساجد اذا استأذنتکم البیہا)) ”اپنی عورتوں کو مسجد جانے سے مت روکو جب وہ تم سے اجازت مانگیں تو بلال بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے کہا۔ (واللہ لئمنعنہن) ”اللہ کی قسم ہم تو ان کو روکیں گے“ سالم کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان کی طرف متوجہ ہوئے انہیں بہت برا بھلا کہا اتنا کہ میں نے انہیں کبھی ایسا کہتے نہیں سنا تھا اور پھر کہا کہ میں تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سن رہا ہوں اور تو کہہ رہا ہے کہ ہم روکیں گے؟“

بخاری و مسلم میں ہے کہ عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کنکریاں مار رہا تھا تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں مارنے سے منع کیا ہے یا اسے ناپسند کیا

حدیث کے مقابلے پر افراد و اشخاص کے اقوال پیش کرتے ہیں ان کو قید کر دینا چاہئے جب تک کہ وہ اپنی روش سے توبہ نہ کر لیں۔

ابو یعلیٰ رحمہ اللہ نے (طبقات الخلفاء: ۱/۲۵۱) میں فضل بن زیدؓ کے بارے میں لکھا ہے وہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ابن ابی ذئب رحمہ اللہ کو خبر ملی کہ امام مالک رحمہ اللہ ”الیعان بالخیار“ والی حدیث نہیں لیتے، تو ابن ابی ذئب رحمہ اللہ نے کہا کہ ان سے توبہ کروائی جائے اگر توبہ نہیں کرتے تو ان کی گردن کاٹ دی جائے (امام مالک رحمہ اللہ نے حدیث رو نہیں کی تھی بلکہ اس کی تاویل کر کے دوسرا مطلب لیتے تھے) سلف صالحین رحمہم اللہ حدیث کی مخالفت کرنے والوں کی اس طرح مذمت کرتے تھے چاہے یہ مخالفت قیاس کی بنا پر ہوتی یا استحسان و استصواب کے نام پر یا کسی عالم کے قول و فتویٰ کی وجہ سے ہوتی سلف ایسے لوگوں سے ترک تعلق کرتے تھے جب تک کہ ایسے لوگ اپنے عمل سے رجوع نہ کر لیں، حدیث کو مکمل طور پر تسلیم کر کے اس کی پیروی نہ شروع کر دیتے وہ اس شخص کو بھی ناپسند کرتے تھے جو اس بنا پر حدیث کو لیتے ہیں جب وہ قیاس کے موافق ہو یا کسی امام یا عالم کے قول و فتویٰ کے موافق ہو وہ تو اللہ کے اس فرمان پر عمل پیرا تھے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ (احزاب: ۳۶)

”جب اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی امر کا حکم دیں تو پھر کسی مومن مرد یا مومنہ عورت کو اپنے معاملہ کا کوئی اختیار نہیں رہتا۔“

دوسری جگہ اللہ کا ارشاد ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجْعَلُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَاجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (النساء: ۶۶)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پرکھنے کے لئے معیار بن رہا ہو جو حدیث امام کے قول کے موافق ہو اسے لے رہا ہو اور جو مخالف ہو اسے چھوڑ رہا ہو؟ ایسے شخص کے بارے میں ہم اللہ کا یہ قول ہی پیش کر سکتے ہیں۔

اتَّخَذُوا أَحْبَابَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ (التوبة: ۳۱)

”ان لوگوں نے اپنے علماء اور رویشوں کو رب بنالیا ہے اللہ کو چھوڑ کر۔“

(تیسرے العزیز الحبید: ۴۴: ۵۴۵۵)

ابو السائب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ ہم ایک مرتبہ کعب رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے ایک آدمی کو مخاطب کر کے کہا (جو اہل الرائے میں سے تھا) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شعار کیا ہے (چھری یا کسی نوکدار چیز سے اونٹ یا قربانی کے جانور کو زخمی کر کے نشان لگانا کہ یہ بیت اللہ کے لئے وقف ہے) اور ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ مثلہ ہے؟ (مثلہ کہتے ہیں جنگ میں دشمن کے کسی آدمی کے ہاتھ پاؤں، کان، ناک کاٹنا اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے) اس شخص نے جواب میں کہا کہ ابراہیم خنقی رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں شعار مثلہ ہے۔ ابو السائب رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ کعب رحمہ اللہ کو سخت غصہ آیا اور اس شخص سے کہا کہ میں تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنا رہا ہوں اور تم کہتے ہو کہ ابراہیم خنقی رحمہ اللہ نے کہا ہے؟ تم اس بات کے مستحق ہو کہ تمہیں اس وقت تک قید میں رکھا جائے جب تک تم اپنے اس قول سے رجوع نہ کر لو۔

(جامع الترمذی: ۳/۲۵۰، الفقیہ والمنفقہ: ۱/۱۴۹)

(آج کے دور میں بہت سے لوگ ہیں جو قید کیے جانے کے قابل ہیں۔ اس لیے کہ جب انہیں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنائی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ فلاں عالم نے اس طرح کہا ہے، فلاں نے یہ فتویٰ دیا ہے۔ یعنی ان کے نزدیک افراد ہی شریعت کے ماخذ ہیں) جو لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

ہے سوائے اس قبر والے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قول کو لیا ہی لیا ہے رو نہیں کرنا) امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب صحیح حدیث آجائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ نیز فرماتے ہیں جب میری بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے خلاف ہو تو میری بات کو دیوار پر دے مار فرماتے ہیں۔ اس بات پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جس کے سامنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ظاہر اور واضح ہو کر آگئی تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اس حدیث کو کسی کے قول اور رائے کی وجہ سے ترک کر دے۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو حدیث کی سند سے واقف ہوتے ہیں کہ صحیح ہے پھر بھی وہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کے قول کی طرف جاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

(البور: ۶۳)

”جو لوگ اس کے قول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیے اس بات سے کہ انہیں فتنہ یا عذاب الیم پہنچ جائے۔“

امام صاحب رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: میری تھلید ہرگز نہ کرنا اور نہ ہی اوزاعی رحمہ اللہ و سفیان رحمہ اللہ کی تھلید کرنا وہاں سے لیا جہاں سے انہوں نے لیا ہے (یعنی علم اور شریعت)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ تم لوگوں پر آسمان سے پتھر برسیں اس لیے کہ میں کہتا ہوں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے تو تم کہتے ہو کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے یہ کہا ہے۔ (فتح المجد: ۳۸۷، ۳۸۸)

علامہ سلیمان بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مومن پر فرض اور لازم ہے کہ جب اسے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ جائے اور ان کے معنی سے بھی وہ واقف ہو جائے تو وہ ان پر عمل کرے۔ اگرچہ کوئی اس کی مخالفت ہی کیوں نہ کر رہا ہو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے اور

”تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے۔ جب تک تجھے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے تنازعات میں فیصلہ نہ مان لیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں اسے مکمل طور پر تسلیم کر لیں۔“

مگر ہم اب ایسے دور میں جی رہے ہیں جب کسی سے کہا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا ہے تو وہ کہتا ہے کس نے کہا ہے؟ یعنی یہ جاننا ہی نہیں چاہتا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے خود کو بے خبر رکھ کر حدیث کی مخالفت یا اس پر عمل نہ کرنے کا بہانہ تلاش کرتا ہے حالانکہ ایسے لوگ اگر اپنے آپ سے مخلص ہوں تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان کا اس طرح انجان بن کر حدیث پر عمل نہ کرنا باطل کی طرف جاتا ہے۔ اعلام الموقعین میں کسی عالم کا قول مذکور ہے جس نے کہا تھا کہ ہم حدیث رسول پر اس وقت تک عمل نہیں کریں گے جب تک ہمیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس حدیث پر ہم سے پہلے کسی نے عمل کیا ہے اگر کسی کے پاس حدیث پہنچ گئی مگر اسے معلوم نہ تھا کہ اس پر کسی نے عمل کیا ہے (یا نہیں) تو اس کے لئے حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔ (اعلام الموقعین: ۴/۴۰۴، ۴۰۵)

تھلید کی مذمت

تھلید کی تعریف ہے دلیل جانے بغیر کسی قول کو قبول کرنا۔ اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ تھلید علم نہیں ہے اور مقلد کو عالم نہیں کہا جاسکتا۔ (اعلام الموقعین: ۴۰/۱)

اسی لیے علماء نے اپنی تھلید سے منع کیا ہے۔ ائمہ کرام رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ ہر شخص کا قول لیا جاسکتا ہے اور چھوڑا بھی جاسکتا ہے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امام ابو حنیفہ کہتے ہیں۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آجائے تو سر آنکھوں پر ہے اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کا قول آجائے تو وہ بھی سر آنکھوں پر اور جب تابعین رحمہم اللہ میں سے کسی کا قول آجائے تو وہ بھی آدی ہیں ہم بھی آدی ہیں امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کا قول لیا بھی جاسکتا ہے اور رد بھی کیا جاسکتا

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 22

وسلم) کسی کام کا فیصلہ کر دیں تو ان کا کوئی اختیار ہو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

(البور: ۶۳)

”ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو اس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ کہیں انہیں فتنہ یا دردناک

عذاب نہ پہنچے۔“

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کیا آپ جانتے ہیں کہ فتنہ کیا ہے؟ فتنہ شرک ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول کو انسان رو کر دے گا تو ہو سکتا ہے کہ اس کے دل میں گمراہی اور کجی آجائے اور اس طرح وہ ہلاک ہو جائے (آج کل بہت سے لوگ صرف اس بنا پر حق کو چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ ان کی خواہشات کے خلاف ہوتا ہے ایسے لوگوں کو گمراہی اور ہلاکت سے ڈرنا چاہیے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں لوگوں نے بہت کمی کر دی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ان لوگوں کے اقوال کو مقدم کیا جا رہا ہے جن سے خطا کا امکان ہے خصوصاً علماء سے بھی یہ غلطی ہو رہی ہے۔

(فرقۃ عبید بن السوحیدین: ۲۶)

شیخ سلیمان بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ ابن رجب رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دل کی گہرائیوں سے محبت رکھتا ہے تو یہ محبت اس پر لازم کرتی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ چیزوں کو اپنائے اور ان کے ناپسندیدہ کو ترک کر دے جس بات سے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں اس پر راضی رہیں اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی والی باتوں اور کاموں سے دور رہے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے کام کرتا رہے۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہی تقاضا ہے۔ اگر اس نے کوئی ایسا کام کیا جو

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 21

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی حکم ہے علماء کا اس بات پر اجماع ہے سوائے جاہل مقلدین کے جبکہ مقلدین کو تو علماء میں شمار نہیں کیا جاتا۔ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ مقلدین کو علماء میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ (تیسیر العزیز الحمید: ۵۴۷، ۵۴۶)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اتباع کرو بدعتی مت بنو۔ یہ تمہارے لیے کافی ہے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سلف صالحین کے نقش قدم پر چلتے رہو اگرچہ لوگ تمہیں چھوڑ دیں اور لوگوں کی آراء سے خود کو بچائے رکھو اگرچہ وہ کتنی ہی خوبصورت باتیں کریں۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ جس کے پاس دلیل (یعنی قرآن و حدیث) نہیں وہ راہ سے بھٹک گیا ہے۔

نبوت کی گواہی کے تقاضے؟

شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ کتاب التوحید کی شرح میں فرماتے ہیں جس نے اشدھان محمدنا عبدا ورسولہ کا اقرار کر لیا یعنی یقین اور دل کی سچائی کے ساتھ یہ گواہی دے دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں تو پھر اس اقرار اور گواہی کا تقاضا ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے۔ اس کے امر اور نہی کو اہمیت دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو لازم پکڑے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے معارض کسی شخص کا قول نہ اپنائے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہر شخص کی بات میں خطا کا امکان ہے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے خطا سے محفوظ رکھا ہے اور ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اپنانے کا حکم دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے منع کیا ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ

مِنْ أَمْرِهِمْ (احزاب: ۳۶)

”کسی مومن مرد یا عورت کے لئے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ

مزید فرماتے ہیں قسم ثالث شرک فی الاطاعت ہے۔

اَتَّخَلَّوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَاحِدًا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (التوبة: ۳۱)
 ”ان لوگوں نے اپنے علماء اور درویشوں اور عیسیٰ بن مریم کو اللہ کے علاوہ رب بنالیا ہے حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ صرف ایک معبود کی عبادت کریں وہ پاک ہے ان کے شرک سے“

اس آیت کی واضح تفسیر یہ ہے کہ بندوں اور علماء کی اطاعت کرنا اگرچہ اللہ کی مخالفت ہو رہی ہو اس میں کسی کو پکارنا مرا نہیں ہے۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کا مطلب یہی بیان کیا ہے کہ جب عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم تو اپنے علماء کی عبادت نہیں کرتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی عبادت سے مراد ان کی اطاعت کرنا۔ (مجموعہ التوحید: ۵)

اسلام کی حقیقت (توحید کی حقیقت)

دین اسلام کی بنیاد کیا ہے؟

امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ اسلام کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

دین کی بنیاد دو چیزیں ہیں۔

① عبادت: اس پر دوسروں کو بھی راغب کرنا اسی کی بنا پر تعلقات رکھنا اور اس کو ترک کرنے والے کو کافر سمجھنا۔

② اللہ کی عبادت میں شرک سے ڈرنا اور اس میں سختی سے کام لینا شرک کی وجہ سے ہی دشمنی کرنا۔ شرک کرنے والے کو کافر سمجھنا۔ (الدرر السنیہ: ۲/۲۶)

شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: اسلام کی بنیاد یہ ہے کہ انسان اپنے دل اور اعضاء سے

اس کی محبت کے منافی تھا یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ عمل کیا یا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ عمل ترک کیا تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ اس کے دل میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کم ہے لہذا اسے توبہ کرنی چاہیے اور اس محبت کی تکمیل کرنی چاہیے جو اس پر واجب اور لازم ہے تمام معصیات اس لیے پیدا ہوتی ہیں کہ انسان اپنی خواہشات کو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر مقدم رکھتا ہے اسی طرح بدعات پیدا ہونے کی بھی یہی وجہ ہے کہ خواہشات کو شریعت پر مقدم رکھا جائے، انسان پر یہ بھی لازم ہے کہ اگر وہ کسی شخص سے محبت کرتا ہے تو یہ محبت اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے تابع ہونی چاہیے اس پر مقدم نہ ہو جس نے اللہ کی خاطر محبت کی اور اسی کی خاطر نفرت کی۔ اسکی وجہ سے دیتا ہے اسی کی وجہ سے روکتا ہے تو اسی نے ایمان کی تکمیل کر لی۔ اور جس کی محبت و نفرت دینا نہ دینا صرف اپنی خواہش کی بنا پر ہو تو یہ اس کے ایمان کی کمزوری ہے اس پر تو یہ لازم ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی طرف رجوع کرنا واجب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنی خواہش پر مقدم کرنا واجب ہے۔ (تیسرے العزیز الحمید: ۶۹، ۷۰، ۷۱)

شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ لوگوں میں آج کل یہ عادت عام ہو گئی ہے کہ وہ اپنی خواہشات کی وجہ سے حق کو ٹھکراتے ہیں۔ رائے کی بنا پر حق کی مخالفت کرتے ہیں دراصل یہ ایمان و دین کے نقص کی علامت ہے۔ (مجموعہ رسائل و المسائل النجدیہ: ۴/۲۹۴)

شرک فی الطاعہ سے اجتناب کرو

شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ کتاب التوحید کی شرح میں فرماتے ہیں کہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں اس بات کی دلیل موجود ہے درویشوں اور راہبوں کی ایسی اطاعت جو اللہ کی نافرمانی کا سبب ہو یہ ان راہبوں اور درویشوں کی عبادت ہے یہ شرک اکبر ہے جسے اللہ معاف نہیں کرتا۔ (فتح المجد: ۲۹۰)

26 اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟

تو اسلام لانے کے بعد دوبارہ مرتد ہو چکا ہے۔

عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اور اخلاص و سچائی کے ساتھ اس پر عمل کر لیا قبولیت، محبت اور اطاعت کے ساتھ تو اللہ اس کو جنت میں داخل کر دے گا اگرچہ کیسا ہی عمل کیوں نہ کرتا ہو۔ (فرقہ بین السوحدین: ۳۲)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ جاہل کفار بھی (کلمہ کا معنی) جانتے تھے تو پھر تعجب ہے ان لوگوں پر جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں مگر کلمے کی تفسیر اتنی بھی نہیں جانتے جتنی کہ جاہل کفار جانتے تھے بلکہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ دلی اعتقاد اور معنی کو سمجھنے بغیر صرف کلمہ کا زبانی اقرار ہی کافی ہے اور اگر کوئی زیادہ سمجھداری کا دعوے دار ہے تو وہ صرف کلمہ کا اتنا معنی جانتا ہے اللہ کے علاوہ کوئی خالق، رازق، زندہ کرنے والا، مارنے والا، تدبیر کرنے والا کوئی نہیں ہے یہ لوگ جاہل کافروں کے جتنا بھی کلمہ کا معنی نہیں جانتے۔ (الدرر السنیہ: ۷۰/۱)

مزید فرماتے ہیں: امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ توحید کے لئے ضروری ہے کہ وہ دل سے ہو یعنی توحید کا علم ہو، زبان سے ہو یعنی اقرار، عملی ہو یعنی اللہ کے اوامر و نواہی کا نفاذ اگر ان میں سے ایک چیز بھی کم ہو گئی تو آدمی مسلمان نہیں رہتا (البتہ مرجعہ اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایمان صرف دلی اعتقاد کا نام ہے مگر ان کی یہ بات صحیح نہیں) اگر کسی نے توحید کا اقرار کر لیا مگر اس پر عمل نہ کیا تو وہ کافر ہے فرعون و ابلیس کی طرح۔ اور اگر عمل کر لیا ظاہری طور پر مگر باطنی طور پر عقیدہ نہیں رکھا تو وہ خالص منافق ہے کفار سے بدتر ہے۔ (الدرر السنیہ: ۱۲۴/۲، ۱۲۵)

نیز فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ کے معنی میں نفی بھی ہے اور اثبات بھی چار چیزوں کی نفی ہے چار قسم کا اثبات ہے نفی ہے، الہ، طاغوت، انداد، ارباب کی۔

﴿اللہ﴾ سے مراد ہے۔ جس سے نفع و نقصان کی امید رکھی جائے۔

25 اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟

اللہ کا اطاعت گزار بن جائے اس کی توحید کا اقرار کرے اسے ربوبیت والوہیت دونوں میں یکتا و اکیلا مانے اپنے رب کی مرضی کو اپنی تمام خواہشات پر مقدم رکھے۔

(مجموعہ الرسائل والمسائل النجدیہ: ۴/۴۲۰)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نیا در کھوکہ اللہ کا دین یہ ہے کہ دل سے اعتقاد اور محبت و نفرت کا زبان سے اقرار اور کفر کے ترک اور اعضاء سے عمل کیا جائے۔ کفر کا سبب بننے والے عمل ترک کر دیئے جائیں اگر کسی نے ان میں سے ایک بھی کام کر دیا تو وہ کافر و مرتد کہلائے گا۔

(الدرر السنیہ: ۸۷/۱)

کلمہ توحید کا معنی سمجھے بغیر اقرار بے فائدہ ہے

شیخ سلیمان بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ کا اقرار اس طرح کرنا چاہیے کہ اس کے معنی کو سمجھتا ہو اس کے ظاہری و باطنی تقاضوں کو پورا کرتا ہو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (محمد: ۱۹)

”جان لو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (الزخرف: ۸۶)

”مگر جس نے حق کی کوئی دلی اور وہ جانتے ہیں۔“

بغیر معنی جانے اور تقاضوں پر عمل کیے بغیر کلمہ کا اقرار کوئی فائدہ نہیں کرتا اس پر اجماع ہو چکا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ ابو جہل اور دیگر سردارانِ قریش لا الہ الا اللہ کا معنی جانتے تھے مگر آج اکثر لوگ اس کے معنی سے لاعلم ہیں اور جو لوگ اس کا معنی جانتے ہیں وہ عمل نہیں کرتے بلکہ اس کے تقاضوں کے منافی کام کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے ہماری توحید پر کوئی اثر نہیں پڑتا حالانکہ اس بیچارے کو معلوم کہ یہ

جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

- ① یہود، نصاریٰ اور دیگر کفار سے نرمی کا برتاؤ کرنا وہ کہتا ہے کہ ان تینوں گروہوں میں سے جو بھی مسلمانوں کے ساتھ صلح و امن سے رہنا چاہے ان سے دوستی کرنی چاہیے۔ (الحلال والحرام: ۲۰۷)
- ② ان کے آسمانی ادیان کا احترام کرنا چاہیے۔ (الاسلام والعلمانیہ: ۱۰۱)
- ③ وہ ہمارے بھائی ہیں۔ (نحو و حدیث الفکر: ۸۱)
- ④ ہماری جنگ یہودیوں کے ساتھ عقیدے کی بنیاد پر نہیں ہے۔ (محله بیان لعدد ۱۲۴)
- ⑤ گمراہ اور بدعتی فرقوں اور افراد کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنا چاہیے۔

(الصحوة الاسلامیہ بین الجہود والتطرف: ۸۹)

- ⑥ آخرت میں اللہ کے دیدار کا انکار کرتا ہے جیسا کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے البتہ بدعتی فرقہ اشاعرہ کے طریقہ کے مطابق ثابت مانتا ہے۔ (المرجعہ العلما فی الاسلام: ۶۳۸)
- جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَجْهَ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ أَلْهَى رُبُّهَا نَاضِرَةٌ

”بہت سے چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے“

- ⑦ الخصائص العامة الاسلامیہ میں قرضاوی کہتا ہے کہ روافض سے دوستی کرنا چاہیے۔
- حالانکہ رافضی قرآن میں عیب نکالتے ہیں اسے ناقص سمجھتے ہیں علی رضی اللہ عنہ کو خدا مانتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین پر لعنت کرتے ہیں (نعوذ باللہ) جبکہ اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مدح و ستائش کی ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (الفتح: ۲۹)

”محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحمدل

﴿طاغوت﴾ جس کی عبادت کی جائے اور وہ اس پر راضی ہو یا عبادت پرستش کا سبب بنے والے یا اس کے مشابہ امور اختیار کرنا جیسا کہ کسی بادشاہ کے لئے تعریف کے مخصوص الفاظ کے اس میں بہت زیادہ مبالغہ کیا جائے۔

﴿انداد﴾ جو چیز بھی انسان کو دین اسلام سے دور کرنے کا سبب بنے چاہے بیوی بچے ہوں یا گھر ہو، خاندان قوم قبیلہ ہو یا مال دولت تو اسے انداد کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ (البقرہ: ۱۶۵)
”کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے علاوہ انداد (شریک) بناتے ہیں ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی محبت اللہ سے کی جاتی ہے۔“

ارباب: جو حق کے خلاف فتویٰ دے اور اس کی تصدیق کرے اس کو مانا جائے تو یہ کسی کو رب بنانا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اتَّخِذُوا أَحْبَابَهُمْ وَرُحَبَاءَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا

أُمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَنَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ (التوبة: ۳۱)

”ان لوگوں نے اپنے اہل و عیال کو اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے علاوہ رب بنالیا ہے حالانکہ

انہیں حکم دیا گیا تھا کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں وہ پاک ہے ان کے شرک سے“

بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے حق کے خلاف فتوے دیئے ہیں اور لوگوں نے انہیں تسلیم کیا ہے ان کا کہا مانا ہے اس دور کا سب سے پہلا شخص جسے لوگوں نے رب مانا ہے وہ طاغوت ہے اقرضاوی، جس نے امت کو گمراہ کیا ہر چیز ان کے لیے حلال قرار دے دی عورت کے فتنے کو پھیلانے کا سبب بنا مرد و عورت کے میل جول کو جائز قرار دیا اس کے دیگر گمراہ کن خیالات اور فتاوے بھی ہیں

میں موت کو ایک مینڈھے کی صورت میں لا کر ذبح کیا جائے گا“ قرضاوی کہتا ہے یہ بات سب کو یقینی طور پر معلوم ہے عقل و نقل اس پر متفق ہیں کہ موت نہ تو مینڈھا ہے نہ بیل اور نہ ہی کوئی اور حیوان ہے (ایضاً)

③ صحیحین میں حدیث ہے۔ ((لَنْ يَفْلَحَ قَوْمٌ وَلَوْ أَمَرَهُمْ امْرَأَةٌ)) ”وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے عورت کو اپنا سربراہ یا سو رکا مختار بنالیا“ قرضاوی کہتا ہے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی بات ہے جب حکومت مردوں کے ہاتھ میں ہوتی تھی اور یہ حکومت وہ زبردستی حاصل کرتے تھے جبکہ موجودہ دور میں ایسا نہیں ہے۔ (برنامج فی فناء)

④ صحیح حدیث ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ((مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتٍ عَقْلٍ وَدِينٍ أَسْلَبَ لِلْبَرِّ الرَّجُلَ الْحَازِمَ أَحَدًا كُنَّ)) ”میں نے ناقص العقل و دین اور سمجھدار آدمی کی عقل کو سلب کرنے والی تم میں سے زیادہ نہیں دیکھا“ قرضاوی کہتا ہے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاح کے طور پر کہا تھا اس طرح قرضاوی واضح طور پر احادیث کو رد کر رہا ہے اور اپنی عقل کو مقدم کر رہا ہے۔

⑤ صحیح حدیث میں ہے کہ ((لَا يَقْتُلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ)) ”کافر کے بدلے میں مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا“ (اگر مسلمان نے کسی کافر کو قتل کر دیا تو بدلے میں قاتل مسلمان قتل نہ ہوگا) قرضاوی کہتا ہے۔ یہ رائے ہمارے زمانے کے لئے موزوں نہیں ہے اس رائے کو ترجیح دے کر ہم عذر کو باطل کر کے اور شریعت کا علم بلند کر رہے ہیں۔ (الشیخ الغزالی کما عرفہ: ۱۶۸)

اس قرضاوی نے بوذا میں بت توڑنے کی بھی مخالفت کی تھی۔ مگر بڑی مصیبت یہ بھی ہے کہ ہمارے ہاں ایسے بھی مبلغین ہیں جو قرضاوی کا دفاع کرتے ہیں اس کی شان میں قصیدے پڑھتے ہیں ہمارے خیال میں تو قرضاوی کا دفاع وہی شخص کر سکتا ہے جو توحید سے ناواقف ہو ورنہ یہ مذکورہ آراء قرضاوی

ہیں“

⑧ قرضاوی جمہوریت اپنانے کی دعوت دیتا ہے۔ (الغزالی المعاصرہ: ۶/۲۳۷)

حالانکہ جمہوریت کفر ہے اس لیے کہ یہ غیر اللہ کو حکیم کا حق دیتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (المائدہ: ۴۴)

”جو اللہ کی نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی لوگ کافر ہیں۔“

⑨ اس کا کردار عمل بھی عقل پسندوں والا ہے جو کہ معتزلہ کے بقایا جات ہیں۔ اس لیے قرضاوی بعض صحیح احادیث کو اس بنیاد پر رد کرتا ہے کہ یہ قرآن اور عقل انسانی کے خلاف ہیں۔

جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (الحشر: ۷)

”جو کچھ تمہیں رسول دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔“

قرضاوی نے جن احادیث کو رد کیا ہے ان میں سے چند احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

① مسلم میں حدیث ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہا تھا کہ ((ابی و اباک فی النار)) ”میرا باپ اور تمہارا باپ جہنم میں ہیں“ علماء کا اس پر اتفاق ہے (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد جہنم میں ہیں) مگر قرضاوی کہتا ہے: ”میں کہتا ہوں کہ عبد اللہ بن عبد المطلب نے کون سا گناہ کیا تھا جس کی پاداش میں اسے جہنم میں ڈال دیا گیا؟ حالانکہ وہ تو اہل افتراہ میں سے ہیں اور اہل فترہ کے بارے میں اتفاق ہے کہ ان کی نجات ہوگی۔“ (کیف معاملة مع السنة النبویہ: ۱۶۲)

(نوٹ: اہل فترہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو دنیاویوں کے درمیان اس وقت پیدا ہوئے اور مر گئے جب کسی

نبی کا دین موجود نہ تھا وہی نازل نہیں ہو رہی تھی مگر اہل فترہ وہی روایت کی سند ضعیف ہے صحیح نہیں۔ مترجم)

② صحیحین میں حدیث مروی ہے ((یَوْنِی بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ مَلُوحٍ)) ”قیامت

اس عمل کا انکار کرتے ہیں۔

شیخ سلیمان بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی مشرک زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ دے مگر الہ اور رسول کا معنی نہ جانتا ہو۔ نماز پڑھتا ہو روزے رکھتا ہو حج کرتا ہو مگر ان کی حقیقت سے واقف نہ ہو صرف لوگوں کی دیکھا دیکھی کر رہا ہو شرک کا کوئی عمل نہ کرتا ہو اس آدمی کے عدم اسلام میں کسی کو کوئی شک نہیں یعنی یہ آدمی مسلمان نہیں ہے۔ فقہائے مغرب نے گیارہویں صدی یا اس سے قبل ایسے ہی ایک شخص کے بارے میں اس طرح کا فتویٰ دیا تھا۔ الدر الثمین فی شرح المرشد المعین میں مذکور ہے اس کی شرح میں لکھا ہے یہ وہ فتویٰ ہے جو ان فقہانے انتہائی صراحت اور وضاحت سے دیا ہے اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا ہے۔ (تیسیر العزیز الحمید: ۸۰، ۸۱)

معبود کس کو کہتے ہیں؟

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الہ ہمارے زمانے میں اب سید، شیخ وغیرہ کو کہا جاتا ہے جنہیں لوگ پر اسرار بندے کہتے ہیں اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ نفع و نقصان کے اختیارات کے مالک ہیں جس نے بھی اس طرح کا عقیدہ کسی نبی یا غیر نبی کے بارے میں رکھا تو اسے الہ بنالیا۔ اس لیے کہ بنی اسرائیل نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں مریم علیہا السلام کو الہ قرار دیا تھا۔

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يُعِيسِي ابْنَ مَرْيَمَ ۖ إِنَّكَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالِ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ (المائدہ: ۱۶)

”جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے علاوہ الہ بناؤ؟ عیسیٰ کہیں گے تو پاک ہے میرے لئے جائز نہیں کہ میں وہ بات کروں

کے کفر وارثہ اور پر واضح دلیل ہیں۔

توحید کے بارے میں چار باتیں ثابت ہیں۔

① مقصد یا ارادہ یعنی صرف ایک اللہ ہی کو ماننا مقصود ہو اس کی تعظیم اور محبت مطلوب ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (البقرہ: ۱۶۵)

”جو لوگ مومن ہیں وہ اللہ سے شدید محبت کرتے ہیں۔“

خوف و امید:

وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ

لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (یونس: ۱۰۷)

”اگر اللہ آپ کو نقصان پہنچادے تو اسے دور کرنے والا کوئی نہیں ہے اور اگر وہ آپ کو بھلائی پہنچانے کا ارادہ کر لے تو کوئی اس کے فضل کا دور کرنے والا نہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اپنا فضل پہنچادے اور وہ بخشش والا رحم کرنے والا ہے“

جس نے یہ سب کچھ جان لیا تو گویا اس نے غیر اللہ سے ماطہ توڑ لیا اب اس پر باطل کا غلبہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں خبر دی ہے کہ اس نے بتوں کو توڑ ڈالا اور اپنی قوم سے بیزاری کا اعلان کر دیا۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَاءُ

وَأَنْتُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ (الممتحنہ: ۴)

”تمہارے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھی بہترین نمونہ ہیں جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور جنہیں تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو ان سے بیزار ہیں۔ ہم تمہارے

یا اپنے اسلاف کی تقلید کر رہے ہیں اس لیے کہ دین سے ناواقفیت زیادہ ہو گئی ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کا دین بھلا دیا گیا ہے۔ (فتح المسجد: ۳۷۰)

توحید اور شرک سے واقفیت ضروری ہے لاعلمی کوئی عذر نہیں

شیخ عبدالرحمن ابوبطین رحمہ اللہ کہتے ہیں: تعجب ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جب ان کے سامنے کوئی شخص کلمہ کا معنی بیان کرتا ہے کہ اس کے معنی میں اگر اللہ کی وحدانیت کا اثبات ہے تو شرک کی نفی بھی ہے تو لوگ اس شخص کی باتوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ ہمیں اس بات کا مکلف نہیں بنایا گیا ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ اس توحید کی معلومات رکھنے کے پابند ہیں جس کے لیے انسانوں اور جنوں کو پیدا کیا گیا ہے تمام رسولوں کو بھیجا گیا ہے تاکہ اس توحید کی طرف لوگوں کو دعوت دیں اور شرک کی حقیقت بھی جان لیں جس کے مرتکب کی بخشش نہیں ہوگی اور نہ ہی اس سے لاعلمی کا عذر قبول کیا جائے گا۔ نہ ہی اس میں کسی کی تقلید جائز ہے اس لیے کہ یہی تو اسلام میں بنیادی چیز ہے۔

(عقیدۃ المؤمنین: رسالۃ الانتصار الحزب المؤمنین: ۱۶)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہی وہ توحید ہے جو نماز روزہ سے بھی زیادہ فرض ہے اور قیامت میں اللہ ان کی بخشش کرے گا جو موحد بن کر آیا ہوگا اور جو توحید سے لاعلم ہوگا اس کی بخشش نہیں ہوگی اگرچہ وہ کتنا ہی عبادت گزار کیوں نہ ہو آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ شرک ہی وہ عمل ہے جس کے مرتکب کو اللہ بخشا نہیں۔ اللہ کے ہاں قتل اور زنا سے بڑا گناہ ہے حالانکہ بعض لوگ اس کو اللہ کے قرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ (الدرر السنیہ: ۷۷/۲۰)

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن ابوبطین رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ نے مخلوق پر اپنی اطاعت فرض کر دی ہے اور اپنے رسول کی اطاعت کا انہیں حکم دیا ہے کہ وہ اپنے تنازعات میں کتاب و سنت کی طرف رجوع کریں علما کا اتفاق ہے کہ توحید اور رسالت میں تقلید جائز نہیں ہے۔ (الدرر السنیہ: ۱۰/۳۹۹)

جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے کہا ہوتا تو تو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے میں نہیں جانتا جو تیرے دل میں ہے تو غیب کو جانتا ہے۔ (مجموعۃ الرسائل والمسائل: ۳۸/۴)

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن ابوبطین رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب انسان جان لے اور سمجھ لے کہ اللہ کا معنی معبود ہے اور عبادت کی حقیقت بھی سمجھ جائے تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ عبادات میں سے کوئی بھی عبادت اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے کرنا اس کو الہ بنانا ہے اگرچہ اسے معبود یا اللہ کا نام نہ بھی دے بلکہ اسے وسیلہ کہے سفارش کہے یا التجا کا نام دے شرک مشرک ہی ہوتا ہے چاہے وہ تسلیم کرے یا نہ کرے جیسا کہ سودخور سودخور ہی ہوتا ہے چاہے وہ مانے یا نہ مانے اور اپنے اس فعل کو سود نہ کہے اسی طرح شراب پینے والا شرابی ہی ہے چاہے وہ خود کو شرابی مانے یا نہ۔

(عقیدۃ المؤمنین: رسالۃ الانتصار الحزب المؤمنین: ۱۸)

شرک کا ارادہ نہ بھی ہو پھر بھی شرک شرک ہی ہے

محمد بن عبداللطیف بن عبدالرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس نے غیر اللہ کو پکارا، مردہ، زندہ، غائب کو یا اس سے مصیبت میں فریاد کی تو وہ شرک کافر ہے اگرچہ اس نے اپنے اس عمل سے اللہ کا قرب حاصل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ یا اللہ کے ہاں سفارش تلاش کرنے کی کوشش کی تھی۔ (الدرر السنیہ: ۵۶۷/۱)

شیخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس امت میں توحید کے مخالفین کی قسمیں ہیں یا تو طاغوت ہیں جو اللہ کی ربوبیت والوہیت میں مقابلہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور لوگوں کو بت پرستی کی طرف دعوت دے رہے ہیں یا مشرک ہیں جو غیر اللہ کو پکار رہے ہیں اور عبادت کے مختلف طریقوں سے اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یا وہ لوگ ہیں جن کو توحید میں کوئی شک ہے کہ یہی انسان پر لازمی ہے یا اللہ کی عبادت میں شریک کرنا جائز ہے؟ یا وہ جاہل و لاعلم لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ شرک اللہ کے قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اکثر عوام اس طرح کے ہیں اس لیے کہ یا تو وہ جاہل ہیں

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک لا الہ الا اللہ کو تھانے والا شمار نہ ہوگا جب تک وہ طاغوت کا انکار نہ کر دے یہی وہ مضبوط کڑا ہے جو ٹوٹا نہیں جس نے یہ عقیدہ نہیں رکھا تو وہ مسلمان نہیں ہے اس لیے کہ اس نے لا الہ الا اللہ کو اپنا یا ہی نہیں لہذا ہمیں غور کرنا چاہیے اور وہ عقیدہ اپنانا چاہیے جو ہمیں اللہ کے عذاب سے نجات دلائے یعنی لا الہ الا اللہ کا معنی مکمل طور پر تسلیم کر لے۔

(الدرر السنہ: ۱۱/۲۶۳)

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کے علاوہ جتنے معبود اور طاغوت ہیں جب تک ان سے اجتناب نہ کیا جائے ان کا جب تک انکار نہ کیا جائے اس وقت تک کسی کا اسلام صحیح نہیں ہو سکتا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدْ**

اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ (البقرہ: ۲۵۶)

”جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لے آیا اس نے مضبوط کڑا اتھام لیا۔“

ظلم اکبر اور ظلم اصغر کا فرق واضح کرتے ہوئے شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک ظلم وہ ہے جس کا اگر ارتکاب کیا جائے یا طاغوت کی مدح کی جائے یا ان کا دفاع کیا جائے تو اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اگرچہ وہ نماز پڑھتا رہے اور روزے رکھتا رہے دوسرا ظلم وہ ہے جو اسلام سے خروج کا سبب نہیں بنتا بلکہ یا تو اس کے مرتکب کو قصاص کے لئے پیش کر دیا جائے گا یا اللہ اسے معاف کر دے گا۔ کتنا واضح فرق ہے دونوں قسموں میں؟ (الدرر السنہ: ۱۰/۵۶۵، ۵۶۶)

شیخ سلیمان بن عبد اللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: لا الہ الا اللہ کا معنی ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے اللہ کے علاوہ جس کی عبادت کی جاتی ہے اس کا انکار کیا جائے اس سے اور اس کی پوجا کرنے والوں سے بیزاری کا اعلان کیا جائے۔ (تیسرے العزیز الحبید: ۱۵۲)

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ کے معنی کی وضاحت یہ ہے کہ صرف اس کو

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب آپ کو یہ معلوم ہے کہ جب شرک عبادت کے ساتھ مل جائے تو عبادت کو فاسد کر دیتا ہے۔ عمل کو باطل کر دیتا ہے اور شرک کا مرتکب ہمیشہ کے لئے جہنمی بن جاتا ہے تو آپ کو یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ آپ پر سب سے زیادہ اہم ذمہ داری یہ ہے کہ شرک کے بارے میں معلومات کریں تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو شرک کے اس شکنجے سے نجات دیدے۔

(الدرر السنہ: ۲/۲۲۳)

کفر بالطاغوت (کفر بالطاغوت کی اہمیت؟)

شیخ سلیمان بن سحان رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ نے واضح کر دیا ہے کہ عروۃ الوثقیٰ کو مضبوطی سے تھامنے کا مطلب ہے۔ کفر بالطاغوت آیت میں طاغوت کے انکار کو ایمان باللہ سے مقدم رکھا گیا ہے اس لیے بعض مرتبہ ایک شخص ایمان باللہ کا دعویٰ کرتا ہے مگر طاغوت کا انکار نہیں کرتا اس سے اجتناب نہیں کرتا اس طرح اس کا دعویٰ ایمان جھوٹا شمار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (الحل: ۳۶)

”ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو۔“

اس آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد تھا اپنی امت کو طاغوت سے بچانا اب جو شخص طاغوت سے نہیں بچتا وہ تمام انبیاء کی مخالفت کرتا ہے۔ (الدرر السنہ: ۱۰/۵۶۲)

شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کا ارشاد ہے:

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا

انْفِصَامَ لَهَا (البقرہ: ۲۵۶)

”جس نے طاغوت کا انکار کیا (کفر بالطاغوت کیا) اور اللہ پر ایمان لے آیا تو اس نے مضبوط کڑا اتھام لیا جو کبھی ٹوٹتا نہیں۔“

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 38

لیں گے کہ اکثر لوگ اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر طاغوت کی عبادت اختیار کر چکے ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری چھوڑ کر طاغوت کی تابعداری کر رہے ہیں۔ (تیسرے اعزاز احسن: ۵۰، ۴۹)

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: طاغوت تو بہت سارے ہیں مگر ان کے سرغنہ پانچ ہیں

① شیطان: غیر اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دینے والا۔

ویل اللہ کا یہ فرمان ہے: أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يٰبَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ (یسین: ۶۰)

”اے بنی آدم کیا ہم نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ شیطان کی عبادت مت کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے“

② ظالم حکمران: جو اللہ کے احکامات کو تبدیل کرتا ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا (النساء: ۶۰)

”کیا آپ نے ان لوگوں کو دیکھا ہے جن کا خیال ہے وہ ایمان لائے ہیں اس پر جو تیری طرف نازل ہوا ہے اور اس پر جو تجھ سے پہلے نازل ہوا ہے وہ چاہتے ہیں کہ فیصلے طاغوت کے پاس لیجائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ طاغوت کا انکار کریں شیطان چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں مبتلا کر دے“

③ جو اللہ کے نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتا: (موجودہ زمانے کے مسلم

حکمرانوں کا کفر و ارتداد واضح ہو جاتا ہے اس لیے کہ وہ اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے بلکہ مسلم ممالک میں انہوں نے انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین رائج کر رکھے ہیں۔)

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 37

زبان سے ادا کرنے سے کسی کا مال اور جان محفوظ نہیں ہوں گے جب تک اللہ کے علاوہ جس کی عبادت کی جاتی ہے ان کا انکار نہ کیا جائے اگر اس میں شک کیا تو مال و جان پھر بھی محفوظ نہیں۔ (کتاب التوحید)

طاغوت کا معنی

شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن ابو حنیبلہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: لفظ طاغوت ہر اس چیز پر بولا جاتا ہے جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے اور ہر گمراہ کرنے والا جو باطل کی طرف دعوت دیتا ہو یا گمراہی اور باطل کی تعریف کرتا ہو اسی طرح طاغوت اسے بھی کہا جائے گا جسے لوگ اپنے فیصلوں کا اختیار دے دیں جس طرح کہ دور جاہلیت میں ہوتا تھا اور پھر وہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف فیصلہ کرتا ہو، کاہن، جادوگر، اور وہ مجاور جو مزارات کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں ان مزارات میں مدنون لوگوں کے بارے میں جھوٹے سچے واقعات اور کرامات سنا کر جاہلوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ انہیں یہ باور کراتے ہیں کہ ان مزارات میں دفن لوگ حاجتیں اور مرادیں پوری کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ ان سے جو مانگا جائے یہ دیتے ہیں۔ اس طرح لوگوں کو شرک اکبر میں مبتلا کرتے رہتے ہیں۔ یہ سب طاغوت ہیں اور ان کا سربراہ سب سے بڑا طاغوت شیطان ہے (مجموعہ التوحید: ۱۲۸)

شیخ سلیمان بن عبد اللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجاہد کا قول ہے کہ طاغوت انسان کی صورت میں شیطان ہوتا ہے جس کے پاس لوگ تنازعات کے فیصلے لیجاتے ہیں۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: طاغوت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے بندہ اپنی حدود سے تجاوز کرے چاہے کسی کی اطاعت کر کے یا اتباع کر کے یا عبادت کر کے لہذا ہر قوم کا طاغوت وہ ہے جس کے پاس وہ اپنے تنازعات کے فیصلے لے جاتے ہیں اللہ و رسول کو چھوڑ کر یا اللہ کے علاوہ اسے پکارتے ہیں یا اس کی اتباع کرتے ہیں جبکہ اللہ کی طرف سے کوئی دلیل اس پر نہیں ہے۔ یا اس کی اطاعت کرتے ہیں یہ سب طاغوت ہیں دنیا کے جب آپ اس پر غور کریں گے اور لوگوں کی حالت پر نظر ڈالیں گے تو آپ دیکھ

الظَّالِمِينَ (الانبیاء: ۲۹)

”اور جس نے کہا کہ میں اللہ کے علاوہ معبود ہوں تو اس کو ہم جہنم کی سزا دیں گے ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔“

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ انسان صرف اسی وقت مومن بن سکتا ہے جب وہ طاغوت کا انکار کر دے۔ (الدرر السنیہ: ۱۰/۱۶۳، ۱۶۱)

طاغوت کے انکار سے کیا مراد ہے؟

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کفر بالطاغوت کا مطلب ہے کہ ہر اس چیز سے برأت کا اعلان کرنا جس کے بارے میں اللہ کے علاوہ کسی قسم کا عقیدہ رکھا جاتا ہو، چاہے وہ جن ہو، انسان ہو، درخت پتھر یا اور کوئی چیز ہو اور اس چیز کے کفر اور گمراہی کی کوئی دے اس سے نفرت کرے اگرچہ وہ باپ یا بھائی کیوں نہ ہوں، جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں صرف اللہ کی عبادت کرتا ہوں مگر کسی مزار یا مجاور، پیر فقیر وغیرہ کو کچھ نہیں کہتا تو یہ شخص اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اس کا اللہ پر ایمان نہیں ہے نہ ہی یہ طاغوت کا انکار کر رہا ہے۔ (مجموعہ الرسائل المسائل النحویۃ: ۴/۳۲، ۳۴)

شیخ سلیمان بن سحان رحمہ اللہ کہتے ہیں: طاغوت سے اجتناب کا معنی ہے اس سے دلی طور پر دشمنی و نفرت رکھنا اور زبان سے اس کی برائی بیان کرنا اور اگر طاقت ہو تو ہاتھ سے اس طاغوت کو ختم کرنا جو شخص طاغوت سے اجتناب کا دعویٰ کرے مگر مذکورہ کام نہ کرے تو وہ اس دعویٰ میں سچا نہیں ہے۔

(الدرر السنیہ: ۱۰/۲۵۰، ۲۵۱)

محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں: کفر بالطاغوت کا مطلب یہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کو باطل سمجھا جائے اسے چھوڑ دیا جائے۔ اس سے نفرت کی جائے اس کے ماننے والوں کو کافر سمجھا جائے ان سے دشمنی کی جائے (افسوس کی بات ہے کہ موجودہ دور کے علماء لوگوں کو بتاتے نہیں کہ طاغوت کیا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (المائدہ: ۴۴)

”جو اللہ کی نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی لوگ کافر ہیں۔“

④ جو شخص علم غیب کا دعویٰ کرتا ہے:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۚ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا (الحج: ۲۶-۲۷)

”(وہ اللہ) عالم الغیب ہے اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے پھر چاہتا ہے اس کے آگے پیچھے ایک نگران۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ يَعْلَمُ مَا فِي الْبُرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنَ وَرْدَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٌ فِي ظُلْمَةٍ إِلَّا يَافِسُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (الانعام: ۵۹)

”اسی (اللہ) کے پاس ہیں غیب کی چابیاں انہیں صرف اللہ ہی جانتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور جو کچھ سمندر میں ہے۔ نہیں گرتا کوئی پتہ مگر وہ اسے جانتا ہے اور نہ ہی کوئی اناج کا دانہ زمین کے اندھیروں میں نہ تر یا خشک مگر واضح کتاب میں ہے۔“

⑤ اللہ کے علاوہ جس کی عبادت کی جائے اور وہ اُس پر راضی ہو:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَهٌ مِنْ دُونِهِ فَلَيْلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَلِكَ نَجْزِي

نے کہا خالد اگر تم اہل یمامہ کی بہتری چاہتے ہو تو مجاہد کو چھوڑ دو مجاہد معزز آدمی تھا خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو اور سارے یوزندہ چھوڑ دیا قتل نہیں کیا مگر دونوں کو قید کر لیا اور لوہے کے طوق انہیں پہنا دیئے گئے۔ پھر خالد رضی اللہ عنہ مجاہد کو بلاتے اس سے پوچھتے کہ مسیلمہ کہاں ہے؟ مجاہد کا خیال تھا کہ خالد مجھے بھی قتل کر دے گا تو اس نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرا بھی اسلام ہے یعنی میں بھی مسلمان ہوں میں نے کفر نہیں کیا خالد رضی اللہ عنہ نے کہا قتل اور رہائی کے درمیان ایک درجہ بھی ہے وہ ہے قید جب تک کہ اللہ ہمارے تمہارے معاملے کا کوئی فیصلہ نہیں کرتا (تم قید رہو گے) پھر مجاہد کو اس کی بیوی ام مہتمم کے حوالے کر کے تائید کی کہ قید کے دوران اس کا اچھی طرح خیال رکھو۔

مجاہد سمجھا کہ خالد مجھے اس وقت تک قید رکھے گا جب تک میں مسیلمہ کا ٹھکانہ اور پتہ نہ بتا دوں اس نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا ان کے ہاتھ پر میں نے بیعت کی تھی میں آج بھی اس بیعت پر قائم ہوں اگر ہماری قوم میں سے کسی جھوٹے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو اللہ کا فرمان ہے کہ: ﴿وَلَا تَزِدْوا زِدَةً وَذُرْ الْاٰخَرٰی﴾ ”ایک کا گناہ کوئی دوسرا نہیں اٹھاتا“ (انعام: ۱۶۴) خالد رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے آج وہ مذہب چھوڑ دیا جس پر تم کل تھے۔ اس کذاب کے بارے میں تمہاری خاموشی اس بات کی دلیل ہے کہ تم اس کے عمل سے راضی ہو حالانکہ تم یمامہ کے معزز ترین لوگوں میں سے ہو تم اس جھوٹے نبی کا اقرار کرتے ہو اور اس کی شریعت پر راضی ہو کیا تم نے کوئی عذر پیش کیا ہے؟ کوئی بات ہم سے کی ہے؟ مٹامہ رضی اللہ عنہ نے اکیلے بات کر لی اور اس کذاب کا انکار کیا۔ شکری نے بات کی ہے اگر تم اپنی قوم سے ڈرتے تھے تو میرے پاس کیوں نہیں آئے یا میرے پاس کوئی پیغام کیوں نہیں بھیجا؟

اس واقعہ سے ثابت یہ کرنا ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مجاہد کی خاموشی کو مسیلمہ کذاب کی شریعت پر رضامند تصور کیا اقرار و تائید فرار دیا۔ ان لوگوں کے بارے میں کیا کہا جائے گا جو رضامندی

ہے؟) اللہ پر ایمان کا معنی ہے کہ اکیلے اللہ کو معبود ماننا عبادت کی تمام اقسام اس کے لیے خاص کرنا ہر اس معبود سے ان صفات کی نفی کرنا جس کی عبادت اللہ کے سوا کی جاتی ہو۔ اللہ کے خاص بندوں سے محبت اور دوستی کی جائے۔

مشرکین سے نفرت اور دشمنی کی جائے یہی وہ ملت ابراہیم ہے جس سے اعراض کرنے والے کو اللہ نے بیوقوف قرار دیا ہے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسُوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ اِبْرٰهِيْمَ وَالْحٰمِيْنَ مَعَهُ جِ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٌ وَّاَنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الْعَدٰوَةُ وَالْبَغْضَاءُ اَبَدًا حَتّٰى تُوْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحَدِّثْ (المسححة: ۴)

”تمہارے لئے بہترین نمونہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں میں جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم بیزار ہیں تم سے اور جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو۔ ہم تمہارے (اس عمل کا) انکار کرتے ہیں ہمارے اور تمہارے درمیان دشمنی اور نفرت ظاہر ہو چکی ہمیشہ کے لئے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لے آؤ۔“

(الدر المنثور: ۱۰/۱۶۱)

منکرات پر خاموشی اس پر رضامندی کی دلیل ہے

شیخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ نے کہا ہے: کہ ہمارے شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: واقعہ نے لکھا ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب العارض گئے تو دو سو فارس ان کے سامنے لائے گئے انہوں نے مجاہد بن مرارہ کو تیرہ افراد سمیت پکڑ لیا جو کہ بنو حنیفہ میں سے تھے خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم اپنے ساتھی مسیلمہ کذاب کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا وہ اللہ کا رسول ہے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سب کی گردنیں کاٹ دیں صرف سارہ بن عامر رہ گیا اس

44 اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟

دوستوں سے دوستی اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھی جائے اس بارے میں بے شمار آیات و احادیث موجود ہیں مشہور ترین حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

((اوثق عرى الاسلام الحب فى الله والبغض فيه))

”اسلام کا مضبوط ترین کڑا ہے اللہ کے لیے محبت اور اسی کی خاطر نفرت“
ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

((أفضل الايمان الحب فى الله والبغض فيه))

”بہترین ایمان ہے اللہ کی خاطر محبت اور اس کی خاطر نفرت“
ایک اور مرفوع حدیث میں ہے۔

((اللهم لا تجعل لفاجر عندى يذاً ولا نعمة فيوده قلبى فانى وجدت فيما

اوحى الىّ)) [لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله
وورسوله] (الحصاد: ۲۲)

”اے اللہ کسی فاجر کا مجھ پر کوئی احسان نہ رکھ نہ ہی میرا مددگار بنا ورنہ میرا دل اس کو پسند کرنے لگے گا۔ میرے پاس جو وحی آئی ہے اس میں اللہ کا یہ فرمان ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو نہیں پائے گا ایسی قوم کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور پھر ان لوگوں سے دوستی رکھے جو اللہ و رسول سے دشمنی کرتے ہیں“

صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

((المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل))

”آدمی اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے لہذا تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ کس

43 اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟

کا اظہار کرتے ہیں ساتھ دیتے ہیں مدد و تعاون کرتے ہیں مشرکین کے ساتھ طاغوت کے ساتھ بیٹھتے ہیں طاغوتوں کے اجلاسوں میں شریک ہوتے ہیں؟ (مجموعه الرسائل والمسائل النجدية: ۴/۲۹۲، ۲۹۳)

مشرکین سے برأت اور ان کی تکفیر

اسلام اس وقت تک صحیح نہیں ہوتا جب تک اولیاء اللہ سے دوستی اور اللہ کے دشمنوں سے دشمنی نہ رکھی جائے شیخ محمد بن عبد اللطیف بن عبد الرحمن رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔
اللہ کا فرمان ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ
كَبِيرٌ (الأنفال: ۷۳)

”جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے دوست اور حمایتی ہیں اگر تم ایسا نہ کرو تو فتنہ اور بہت بڑا فساد پھیل جائے گا“۔

علماء فرماتے ہیں فتنہ سے مراد شرک ہے اور فساد کبیر سے مراد مسلمانوں اور کافروں کا باہم میل جول رکھنا (اس کے بارے میں کیا خیال ہے جو کافروں کو جزیرہ عرب میں لے کر آیا ہے۔

جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کافر مان ہے کہ جزیرہ عرب میں دو دین جمع نہیں ہو سکتے جبکہ یہاں مجوسی اور یوڈی، نصرانی، یہودی سب کو لایا جا رہا ہے ان کا استقبال کیا جاتا ہے ان غیر مذہب ماہرین کو لا کر بسایا جاتا ہے اس سے بڑا فساد اور کیا ہے اور حدیث کی کتنی واضح مخالفت ہے) اس طرح کافر مان کے ساتھ اللہ کے فرمانبردار کا ملاپ بھی فساد ہے اس سے اسلامی نظام میں خلل واقع ہوتا ہے اور توحید میں کمزوری و انحلال پیدا ہوتا ہے اس کے علاوہ بھی بے شمار خرابیاں پیدا ہوتی ہیں نہ اسلام صحیح طرح قائم رہتا ہے نہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کافر بیضہ ادا کیا جاسکتا ہے نہ جہاد کا علم بلند کیا جاسکتا ہے یہ سب کچھ صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے جب محبت بھی اللہ کے لیے ہو اور نفرت بھی، اللہ کے

جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

((لا ياتي على الناس زمان الا والذي بعلمه شرمته))

”لوگوں پر جو بھی وقت آئے گا وہ پہلے والے کی بنسبت برائی ہوگا“

آج کل لوگوں کی دوستی، محبت، تعلقات کفر، شرک، منافقانوں کے ذریعے سے قائم ہیں، لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ بہت زیادہ احتیاط سے کام لے اللہ کے دشمنوں سے میل جول نہ رکھے ان کے ساتھ اچھے تعلقات نہ رکھے نرمی کا برتاؤ نہ کرے نہ ہی ان کو اپنا راز داں بنائے نہ ان سے دوستی رکھے نہ ان سے خیر خواہی کی امید رکھے اس لیے کہ یہ اللہ کی ناراضگی اور غصے کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ (ال عمران: ۱۱۸)

”اپنے (مسلمانوں) کے علاوہ کسی کو دوست مت بناؤ۔“

اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ نے اپنے مومن بندوں کو منع کیا کفار اور یہودی دوستی سے اور خواہشات کی پیروی کرنے والے بدعتیوں کو دوست بنانے یا ان سے کسی بھی قسم کا مشورہ کرنے سے یا اپنا کوئی معاملہ ان کے سپرد کرنے سے بھی منع کیا ہے ربیع رحمہ اللہ کہتے ہیں اس آیت میں اللہ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ منافقین کو اپنے اندرونی معاملات میں مداخلت کی اجازت نہ دو اور مومنوں کے علاوہ ان منافقین سے دوستی بھی مت کرو یہ بھی کسی نے کہا ہے کہ جو شخص بھی تمہارے مذہب کے خلاف ہو اس سے دوستی یا اس کی طرف توجہ اور میلان اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا میل جول تمہارے لیے جائز نہیں ہے۔ (الدر السنی: ۸/۴۷، ۴۸، ۴۹)

شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب رحمہما اللہ فرماتے ہیں: کہ ابن قیم رحمہ اللہ کے اس قول پر ضرور غور کرنا چاہیے کہ ”شُرک اکبر سے وہ شخص محفوظ رہ سکتا ہے جو مشرکین سے صرف اللہ کی خاطر دشمنی رکھتا ہو اسلام کو برقرار اور قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ شرک کرنے والوں سے دشمنی رکھی جائے جو شخص ان

سے دوستی کر رہا ہے“

ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

((لا تصاحب الا مؤمنا ولا يأكل طعامك الا تقي))

”دوستی صرف مومن کے ساتھ کرو اور تمہارا کھانا صرف پرہیزگار کھائے“

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

((لا یحب رجل قوما الا حشر معهم))

”جو کوئی جس قوم سے محبت کرے گا انہی کے ساتھ قیامت کے دن اٹھایا جائے گا“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ کا قرب حاصل کرو گناہ گاروں سے نفرت کے ذریعے اور ان سے ملاقات کرو تو ترش روئی کے ساتھ کرو اللہ کی رضا ان کی ناراضگی کے ذریعے حاصل کرو اللہ کا قرب حاصل کرو ان سے دوری اختیار کر کے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ اللہ کی محبت حاصل کرو گناہ گاروں سے نفرت کر کے اور اللہ کا قرب حاصل کرو گناہ گاروں سے دوری اختیار کر کے اللہ کی رضامندی حاصل کرو گناہ گاروں کو ناراض کر کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں جس نے اللہ کے لئے محبت کی اسی کی خاطر نفرت کی اللہ کے لئے دوستی کی اسی کے لئے دشمنی کی تو وہ اللہ کی دوستی حاصل کر لے گا۔ جب تک کسی بندے میں یہ خوبیاں نہ ہوں وہ ایمان کی چاشنی حاصل نہیں کر سکتا اگرچہ وہ بہت زیادہ نمازیں پڑھے اور کثرت سے روزے رکھے یعنی جب تک اس کی نفرت دوستی و دشمنی صرف اللہ کی خاطر نہ ہو وہ ایمان کی مٹھاس نہیں پاسکتا فرماتے ہیں آج کل اکثر لوگوں کی دوستی کا معیار دنیاوی اغراض ہیں اور یہ اسے کسی قسم کا فائدہ نہیں دے سکتی۔ یہ بات ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس وقت کہی تھی جب خیر القرون کا زمانہ تھا اس کے بعد تو اس میں مزید اضافہ ہی ہوتا رہا ہے بھلائیاں ختم ہوتی رہی ہیں۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اللہ نے یہ بتایا ہے کہ کوئی مؤمن ایسا نہیں ملے گا جو کافر سے دوستی رکھتا ہو جس نے کافر سے دوستی رکھی وہ مؤمن نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ دوستی جیسا رو یہ رکھنا بھی حرام ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

عماد بن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آیت البعیدہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مازل ہوئی ہے جب انہوں نے اپنے باپ کو بدر کی جنگ میں قتل کیا ﴿أَوْ أَبْنَاءَهُمْ﴾ اور صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔ جب انہوں نے اپنے بیٹے عبد الرحمن کے قتل کا ارادہ کیا ﴿أَوْ إِخْوَانَهُمْ﴾ اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے جب ان کا بھائی عبید بن عمیر قتل ہوا ﴿أَوْ عَشِيرَتَهُمْ﴾ اور عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے جب ان کا قریبی رشتہ دار قتل ہوا تھا بدر میں، حمزہ، علی اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم نے اس دن عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کر دیا تھا فرماتے ہیں کہ ﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ یعنی اللہ ان صحابہ سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں اس جملے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ لوگ اپنے رشتہ داروں کے قتل پر بھی غمزدہ نہ ہوئے تو اس کے بدلے میں اللہ نے ان کو اپنی رضا مندی عنایت فرمادی ہے ان کے لیے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں بڑی کامیابی اور اپنا فضل ان کو دے دیا ہے انہیں دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی کی خوشخبری دی ہے یہ سب کچھ ان لوگوں کے بدلے میں دیا گیا ہے جو شیطان کے ساتھی تھے اور شیطان کے ساتھی ہمیشہ نقصان میں رہتے ہیں: أَلَا إِنَّ جَزَبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَسِرُونَ (مجادلہ: ۱۹) تو حید کو باطل کر دینے والی تیسری چیز ہے مشرک سے دوستی، اس کی طرف جھکاؤ اس کے ساتھ کسی قسم کی مدد و اعانت، ہاتھ سے زبان سے یا مال سے۔ اللہ تعالیٰ کافر مان ہے۔

فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِلْكَافِرِينَ (قصص: ۸۹)

”آپ ہرگز کافروں کے مددگار نہ بنیں“

سے دشمنی نہیں رکھتا وہ انہی میں سے ہے اگرچہ خود شرک نہ بھی کرتا ہو۔

(عقیدۃ الموحدين: الکلمات النافعه فی مکفرات الواقعہ: ۲۶۷)

کافر سے دشمنی؟

شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ نواقض توحید سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں: توحید کے نواقض میں سے دوسرا امر ہے اہل شرک کے لیے اپنے دل میں نفرت نہ رکھنا اور اللہ کے دشمنوں سے دوستی کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کافر مان ہے۔

وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

(الحل: ۱۰۶)

”مگر جس نے کفر کے لئے اپنا سینہ کھول دیا تو ان پر اللہ کی طرف سے غضب ہے اور ان کے لیے عذاب عظیم ہے۔“

وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ (الحل: ۱۰۷)

”اور اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا“

مشرک سے نفرت کرنا ضروری ہے جس نے ایسا نہیں کیا تو اس نے اپنی توحید کو باطل کر دیا اگرچہ خود شرک نہ کیا ہو۔

اللہ تعالیٰ کافر مان ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

(المجادلہ: ۲۲)

”آپ نہیں پائیں گے ایسی قوم جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور پھر وہ

اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دشمنوں سے دوستی کریں؟“

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ (قصص: ۱۷)

”میرے رب تو نے مجھ پر انعام کیا ہے تو میں مجرموں کا مددگار بھی نہیں بنوں گا۔“

اسی طرح ارشاد ہے۔

إِنَّمَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الْإِلَهِينَ قَاتِلُوا كُفْرًا فِي الدِّينِ وَأَخْرِجُوا كُفْرًا مِنْ دِيَارِكُمْ
وَأَظَاهِرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

(الممتحنة: ۹)

”اللہ تمہیں منع کرتا ہے ان لوگوں سے جنہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہیں نکالنے پر ایک دوسرے کی مدد کی (منع اس سے کرتا ہے) کہ ان سے دوستی مت کرو جس نے ان سے دوستی کی تو وہ ظالم ہے۔“

یہ اللہ کی طرف سے مؤمنین کو خطاب ہے اور اس امت کو ہے لہذا ہم میں سے ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ ہم نے اس خطاب پر کہاں تک عمل کیا ہے۔ (مجموعہ رسائل المسائل النجدية: ۴/ ۲۹۰، ۲۹۱)

اسلام میں داخل ہونے کے لئے مشرکین سے نفرت و دشمنی ضروری ہے

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص جس پر اللہ نے یہ احسان کیا ہے کہ اسے اسلام لانے کی توفیق دی ہے وہ یہ کہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں یہی حق ہے اس کے سوا جو کچھ ہے وہ میں نے چھوڑ دیا ہے مگر میں مشرکوں کی مخالفت میں کچھ نہیں کہوں گا ان پر کوئی اعتراض نہیں کروں گا تو ایسے شخص کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ وہ اسلام میں داخل ہو چکا ہے بلکہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان مشرکین سے نفرت کرے مشرکین سے محبت رکھنے والوں سے بھی نفرت کرے ان سے دشمنی رکھے ان کی مذمت کرتا رہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے کہا تھا۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَاءُ
وَأَمِّنُكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ O كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ
الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدِّهِ (الممتحنة: ۴)

”ہم تم اور تمہارے ان معبودوں سے بیزار و متنفر ہیں جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو ہم تمہارے اس عمل کا انکار کرتے ہیں ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے دشمنی اور نفرت ظاہر ہوگئی ہے جب تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان نہ لے آؤ۔“

شیخ رحمہ اللہ نے اس شخص کو مسلمان شمار نہیں کیا ہے جو مشرکین کی مخالفت نہیں کرتا جب کہ ہمارے ہاں تو حید سے انحراف شروع ہو چکا ہے۔ مسلمان نوجوان ان تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن کا نظام تعلیم اور نصاب تعلیم مکمل طور پر گمراہ کن ہے وہ طواغیت کی مدح اور تعریف پر مبنی ہے مسلمان نوجوان ان ممالک میں تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں جو شرک کے مراکز اور تو حید سے مابعد ہیں ایسے میں مشرکین سے نفرت و عداوت آج کے مسلمان نوجوان کیسے کر سکتے ہیں ان کے اساتذہ کافر لادین و زندیق ہیں ان کے سامنے یہ مسلمان طلبہ بیٹھتے ہیں ان سے خوش گپیاں کرتے ہیں ان سے نفرت کیسے کر سکتے ہیں اور یہ سب کچھ دنیاوی مفادات کے حصول کے لیے ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے ملتِ ابراہیم سے روگردانی کرنے والے کو بے قوتی قرار دیا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کا مسلک ہے ”کُفَرْنَا بِكُمْ“ کہ ہم تمہارے ان اعمال کا انکار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى

(البقرہ: ۲۵۶)

”جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لے آیا اس نے مضبوط کڑا تھام لیا۔“

اس کے تقاضوں پر عمل نہ کر لے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام باتوں کی تصدیق نہ کر لے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر و نواہی پر عمل نہ کر لے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان نہ لائے اب جو شخص کہتا ہے کہ میں مشرکین سے دشمنی نہیں کر سکتا یا ان سے دشمنی رکھتا ہے مگر انہیں کافر نہیں سمجھتا یا کہتا ہے کہ میں ان لوگوں کی مذمت نہیں کرتا جو لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اگرچہ وہ کفر کرتے ہیں شرک کرتے ہیں اللہ کے دین سے دشمنی کرتے ہیں یا کہتا ہے کہ میں قبوں اور مزاروں کو بھی کچھ (برا) نہیں کہتا تو یہ شخص مسلمان نہیں ہے بلکہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے۔

وَيَقُولُونَ نُوْمِنُ بِبَعْضٍ وَنُكْفِرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا
O أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا (النساء: ۱۵۰)

”کہتے ہیں کہ ہم کتاب کے کچھ حصے پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ حصے کا انکار کرتے ہیں یہ چاہتے ہیں کہ درمیان کا کوئی راستہ اختیار کر لیں۔ یہی لوگ حقیقی کافر ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے دشمنی اور ترک تعلق انہیں کافر سمجھنا واجب قرار دیا ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

(المجادلة: ۲۲)

”آپ نہیں پائیں گے ایسی قوم جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتی ہو اور وہ اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دشمنوں سے دوستی کرے۔“

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ

وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ (الممتحنة: ۱)

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (النحل: ۳۶)
”ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (وہ ان سے کہتا تھا) اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو۔“

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہوں اور انہیں حق سمجھتا ہوں مگر لات وعزی یا ابو جہل وغیرہ پر کوئی اعتراض نہیں کرتا مجھ پر ان کی مذمت کی ذمہ داری نہیں ہے۔ تو ایسے شخص کا اسلام صحیح نہیں ہے (اب بھی اگر کوئی کہے کہ مجھ پر اس زمانے کے طاغوتوں کی مذمت لازم نہیں ہے تو اس کے اسلام کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟)۔ (الدر السنی: ۱۰۹/۲)

شیخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ، ائمہ دین تمام اہل سنت اور گذشتہ موجودہ علماء سب کا اس بات پر اجماع ہے کہ کوئی شخص صرف اس صورت میں مسلمان ہو سکتا ہے جب وہ شرک اکبر سے پاک ہو اس سے بیزار ہو شرک اکبر کے مرتکب سے بھی برأت و نفرت اور دشمنی رکھتا ہو اپنی استطاعت و طاقت کے مطابق عمل صرف اللہ کے لیے خالص کر کرتا ہوں۔

(الدر السنی: ۱۱/۵۴۵)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے بیٹے حسین اور عبد اللہ رحمہما اللہ فرماتے ہیں۔

گیارہواں مسئلہ: سوال یہ ہے کہ ایک شخص دین اسلام میں داخل ہوتا ہے اور اس کو پسند بھی کرتا ہے مگر مشرکوں سے دشمنی نہیں کرتا یا ان سے دشمنی تو رکھتا ہے مگر ان کو کافر نہیں سمجھتا یا کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں مگر میں ان لوگوں کو کافر نہیں کہہ سکتا جو لا الہ الا اللہ کہتے ہیں مگر اس کے معنی سے واقف نہیں ہیں۔ دوسرا شخص ہے وہ بھی اسلام میں داخل ہوتا ہے اس کو پسند کرتا ہے لیکن کہتا ہے کہ میں مزارات کی مذمت نہیں کرتا اگرچہ جانتا ہوں کہ یہ نفع نقصان نہیں دے سکتے مگر میں انہیں کچھ نہیں کہتا؟

جواب: کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ تو حید کو اچھی طرح نہ سمجھ لے

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 54

سے محبت کرنے والی ہوگی اور اللہ ان سے محبت کرے گا ایمان والوں پر نرم اور کافروں کے لئے سخت ہوگی۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والی کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرنے والی“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا O الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ (النساء: ۱۳۸، ۱۳۹)

”منافقوں کو خبر دے دو کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے جو مؤمنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں“۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أَكْرَهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ O ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ اسْتَحْبَبُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ (الحل: ۱۰۶، ۱۰۷)

”جس نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا سوائے اس کے کہ جسے مجبور کیا گیا ہو۔ جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا۔ البتہ جس نے شرح صدر کے ساتھ کفر کیا تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے اس لیے کہ انہوں نے دنیاوی زندگی کو آخرت کے بدلے میں پسند کر لیا اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں کرتا“۔

یہ ہے اللہ کا حکم اس طرح کے لوگوں کے بارے میں اپنی کتاب میں متعدد بار انہیں مرتد قرار دیا ہے۔ (الدرر السنیہ: ۸/۲۸۸، ۲۸۹)

شیخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: (دین حنیف پر قائم) خفاء وہ اہل توحید ہیں جو ان

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 53

”ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست مت بناؤ کہ ان سے محبت سے پیش آؤ ان لوگوں نے کفر کیا ہے اس حق کا جو تمہارے پاس آیا ہے یہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تم کو نکالتے ہیں“۔ (مجموعہ الرسائل السائل التحذیر: ۱/۲۸، ۲۹)

شیخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

تَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ O وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوا هُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَسِقُونَ (المائدہ: ۸۰، ۸۱)

”تم دیکھو گے بہت سے ان میں کہ دوستی کرتے ہیں کافروں سے بہت برا ہے جو یہ لوگ اپنے نفسوں کے لئے آگے بھیجتے ہیں اللہ کی ناراضگی ہے ان پر عذاب میں یہ ہمیشہ رہیں گے اگر ان کا ایمان اللہ پر نبی پر اور اس پر نازل ہونے والی شریعت پر ہوتا تو یہ ان (کافروں کو) کبھی دوست نہ بناتے مگر ان میں سے اکثر فاسق ہیں“۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ O يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ (المائدہ: ۵۱ اور ۵۲)

”ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جس نے ان کے ساتھ دوستی کی تو اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ (۵۱)

ایمان والو! تم میں سے جو بھی اپنے دین سے مرتد ہو تو اللہ ایسی قوم لے آئے گا جو اس

تھا۔ (الدر السنیہ: ۱۱، ۴۳)

علمائے نجد رحمہم اللہ میں سے بعض علماء نے تین امور ذکر کئے ہیں کہ کسی شخص میں اگر یہ پائے جائیں تو اس کا مال و خون جائز ہے اس کے خلاف جہاد کیا جاسکتا ہے اس لیے کہ یہ تینوں امور نو آفتل اسلام ہیں ان میں سے۔

① مشرکین کو کافر نہ سمجھنا۔

② یا ان کے کفر میں شک کرنا۔

جس شخص میں یہ دو صفات پائی جائیں گی اسے کافر سمجھا جائے گا اس کا مال اور خون حلال ہے اس کا قتل واجب ہے جب تک کہ وہ مشرکین کو کافر نہ سمجھے۔ جو شخص مشرکین کو کافر نہیں سمجھتا تو وہ قرآن کی تصدیق کرنے والا نہیں ہے اس لیے کہ قرآن نے مشرکین کو کافر کہا ہے اور ان کو کافر سمجھنے کا حکم دیا ہے ان سے دشمنی کرنے ان سے قتال کا حکم دیا ہے۔ (الدر السنیہ: ۹/۲۹۱)

کہ کلمہ توحید کے اقرار کے باوجود اس کی مخالفت کرنے والوں کے بارے میں شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جو ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں مگر شرک پر اعتراض نہیں کرتے اسے برا نہیں سمجھتے مشرکین سے دشمنی نہیں رکھتے کچھ ایسے ہیں کہ توحید پر عمل کرتے ہیں مگر اس کی قدر نہیں جانتے۔ توحید کو چھوڑنے والوں سے نفرت نہیں کرتے نہ انہیں کافر سمجھتے ہیں کچھ ایسے بھی ہیں جو مشرکین سے دشمنی رکھتے ہیں مگر انہیں کافر نہیں سمجھتے ان میں سے کچھ ایسے ہیں ان سب میں زیادہ خطرناک ان لوگوں کا طرز عمل ہے جو توحید پر عمل تو کرتے ہیں مگر توحید کی قدر نہیں جانتے توحید کے تارک سے نفرت نہیں کرتے نہ ہی انہیں کافر سمجھتے ہیں کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے شرک کو چھوڑ دیا اس سے نفرت کی مگر اس کی حقیقت نہیں جانی اہل شرک سے دشمنی نہیں کی انہیں کافر نہیں سمجھا یہ لوگ انبیاء کی لائی ہوئی

مشرکین سے علیحدہ رہتے ہیں اس لیے کہ اللہ نے اہل توحید پر مشرکین سے دور رہنا اور انہیں کافر سمجھنا ان سے برأت کا اعلان کرنا لازم قرار دیا ہے۔

جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کا قول اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے اس نے کہا تھا۔

وَاعْتَصِرْ لَكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَاذْعُوا رَبِّي عَسَىٰ أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا O فَلَمَّا اعْتَصَرَ لَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ (مریم: ۲۸، ۲۹)

”میں تم سے اور اللہ کے علاوہ جنہیں تم پکارتے ہو ان سے علیحدہ ہوتا ہوں اور اپنے رب کو پکارتا ہوں مجھے امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکارنے سے بد قسمت نہیں بنوں گا۔ جب وہ ان سے اور ان کے معبودوں سے علیحدہ ہو گئے۔“

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا تھا۔

إِنَّا بَرَاءٌ وَإِنْ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ O كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدُّهُ (المسحدة: ۳)

”ہم بیزار ہیں تم سے اور اللہ کے علاوہ تمہارے دیگر معبودوں سے ہمارے اور تمہارے درمیان دشمنی اور نفرت ظاہر ہو گئی ہے ہمیشہ کے لئے جب تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان نہ لے آؤ۔“

اصحاب کہف کا قول اس طرح مذکور ہے (آپس میں ایک دوسرے سے انہوں نے کہا)

وَإِذْ اعْتَصَرْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهُ فَآوَا إِلَى الْكَهْفِ (الکھف: ۱۶)

”جب تم ان (مشرکین) سے الگ ہو جاؤ تو غار میں پناہ لے لو۔“

ان سب دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل توحید کی توحید صرف اس وقت مکمل ہوتی ہے جب وہ مشرکوں سے علیحدہ رہیں، ان سے دشمنی رکھیں انہیں کافر سمجھیں جس طرح کہ ابراہیم علیہ السلام نے کیا

ہے ہر مذہب کی مختصر کتابچوں اور ابتدائی کتابوں تک میں یہ باتیں موجود ہوتی ہیں۔

(مجموعۃ الرسائل والمسائل ۲/۲۲۵)

موحدین پر تکفیر کی تہمت

شیخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان مشرکین میں سے ایسے بھی لوگ ہیں جو اہل توحید کو کافر قرار دیتے ہیں اس لیے کہ یہ اہل توحید خالص توحید کو مانتے ہیں اور مشرکین کی مذمت کرتے ہیں۔ اس لیے لوگ ان کو کہتے ہیں کہ تم خوارج ہو بدعتی ہو جیسا کہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنے زمانے کی حالت ذکر کی ہے کہتے ہیں ”مجھے خوارج کے ساتھ کیوں مشابہ قرار دیتے ہو وہ تو صرف گناہ پر ہی کافر کہہ دیتے ہیں اس لیے کہ انہوں نے دلائل کو سمجھا نہیں ہے جبکہ ہمارے مخالفین ہمیں ان باتوں پر کافر قرار دیتے ہیں جو توحید اور ایمان کا مقصود اصلی ہے۔ اب بھی لوگوں نے یہی راستہ اختیار کر رکھا ہے جب ہم کہتے ہیں صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے گی صرف اس اکیلے ہی کو پکارا جائے گا صرف اس سے امید رکھی جائے اور اس پر توکل کیا جائے اسی طرح دیگر عبادات بھی صرف اللہ کے لئے مختص کی جائیں اور جس نے ان میں سے کوئی عبادت غیر اللہ کے لئے کی وہ کافر ہے مشرک ہے تو لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ تم بدعتی ہو امت محمدیہ کو کافر قرار دیتے ہو تم خوارج ہو۔ (الدرر السنیہ: ۱۱/۴۴۹، ۴۴۸)

ارتداد (مرتد ہو جانا)

ارتداد کی تعریف اور اس کی چند صورتیں؟

امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مرتد وہ ہے جو اسلام لانے کے بعد کفر کرتا ہے چاہے زبان سے کھیا شک کر کے یا اعتقاد ہی یا فعلی چاہے سوچ سمجھ کر کرے یا مذاق میں کرے۔
اللہ تعالیٰ کافر مان ہے۔

شریعتوں کی مخالفت کرنے والے ہیں۔ (الدرر السنیہ: ۲/۲۲۶)

امام ابن عقیل رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر تم اس دور کے مسلمانوں کو پہچاننا چاہتے ہو تو مساجد کے دروازوں کی بھیڑ مت دیکھو نہ ہی لبیک لبیک کی پکار کو دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ یہ اسلام دشمنوں کے مقابلے پر کتنے متحد ہیں؟ (الدرر السنیہ: ۸/۲۹۹، ۳۰۰)

تکفیر اور اس کے احکام

کلمہ شہادت کا اقرار کب کسی کو تکفیر سے بچاتا ہے

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: موجودہ دور میں بہت سے مشرکین کو یہ غلط فہمی ہے کہ جس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے کو کافر کہہ دیا وہ خوارج میں شمار ہوگا موجودہ دور میں مرجعہ اس غلط فہمی کا شکار ہیں جب کوئی اہل توحید کفریہ عمل پر کسی کو کافر قرار دیتا ہے تو یہ لوگ فوراً اس موحد کو خارجی کہنے لگتے ہیں حالانکہ شہادتین کو زبان سے ادا کرنا صرف اس شخص کو تکفیر سے بچا سکتا ہے جو اس کا معنی جانتا ہو اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرتا ہو عبادت خالصتاً اللہ اکیلے کے لئے کرتا ہو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو تب اس کلمے کا اقرار فائدہ دیتا ہے۔ (الدرر السنیہ: ۱۲/۲۶۳)

ظاہر پر حکم لگانا

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن کہتے ہیں: اہل علم اور اہل ایمان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس نے کفر قیول زبان سے ادا کیا یا ایسا عمل کر لیا جو کفر یا شرک یا فسق کا تقاضا کرنے والا ہو تو اس شخص پر اس طرح کا حکم لگایا جائے گا اگرچہ وہ شہادتین کا اقرار کرنے والا ہو اور کچھ اس کے ارکان بھی بجالاتا ہو البتہ اسے اصلی کافر نہیں کہا جائے گا اس لیے کہ وہ شہادتین کا اقرار کر رہا ہے اور اس کے تقاضوں کی مخالفت نہیں کر رہا اور نواقض میں سے کوئی کام بھی نہیں کر رہا یہ ایسی بات ہے جو کم سے کم علم رکھنے والا بھی جانتا

اسلام کی مذمت کی تو کافر ہے۔

☆ اس لیے کہ اللہ کے ہاں دین صرف اسلام ہی ہے۔ یا جادو کیا یا کسی نجومی کے پاس گیا اور اس کی بات کی تصدیق کی یا قیامت میں اٹھائے جانے کی تکذیب کی تو کافر ہے۔

☆ یا ایسی کوئی بات کہہ دی جو اسلام سے خارج کر دینے والی ہو جیسا کہ کوئی کہے میں یہودی ہوں یا کہے کہ میں نصرانی ہوں، مجوسی ہوں یا کہے کہ میں اسلام یا قرآن سے بیزار ہوں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزار ہوں یا صلیب کی پوجا کرے یہ فرقت بہت زیادہ ہو گئے ہیں انہوں نے بہت سے موحدین کے عقائد خراب کر دیئے اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں ان سے محفوظ رکھے جو مسلمان اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر کی اتباع کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ علماء کے ان اقوال پر غور کرے کہ انہوں نے ان مسائل پر اجماع نقل کیا ہے ان لوگوں کے بارے میں جو کلمہ شہادت کا اقرار کرتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں عبادت گزار ہیں مگر وہ اولیاء سے متعلق غلط عقائد رکھتے ہیں کچھ لوگ عبد القادر جیلانی اور کچھ معروف کرخی وغیرہ کے بارے میں غلط عقائد کے قائل ہیں ان سے تعلق رکھتے ہیں یا خود کو ان کے مرید کہتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ان اولیاء کا اللہ کے ہاں خاص مقام و مرتبہ ہے غور کریں کہ علماء نے ان لوگوں کے خلاف اجماع نقل کیا ہے کہ جس نے بھی اس طرح کا کام کیا وہ کافر ہے اگرچہ خود کو صوفی وغیرہ کہتا رہے۔

علماء سے ہم اس قسم کے فتویٰ کی امید رکھتے ہیں اگر رافضی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتے ہیں تو امام احمد بن حنبل ان کی تکفیر میں توقف کرتے ہیں اور اگر یہ لوگ علی رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں عقائد رکھتے ہیں تو انہیں کافر کہتے ہیں اگرچہ وہ لا الہ الا اللہ کی کوئی دیتا ہو کیا یہ فتوے صرف ان لوگوں کے لئے تھے جو گزر گئے؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اہل اسلام کو کافر قرار دیا تھا؟

أَبَا اللَّهِ وَإِلَيْهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ (السورة: ۶۵)

”کیا اللہ کے ساتھ اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ تم مذاق کرتے ہو؟“

- ☆ جس نے اسلام لانے کے بعد اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ کافر ہو گیا۔
- ☆ اگر حق کو ناپسند کرے تو کافر ہے۔
- ☆ اللہ کی ربوبیت یا وحدانیت کا منکر ہے تو کافر ہے۔
- ☆ اللہ کی کسی صفت کا انکار کرتا ہے تو کافر ہے۔
- ☆ یا نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو کافر ہے۔
- ☆ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو نبی مانتا ہے تو کافر ہے۔
- ☆ اللہ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑاتا ہے تو کافر ہے۔
- ☆ یا اس چیز کا مذاق اڑاتا ہے جس میں اللہ کا ذکر ہو تو کافر ہے۔
- ☆ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت کرنے والا کافر ہے۔
- ☆ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی متفقہ شریعت سے نفرت کرتا ہے تو کافر ہے۔
- ☆ اللہ اور اپنے درمیان وسیلے اور واسطے مانتا ہے اور ان واسطوں پر بھروسہ کرتا ہے انہیں پکارتا ہے ان سے سوال کرتا ہے تو بالاجماع کافر ہے اس لیے کہ عمل بت پرستوں کے عمل کی طرح ہے جو کہتے تھے۔

مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى (الزمر: ۳)

”ہم انہیں صرف اس لیے پکارتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔“

- ☆ یا کسی بت کو، سورج کو، چاند کو سجدہ کیا تو کافر ہے۔
- ☆ یا اللہ کے نازل کردہ دین و شریعت کے ساتھ قولی یا فعلی مذاق کیا۔ یا قرآن کی توہین کی یا

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 62

وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِي مَا اخْتَلَفُوا فِيهِ

(البقرہ: ۲۱۳)

”اور نازل کی ہے ان کے ساتھ کتاب حق کے ساتھ تاکہ وہ فیصلہ کریں لوگوں کے درمیان ان مسائل و امور میں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔“

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ

(النساء: ۱۰۴)

”ہم نے کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو اس (بصیرت کے ساتھ) جو اللہ نے آپ کو دکھلا دی ہے۔“

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 62

وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِي مَا اخْتَلَفُوا فِيهِ

(البقرہ: ۲۱۳)

”اور نازل کی ہے ان کے ساتھ کتاب حق کے ساتھ تاکہ وہ فیصلہ کریں لوگوں کے درمیان ان مسائل و امور میں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔“

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ

(النساء: ۱۰۴)

”ہم نے کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو اس

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 61

جو لوگ علی رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلط عقائد رکھتے ہیں کیا وہ لا الہ الا اللہ کا

مقران نہیں کرتے؟

اللہ اس شخص پر رحم کرے جو اپنی خیر خواہی چاہتا ہے دین کی مدد کرتا ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کرتا ہے اور اس بارے میں کسی قسم کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتا۔ (الدرر السنیہ: ۱۰/۸۸، ۹۰)

شیخ عبد اللطیف بن عبد الرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص تائاریوں کی فوجی چھاؤنی میں گیا ان سے ملا تو وہ مرتد ہو گیا اس کا مال اور خون حلال ہے۔ (الدرر السنیہ: ۸/۲۳۸)

(اگر اس جانے آنے سے انکی رضامندی مقصود تھی، دوستی مقصود تھی، تو بے شک کفر ہے)

اگر مرتد اسی حالت میں مر گیا تو بالا جماع اس کے اعمال برباد ہیں

شیخ عبد الرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: فقہاء نے مرتد کو کفار میں سے لکھا ہے کہ آپ کو قتل یا عمل

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 61

جو لوگ علی رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلط عقائد رکھتے ہیں کیا وہ لا الہ الا اللہ کا

مقران نہیں کرتے؟

اللہ اس شخص پر رحم کرے جو اپنی خیر خواہی چاہتا ہے دین کی مدد کرتا ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کرتا ہے اور اس بارے میں کسی قسم کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتا۔ (الدرر السنیہ: ۱۰/۸۸، ۹۰)

شیخ عبد اللطیف بن عبد الرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص تائاریوں کی فوجی چھاؤنی میں گیا ان سے ملا تو وہ مرتد ہو گیا اس کا مال اور خون حلال ہے۔ (الدرر السنیہ: ۸/۲۳۸)

(اگر اس جانے آنے سے انکی رضامندی مقصود تھی، دوستی مقصود تھی، تو بے شک کفر ہے)

اگر مرتد اسی حالت میں مر گیا تو بالا جماع اس کے اعمال برباد ہیں

شیخ عبد الرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: فقہاء نے مرتد کو کفار میں سے لکھا ہے کہ آپ کو قتل یا عمل

اللہ کر باغیوں سر دشمنی کیوں اور کیسے؟ 64

صرف ایک اکیلے اللہ کا حق ہے جس نے اللہ سے یہ حق چھیننے کی کوشش کی وہ کافر مشرک ہے۔
اس لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ (الطور: ۲۱)
”کیا ان کے ایسے شرکاء ہیں جو ان کے لئے شریعت بناتے ہیں (جبکہ) اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَنَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ (التوبة: ۳۱)
”انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے علاوہ رب بنالیا اور عیسیٰ بن مریم کو بھی حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ صرف ایک معبود (اللہ) کی عبادت کریں اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ پاک ہے اس سے جو یہ شریک کرتے ہیں۔“

اس آیت میں جن احبار و رہبان کا ذکر ہے یہ لوگوں کے لئے شریعت بناتے تھے اللہ کی شریعت کے علاوہ لہذا یہ کافر تھے ان کے کفر میں کسی قسم کا شک نہیں اس لیے انہوں نے اللہ سے اس کے حق ربوبیت کو چھیننے اور اس کے دین و شریعت کو بد لئے کی کوشش کی۔ (انظر لشریعة الالہیہ: ۱۷۹، ۱۸۲)

جب اللہ کے دین و شریعت کے علاوہ کوئی شریعت بنانے والوں کی تابعداری کرنا شرک ہے اور اللہ نے ان متبعین کو شرک کہا۔

وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ (العام: ۱۲۱)

”اگر تم نے ان کی اطاعت کر لی تو تم مشرک ہو گے“

(تفسیر ابن کثیر: ۱/۲۶۳-۲۶۴، فتاویٰ ابن تیمیہ: ۷/۷-۷/۸، أضواء البیان للشنقبطی: ۳/۴۴۰)

اللہ کر باغیوں سر دشمنی کیوں اور کیسے؟ 63

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ (الطور: ۱۰)

”تم جس بات میں بھی اختلاف کرو اس کا فیصلہ اللہ کی طرف لے جانا ہے۔“

جو لوگ اللہ کی شریعت کو چھوڑ کر دوسرے طریقوں کے مطابق فیصلے کرتے ہیں اللہ نے انہیں ظالم، فاسق کا فخر کہا ہے۔

① وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (المائدہ: ۴۴)

”جو اللہ کے نازل کردہ (قانون) کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔“

② وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (المائدہ: ۴۵)

”جو اللہ کی نازل کردہ (قانون) کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ ظالم ہیں۔“

③ وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (المائدہ: ۴۷)

”جو لوگ اللہ کے نازل کردہ (قانون) کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ فاسق ہیں۔“

بعض صورتوں میں انسان اگر اللہ کے دین و شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے

ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ ان میں سے چند صورتوں کا یہاں تذکرہ کر رہے ہیں۔

① جس نے اللہ کے نازل کردہ دین و شریعت کے علاوہ کوئی اور شریعت بنالی حالانکہ یہ

ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ کو شریعت سازی میں اکیلا ماننا واجب ہے۔

أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (اعراف: ۵۴)

”یا درکھو کہ اللہ ہی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم کرنا بابرکت ہے اللہ جو کہ رب العالمین

ہے۔“

وہی ایک اللہ ہے جو اکیلا شریعت ساز ہے حلال حرام کرنے کا اختیار رکھتا ہے لہذا دین۔ نظام

قانون وہی ہوگا جو اللہ نے دیا ہو کسی اور کو اختیار نہیں کہ وہ کسی قسم کی شریعت سازی کرے۔ شریعت بنانا

کی شریعت سے تو ایسا شخص بھی بلا شک و شبہ کافر ہے۔

④ غیر اللہ کے قانون کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون سے بہتر تو نہیں سمجھتا مگر اس کے برابر سمجھتا ہے تو یہ صورت بھی پہلی والی دونوں صورتوں کی طرح ہے کہ ایسا شخص کافر ہے ملت اسلام سے خارج ہے۔

⑤ جو شخص اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مخالف حکم کو بھی جائز سمجھتا ہو ایسا شخص بھی پہلے والے کی طرح کافر ہے۔

⑥ غیر شرعی عدالتیں شریعت کے مخالف اور اس کے احکام کے معارض سب سے بڑی صورت یہی ہے شرعی فیصلوں کو ختم کر دینے میں مدد و تعاون کرنے والی بلکہ شریعت کو جڑ سے اکھڑنے والی صورت ہے۔ شرعی عدالتوں کے خاتمے کا سبب ہے اس کی جزئیات و اقسام اس کی بنیادیں و مراکز و مصادر اور سہارے ہیں جس طرح شرعی فیصلوں کے مراجع اور بنیادیں کتاب و سنت ہیں ان عدالتوں کے مراجع و مصادر مختلف و بے شمار آئین قوانین ہیں جیسا کہ فرانسیسی قانون امریکی قانون برطانوی قانون۔ اسی طرح ان عدالتوں کے ماخذ بھی بعض بدعی مسالک ہیں جو خود کو شریعت کی طرف منسوب کرتے ہیں اب یہ عدالتیں اسلامی مسالک میں قائم ہیں ان کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں لوگ جوق در جوق ان کی طرف آرہے ہیں اور حج کتاب و سنت کے خلاف غیر اسلامی قوانین کے مطابق فیصلے کر رہے ہیں انہی قوانین کو لازم پکڑا ہے اسی کے معترف ہیں اسی کو ضروری قرار دے رکھا ہے اس سے بڑھ کر کفر کیا ہو سکتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اقرار کو ختم کرنے والی اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ ہماری ان باتوں کی تائید میں بہت سے تفصیلی دلائل ہیں یہ موقع ان کے ذکر کا نہیں ہے عقل مند ذہین اور صاحبان بصیرت مسلمان کس طرح برداشت کر رہے ہیں کہ ان پر انہی جیسے انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین لا کو کئے جائیں انہی جیسے انسانوں کے افکار ان پر لازم قرار دیئے

تو پھر خود ان شریعت بنانے والوں کو کیا کہا جائے گا؟ طاغوت چاہے قدیم زمانے کے ہوں یا موجودہ دور کے سب نے اللہ کے حق امر و نہی اور شریعت سازی کو چھیننے کی کوشش کی ہے اور اللہ کی طرف سے ان کو ایسی کوئی دلیل بھی نہیں جس کی بنا پر یہ اپنے لیے حق امر، نہی و شریعت سازی ثابت کر سکیں۔ احبار و رہبان نے اپنے بارے میں دعویٰ کیا (کہ اس کا حق ہمیں حاصل ہے) انہوں نے کچھ چیزیں حلال کچھ حرام کر دیں اس طرح اللہ کے بندوں پر تسلط حاصل کر لیا اور خود اللہ کے برابر بن گئے۔ ان کے بعد بادشاہوں نے خود کو اس کا حق دار سمجھا اور احبار و رہبان اور اپنے درمیان اس حق کو تقسیم کر دیا (دونوں طبقات مل کر شریعت بناتے رہے اور عوام کو اپنا غلام بھی بنائے رکھا) پھر ان کے بعد لادین لوگوں کا طبقہ آیا جس نے دونوں گروہوں سے یہ حق چھین کر عوام کے ہاتھ میں دے دیا اور جن کے ہاتھ میں یہ حق دیا ان کے اجتماع کو اسمبلی یا پارلیمنٹ کا نام دے دیا۔

② (دوسری صورت اسلام سے خارج کرنے والی یہ ہے کہ) اللہ کے دین و شریعت کے علاوہ دوسرے قانون کے مطابق فیصلہ کرنے والا اللہ کی شریعت کے زیادہ حق دار ہونے کا انکار کر دے (یعنی وہ یہ کہے کہ اللہ کی شریعت اس بات کے زیادہ لائق و حق دار نہیں کہ اس کے مطابق ہی فیصلہ کیا جائے) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ابن جریر رحمہ اللہ نے اسی کو اختیار کیا کہ یہ عمل دراصل اللہ کی شریعت کا انکار ہے اس بات پر اہل علم کا اتفاق ہے اور ان کے ہاں متفقہ اصول کا درجہ رکھتا ہے کہ جس نے اسلام کے اصولوں میں سے کسی اصول کا انکار کر دیا کسی متفقہ فرع کا انکار یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت میں سے کسی حصے کا انکار کیا تو وہ کافر ہے ملت اسلام سے خارج ہے۔

(تحکیم القوانين للشیخ ابن ابراہیم: ۶)

③ غیر اللہ کی شریعت و قانون پر فیصلہ کرنے والا اللہ کی شریعت کے زیادہ حق دار ہونے کا انکار تو نہیں کرتا مگر یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ غیر کا قانون زیادہ مناسب و متوازن ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کرے باغیوں سرے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 68

ہم تمہارے ان (اعمال) کا انکار کرتے ہیں ہمارے اور تمہارے درمیان دشمنی و نفرت ظاہر ہو چکی ہمیشہ کے لئے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لے آؤ۔

⑦ گاؤں دیہاتوں میں یا قبائل میں سردار، رئیس، وڈیرے چوہدری یا پانچائیت اپنے آباء و اجداد کے رسم و رواج کے مطابق فیصلے کرتے ہیں سارے تنازعات انہی کے پاس لے جائے جاتے ہیں یہ جاہلیت کے طرز پر قائم طریقہ ہے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے روگردانی ہے اکثر قبائل میں یہ طریقہ رائج ہے ہم اس قسم کے کفر سے بھی اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

(تحکیم القوانين للشیخ ابن ابراہیم)

غیر اللہ کے فیصلے کی طرف دعوت طاغوت کی دعوت ہے

شیخ سلیمان بن عبد اللہ رحمہ اللہ کتاب التوحید کی شرح میں لکھتے ہیں: جس نے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے حکم یا فیصلے کی طرف دعوت دی تو یہ طاغوت کی طرف دعوت کہلائے گی۔

(تیسر العزیز الحبیب: ۵۵۶)

اس طرح کی طاغوت کی طرف دعوت کفر ہے انسان کو ملت سے خارج کر دیتی ہے۔ جب کہ ہم تو ایسے دور میں ہیں کہ جس میں طواغیت کی کثرت ہے اور ان کے حکم کی طرف دعوت بھی دی جاتی ہے ان طواغیت میں سے عالمی عدالت انصاف سلامتی کونسل اور نیو ورلڈ آرڈر وغیرہ ہیں جو کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے خلاف فیصلے کرتے ہیں بلکہ بہت سے ایسے ملک جو دعویٰ اسلامی حکومت کا کرتے ہیں مگر فیصلے طاغوتوں سے کرواتے ہیں ان تمام طواغیت میں بنیادی طاغوت وہ ہے جو اللہ کے دیگر قوانین کے مطابق فیصلہ کرنے یا کروانے کی طرف دعوت دیتا ہے اس طرح کے طاغوت سے براءت کا اعلان اور اس کو کافر سمجھنا لازم ہے۔

شیخ عبد اللہ بن حمید رحمہ اللہ کہتے ہیں: شریعت اسلامی نے تمام مشکلات کا حل اور ان کی وضاحت

اللہ کرے باغیوں سرے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 67

جائیں بلکہ ان سے بھی کمتر انسانوں کے افکار کہ جن سے غلطی کرنے کی گنجائش ہر وقت موجود ہے بلکہ ان کی غلطیاں ان کے صحیح کاموں سے زیادہ ہیں بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ ان کے فیصلوں میں کوئی فیصلہ اور حکم صحیح ہے ہی نہیں سوائے اس کے جو قرآن و سنت کے موافق ہو ان دونوں سے اخذ شدہ ہو یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی دلیل پر قائم ہو مسلمانوں نے ان لوگوں کو اتنے اختیارات دے رکھے ہیں کہ یہ مسلمانوں کے مال، جان اور عزتوں کے فیصلے کرتے ہیں انہیں اس بات کی کوئی فکر یا احساس و اہمیت نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق فیصلے کریں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون ہی وہ واحد قانون ہے جو ہر قسم کی خطا سے پاک ہے اس میں کسی بھی راستے سے باطل داخل نہیں ہو سکتا اس لیے کہ وہ اس اللہ کا نازل کردہ ہے۔ جو حکم اور قابل تعریف ہے اسی لیے تو اللہ تعالیٰ کفر مان ہے کہ۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (المائدہ: ۴۴)
”جو اللہ کے نازل کردہ (قانون) کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔“

(تحکیم القوانين للشیخ ابن ابراہیم)

آج کل مسلم ممالک میں یہی کچھ ہو رہا ہے خصوصاً عرب ممالک میں جہاں تجارتی، عسکری، صنعتی قوانین (غیر اسلامی) ہیں اور تمام فیصلے ان قوانین کے مطابق ہوتے ہیں۔ انفرادی فیصلے شریعت کے مطابق کیے جاتے ہیں اور باقی امور کے فیصلے مخلوق قوانین کے ذریعے ہوتے ہیں شیخ ابراہیم رحمہ اللہ نے انہیں سخت ترین کفر قرار دیا ہے جو ملت سے خارج کر دیتا ہے۔ ہم ان لوگوں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں جو اس طرح کے فیصلے کرتے ہیں یا کرواتے ہیں۔

كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدُّهُ (الممتحنہ: ۴)

70 اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟

لازمی ہے اس لیے کہ یہ لا الہ الا اللہ کی کوئی کافرا کا تقاضا ہے اور ہر مؤمن کے لئے اس کے بغیر چارہ نہیں جس نے لا الہ الا اللہ کی کوئی وی اور پھر تنازعات میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کی طرف فیصلہ لے گیا تو وہ اپنی اس کوئی میں جھوٹا ہے۔ (تیسرے عزیز المحید: ۵۴: ۵۵۵۰۰۰)

شیخ عبدالرحمن السعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو بھی اللہ کی شریعت کے بغیر فیصلے کرتا ہے وہ طاغوت ہے۔ (تیسرے الکریم الرحمن: ۱/ ۳۶۳)

انسانوں کے قوانین سے فیصلے کرنا طاغوت سے فیصلہ کروانا ہے

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ کی شریعت کو انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین سے بدلنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ ان قوانین پر اللہ کی طرف سے کوئی دلیل نہیں ہے ان لوگوں کو قانون ساز کہنا اور ان کے فیصلے کرنا طاغوت ہے۔ (تیسرے عزیز المحید: ۵۴: ۵۵۵۰۰۰)

70 اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟

لازمی ہے اس لیے کہ یہ لا الہ الا اللہ کی کوئی کافرا کا تقاضا ہے اور ہر مؤمن کے لئے اس کے بغیر چارہ نہیں جس نے لا الہ الا اللہ کی کوئی وی اور پھر تنازعات میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کی طرف فیصلہ لے گیا تو وہ اپنی اس کوئی میں جھوٹا ہے۔ (تیسرے عزیز المحید: ۵۴: ۵۵۵۰۰۰)

شیخ عبدالرحمن السعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو بھی اللہ کی شریعت کے بغیر فیصلے کرتا ہے وہ طاغوت ہے۔ (تیسرے الکریم الرحمن: ۱/ ۳۶۳)

انسانوں کے قوانین سے فیصلے کرنا طاغوت سے فیصلہ کروانا ہے

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ کی شریعت کو انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین سے بدلنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ ان قوانین پر اللہ کی طرف سے کوئی دلیل نہیں ہے ان لوگوں کو قانون ساز کہنا اور ان کے فیصلے کرنا طاغوت ہے۔ (تیسرے عزیز المحید: ۵۴: ۵۵۵۰۰۰)

69 اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟

پیش کر دی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ (العام: ۳۸)

”ہم نے کتاب (قرآن) میں کسی چیز کی کمی نہیں کی۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ

(الحل: ۸۹)

”ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کتاب نازل کی ہے ہر چیز کی مکمل وضاحت ہے۔

ہدایت رحمت اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لیے۔“

69 اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟

پیش کر دی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ (العام: ۳۸)

”ہم نے کتاب (قرآن) میں کسی چیز کی کمی نہیں کی۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ

(الحل: ۸۹)

”ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کتاب نازل کی ہے ہر چیز کی مکمل وضاحت ہے۔

ہدایت رحمت اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لیے۔“

تمام رسولوں کا دشمن ہے اس لیے کہ یہی وہ عقیدہ تھا قریش جس کے قائل تھے ان کا عقیدہ تھا کہ صحیح وہی کچھ ہے جس پر ہمارے آبا و اجداد تھے نہ کہ وہ جو محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) لائے ہیں۔

جب یہ ثابت ہو چکا کہ طاغوت سے فیصلے کروانا کفر ہے۔

تو اللہ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (بقرہ: ۲۱۷)

”کفر قتل سے بھی بڑا ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (بقرہ: ۱۹۱)

”یعنی کفر قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔“

فتنہ سے مراد کفر ہے۔ اگر دیہاتوں اور شہروں کے باشندے باہم لڑ پڑیں یہاں تک کہ سب ختم ہو جائیں تو یہ کم جرم ہے نسبت اس کے کہ یہ طاغوت کو اپنا حاکم تسلیم کر لیں اور وہ شریعت کے خلاف فیصلے کرتا رہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔ سول یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب طاغوت کو حکم ماننا کفر ہے اور تنازعات دنیا کی خاطر ہوتے ہیں تو پھر یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ دنیا کی خاطر کفر کیا جائے؟ جب کہ کوئی انسان اس وقت تک مؤمن نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت نہ کرے اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام دیگر کی نسبت زیادہ ہو اگرچہ اس محبت کے لئے ساری دنیا ہی کیوں نہ چھوڑنی پڑے تب بھی طاغوت سے فیصلے کروانا جائز نہیں ہے اگرچہ کوئی کتنا ہی مجبور کیوں نہ کرے یا یہ اختیار دے دے یا تو طاغوت کے پاس فیصلہ لے جا دیا اپنی دنیا خرچ کر لو تو ساری دنیا خرچ کر دینا قربان کر دینا بہتر ہے مگر طاغوت کو حاکم و حکم بنانا جائز نہیں ہے۔ (الدر المنثور: ۱۰/۹، ۱۰/۵۱)

طاغوت کے ماننے والے اسے مجبوری ظاہر کرتے ہیں

شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب اسلام اپنے ابتدائی دور کی طرح پھر اجنبی ہو گیا (کمزور ہو گیا) تو اس کی حقیقت سے ناواقف لوگوں نے رحمت کے اسباب کو عذاب کے اسباب سمجھ لیا اور الفت و اجتماعیت کے ذرائع کو اختلاف و افتراق کا سبب مان لیا اور جس سے انسانی جان کی حفاظت ہوتی تھی اسے خون بہانے کا سبب سمجھ لیا ان لوگوں کی طرح جن کے بارے میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔

وَإِنْ تُصِيبْهُمْ سَيْفَةٌ يَظْهَرُوا بِمُؤْسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ إِلَّا إِنَّمَا ظَنُّهُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (اعراف: ۱۳۱)

”جب انہیں کوئی برائی پہنچتی ہے تو یہ اسے موسیٰ علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے ہیں۔ خبردار ان کی بدشگونی اللہ کے پاس (لکھ لی گئی) ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

اسی طرح وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے انبیاء کے تابعداروں سے کہا تھا۔

إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ قَالُوا طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ أَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ (نہج: ۱۸-۱۹)

”ہم تمہیں نامبارک خیال کرتے ہیں اپنے لئے اگر تم نہیں رکو گے تو ہم تمہیں رجم کر دیں گے اور تم کو ہماری طرف سے دردناک سزا ملے گی، انہوں نے کہا کہ تمہاری نامبارکی تمہارے ساتھ ہی ہے اگر تم نصیحت حاصل کرو مگر تم اسراف کرنے والی قوم ہو۔“

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اسلامی شریعت کو نافذ کرنے سے قتال یا مخالفت پیدا ہونے کا اندیشہ ہے یا ہی اتفاق و اتحاد صرف طاغوت کی حکومت سے ہی ممکن ہے تو ایسا کہنے والا کافر ہے اللہ اور اس کے

74 اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟

ہیں اسلام سے خارج ہونے کے لئے یہی اعمال کافی ہیں۔ (الدر المنثور: ۲۵۷/۹)

جہاد فی سبیل اللہ سے روکنا صریح کفر ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو گروہ یا جماعت فرض نمازوں سے روکے یا روزہ، حج سے منع کرے یا مال اور جان کی حفاظت سے منع کرے یا شراب، زنا، جوا کی حرمت سے یا نکاح محرمات کی حرمت سے منع کرے یا جہاد کے لزوم سے منع کرے یا اہل کتاب پر جزیہ مقرر کرنے سے روکے یا ایسے ہی دیگر امور سے منع کرے جو دین کے واجبات میں سے ہیں یا ان محرمات میں سے ہیں جن کے انکار کی اجازت کسی کو نہیں ہے اور ان کے منکر کو کافر قرار دیا جاتا ہے تو ایسی جماعت کے خلاف قتال کیا جائے گا اگرچہ ان باتوں کے اقراری ہی کیوں نہ ہوں یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

74 اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟

ہیں اسلام سے خارج ہونے کے لئے یہی اعمال کافی ہیں۔ (الدر المنثور: ۲۵۷/۹)

جہاد فی سبیل اللہ سے روکنا صریح کفر ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو گروہ یا جماعت فرض نمازوں سے روکے یا روزہ، حج سے منع کرے یا مال اور جان کی حفاظت سے منع کرے یا شراب، زنا، جوا کی حرمت سے یا نکاح محرمات کی حرمت سے منع کرے یا جہاد کے لزوم سے منع کرے یا اہل کتاب پر جزیہ مقرر کرنے سے روکے یا ایسے ہی دیگر امور سے منع کرے جو دین کے واجبات میں سے ہیں یا ان محرمات میں سے ہیں جن کے انکار کی اجازت کسی کو نہیں ہے اور ان کے منکر کو کافر قرار دیا جاتا ہے تو ایسی جماعت کے خلاف قتال کیا جائے گا اگرچہ ان باتوں کے اقراری ہی کیوں نہ ہوں یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

73 اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟

وضع قوانین کا نفاذ کفر ہے ملت سے خارج کر دینے والا ہے اگرچہ اس کے

ماننے اور نفاذ کرنے والے شریعت کو بہتر ہی کیوں نہ قرار دیتے ہوں

شیخ محمد ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو لوگ کفر و کفر کہتے ہیں وہ اس وقت ہے جب غیر اللہ کے پاس فیصلہ لے جایا جائے مگر عقیدہ یہی ہو کہ یہ نافرمانی ہے اور اصل حق اللہ کی شریعت ہے اور یہ نافرمانی بھی ایک ہی مرتبہ ہوئی ہے جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو قوانین کو نافذ کرتے ہیں ان کی اطاعت کرتے ہیں تو یہ کفر ہے اگرچہ وہ اسے اپنی غلطی کہیں اور شریعت کو ہی بہتر سمجھیں ان قوانین کو مرجع بنانا کفر ہے ملت سے خارج کا سبب ہے۔ (مجموعہ مسائل فتاویٰ منہج اربعہ: ۱۲/۲۸۰)

شیخ ابراہیم سے سوال کیا گیا کہ جن مسلم ممالک میں یہ قوانین نافذ ہیں وہاں سے ہجرت کرنا واجب

73 اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟

وضع قوانین کا نفاذ کفر ہے ملت سے خارج کر دینے والا ہے اگرچہ اس کے

ماننے اور نفاذ کرنے والے شریعت کو بہتر ہی کیوں نہ قرار دیتے ہوں

شیخ محمد ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو لوگ کفر و کفر کہتے ہیں وہ اس وقت ہے جب غیر اللہ کے پاس فیصلہ لے جایا جائے مگر عقیدہ یہی ہو کہ یہ نافرمانی ہے اور اصل حق اللہ کی شریعت ہے اور یہ نافرمانی بھی ایک ہی مرتبہ ہوئی ہے جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو قوانین کو نافذ کرتے ہیں ان کی اطاعت کرتے ہیں تو یہ کفر ہے اگرچہ وہ اسے اپنی غلطی کہیں اور شریعت کو ہی بہتر سمجھیں ان قوانین کو مرجع بنانا کفر ہے ملت سے خارج کا سبب ہے۔ (مجموعہ مسائل فتاویٰ منہج اربعہ: ۱۲/۲۸۰)

شیخ ابراہیم سے سوال کیا گیا کہ جن مسلم ممالک میں یہ قوانین نافذ ہیں وہاں سے ہجرت کرنا واجب

ہے کہ وہ لوگ مرتد ہو گئے تھے اگرچہ وہ لاعلم تھے جس نے ان کے مرتد ہونے میں شک کیا وہ کافر ہے۔

(الدر المنثور: ۸/۱۱۸)

یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے اسے محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے نو اقص اسلام میں شمار کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے مشرکین کو کافر نہیں سمجھایا اس کے کفر میں شک کیا یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھا تو وہ کافر ہے یہ شک اگر اصلی کافروں جیسے یہود و نصاریٰ کے کفر میں کیا جائے تو بھی کفر ہے اور مرتد کافر کی جہاں تک بات ہے اس میں کچھ تفصیل ہے جس مرتد کا کفر واضح و ظاہر ہو مثلاً وہ اللہ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہو یا نبوت کا دعویٰ کرے تو یہ کافر ہے اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے اور توحید کے علاوہ جو مسئلہ اجتہادی ہے اور سلف میں اختلافی ہے مثلاً تارک نماز وغیرہ تو اس پر یہ قاعدہ صادق نہیں آتا اس لیے سلف میں سے امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ تارک نماز کافر نہیں ہے لہذا یہ مسئلہ اجتہادی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ مجتہد تھے ان پر یہ قاعدہ (یعنی مرتد کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے) صادق نہیں ہوتا اگر ہم اس قاعدے کو ان پر چسپاں کر دیں تو پھر بہت سے سلف کو کافر قرار دینا پڑے گا جبکہ ہم ایسی جرأت کرنے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اسی طرح اگر کوئی شخص اس لیے مرتد کو کافر نہیں سمجھتا کہ اس کے نزدیک حجت قائم نہیں ہوئی ہے تو اس کو کافر نہیں کہیں گے اس لیے کہ یہ غلطی پر ہے مگر یہ ہمارے فتوے کی زد میں نہیں آتا۔

شیخ ابو بطن رحمہ اللہ کہتے ہیں: مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے یہود و نصاریٰ کو کافر نہیں سمجھا وہ شخص کافر ہے۔ یا ان کے کفر میں شک کیا اگرچہ ہمیں یقین ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے واقف ہیں مگر ان کی لاعلمی ان کے لیے عذر نہیں بن سکتی انہیں علم ہو یا نہ ہو اگر وہ یہود و نصاریٰ کو کافر نہیں سمجھتے یا ان کے کفر میں شک کرتے ہیں وہ کافر ہیں۔ (الدر المنثور: ۱۲/۶۹)

(آج تو ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ نماز اگر یہودی پڑھا تو ہو جاتی ہے اب کیا حکم لگائیں؟)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ نصوص پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ثابت ہوا ہے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مانعین زکوٰۃ اور علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں کے قتال پر جبکہ اہل بصرہ و اہل شام کے ساتھ اس طرح کا سلوک نہیں کیا گیا نصوص سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ تو ہے مگر صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ (مجموع الفتاویٰ ابن تیمیہ: ۲/۲۸۰، ۳/۴۵۰، ۵۰۴)

کافر بنا دینے والے طاغوت کی اطاعت

ایک معاصر عالم کا قول ہے (طاغوت کی اطاعت میں سے یہ بھی ہے) کہ حکام اور سرداروں کے نافذ کردہ وضعی قوانین کی اطاعت کی جائے جو خلاف اسلام قوانین ہیں جیسا کہ سو، زنا، شراب کو جائز قرار دینا عورت مرد کو میراث میں مساوی حصہ دینا، عورت مرد کا مخلو ط سفر ویسے ہی ان کا ملنا جلنا جائز قرار دیا جائے یا حلال کو حرام کر دیا جائے جیسا کہ تعدد ازدواج کو ممنوع قرار دیا جائے یا اس جیسے اور کوئی کام کیے جائیں کہ ان سے اللہ کے احکام میں تبدیلی آتی ہو یا اللہ کے احکام کے بدلے میں انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین نافذ کیے جائیں جو درحقیقت شیطانی قوانین ہیں جس نے ایسے لوگوں کی موافقت کی یا اس پر راضی ہو یا اسے بہتر سمجھا تو وہ مشرک کافر ہے۔

کافر کے کفر میں شک کرنا

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ارتد او میں مرتدین کی مختلف قسمیں ہیں۔ کچھ ایسے ہیں کہ جولا الہ اللہ کی شہادت پر قائم تھے مگر ساتھ ہی مسیلمہ کذاب کی نبوت کا اقرار کر لیا تھا اس خیال سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی نبوت میں شریک کر لیا ہے۔ اس لیے کہ مسیلمہ کذاب نے جھوٹے گواہ پیش کر دیئے تھے جنہوں نے کوہی دی تھی (کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نبوت میں شریک کر لیا ہے) اس لیے بہت سے لوگوں نے مسیلمہ کی تصدیق کی تھی اس کے باوجود بھی علماء کا اجماع

اور اپنے جیسے دیگر گناہ گاروں کی طرح ہوگا اور اگر کہتا ہے کہ میں دوسروں کو تو کافر کہہ سکتا ہوں مگر ان کو نہیں کہتا تو کو یا یہ شخص ان کو مسلمان قرار دے رہا ہے حالانکہ کفر اور اسلام کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر وہ کافر نہیں تو پھر مسلمان ہیں۔ لہذا جس نے کفار کو مسلمان کہا تو وہ بھی کافر ہے۔

(الدر السنیہ: ۸/۱۶۱، ۱۶۲)

شیخ محمد بن عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص لا الہ الا اللہ کا معنی سمجھ جائے تو وہ جان لیگا کہ جس نے بھی اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے کے کفر میں شک کیا تو اس نے کفر بالظنوت (ظنوت کا انکار) نہیں کیا۔ (الدر السنیہ: ۱۱/۵۲۳)

شیخ عبد اللہ اور شیخ ابراہیم، شیخ سلیمان بن سحمان رحمہم اللہ ایک سول کے جواب میں کہتے ہیں اس شخص کی امامت صحیح نہیں جو جہمیہ اور قبر پرستوں کو کافر نہیں سمجھتا یا ان کے کفر میں شک کرتا ہے۔ (آج ایسے بہت سے امام مسجد سنبھالے بیٹھے ہیں) یہ سب سے واضح ترین مسئلہ ہے اہل علم ایسے شخص کے کفر پر متفق ہیں یعنی بشر بن مرہبی کے کفر پر اسی طرح قبر پرستوں کے کفر میں کوئی بھی ایسا شخص شک نہیں کر سکتا جس میں ذرا سا بھی ایمان ہو۔ (الدر السنیہ: ۱۰/۴۳۸، ۴۳۷)

جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں سے کسی حکم کلمہ حق اڑائے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے کسی حکم کو رد کرے

شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا ہے۔ اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ جو کہ امام شافعی و امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے ہم پلہ امام ہیں وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے اللہ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی یا اللہ کے نازل کردہ احکام میں سے کسی حکم کو رد کیا تو وہ اس حکم کی وجہ سے کافر شمار ہوگا اگرچہ وہ بقیہ تمام احکام مانتا ہو۔

شیخ عبد اللطیف رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ جو لوگ ترکی حکومت کو کافر نہیں سمجھتے اور ان کو بھی جنہوں نے ان کو مسلمانوں پر مسلط کیا ان کی دوستی کو ترجیح دی اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کو جائز سمجھتا ہے جب کہ دوسرا شخص ایسا نہیں سمجھتا بلکہ وہ حکومت اور ان کو بلانے والے ان کی مدد کرنے والوں کو باغی سمجھتا ہے ان کے لیے وہی کچھ جائز تر اور تیار ہے جو باغیوں کے ساتھ ہونا چاہیے شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا جس نے اس حکومت کے کفر کو نہیں جانا ان کے اور مسلمان باغیوں کے درمیان فرق نہیں کیا تو اس نے لا الہ الا اللہ کا معنی ہی نہیں سمجھا اور اگر اس کے ساتھ ساتھ اس نے یہ بھی عقیدہ رکھا کہ یہ حکومت مسلمان ہے انہیں مسلمانوں پر مسلط کرنے والے ان کی کسی قسم کی مدد کرنے والے واضح مرتد ہیں۔ (الدر السنیہ: ۱۰/۴۲۹)

شیخ سلیمان بن عبد اللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر کوئی یہ سوال کرے کہ کوئی شخص مرتدین کے بارے میں کچھ کہنے ان کی مذمت کرنے کی طاقت رکھتا ہو (پھر بھی خاموش رہے) تو اس شخص کا کیا حکم ہے۔ جواب: نیا تو یہ شخص ان کے کفر میں شک کرنے والا ہے یا ان کے کفر سے لاعلم ہے یا اسے معلوم ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں مگر ان کے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا نہ انہیں کافر کہنے کی استطاعت رکھتا ہے یا یہ کہتا ہے کہ ان کے علاوہ لوگ کافر ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ یہ لوگ کافر ہیں اگر یہ شخص ان کے کفر میں شک کرتا ہے یا ان کے کفر سے لاعلم ہے تو اس کے سامنے قرآن و سنت کے دلائل واضح کر دیئے جائیں ان کے کفر کو ثابت کرنے کے لئے اس کے بعد بھی اگر وہ شک کرے یا ان کو کافر کہنے میں تردد کرے تو بالاجماع کافر ہے اس لیے کہ اس نے کافر کے کفر میں شک کیا ہے اور اگر ان کے کفر کا قرا کرنا ہو مگر ان کے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ ان کافروں کے سامنے نرمی اور سستی دکھانے والوں میں شمار ہوگا۔ اور اللہ کے اس فرمان میں شامل قرار پائے گا۔

وَدُّوا لَوْ تُكَلِّهِنْ فَيُلْهِنُنَّ (الفلم: ۹)

”یہ چاہتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نرمی دکھا دیں تو یہ لوگ بھی نرمی کریں۔“

جھوٹے، دشمن کے مقابلے میں بزدل ترین، مجلس میں سے ایک شخص نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے تو منافق ہے میں اس بات کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک ضرور پہنچاؤں گا۔ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتادی تو قرآن کی آیت نازل ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت پڑھتے جا رہے تھے۔

أَبَا اللَّهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ (السورة: ۶۵)

”کیا اللہ اس کی آیات اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑاتے ہو۔“

میں نے اس شخص کو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے ساتھ بندھا ہوا تھا اور پتھروں سے زخمی کھسٹ رہا تھا اور کہتا جا رہا تھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو یوں ہی ہنسی مذاق کر رہے تھے (مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ آیت پڑھتے جا رہے تھے) (اہل توحید کو چاہیے کہ اس قصہ میں غور و فکر کریں اور یہ سوچیں کہ ہم جس دور میں رہ رہے ہیں اس میں کتنے لوگ ہیں جو اللہ کو گالی دیتے ہیں جیسا کہ ترکی محمد اور جو اللہ کو کہتا ہے کہ اللہ بے بس و مجبور و غریب ہے کہتا ہے اللہ اور شیطان ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ (نعوذ باللہ) علماء کہاں ہیں کیا سب علماء سرکار کے غلام بن گئے ہیں؟ اگر کوئی شخص ایسے لوگوں پر فتویٰ لگاتا ہے تو اسے خارجی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح عبد اللہ المسد حان اور ناصر القصبی ہیں جو داڑھی کا اور سننے سے اونچی شلوار، اذان اور صالحین کا مذاق اڑاتے ہیں مگر کوئی نہیں ہے جو ان کے قتل کا حکم صادر کرے یا فتویٰ جاری کرے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی طرح کوئی بہادر پیدا کر دے جس نے اپنے ساتھی کے ساتھ چل کر یہود کو قتل کیا تھا ہم ان مذاق اڑانے والوں سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں اور اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ یہ لوگ تیرا مقابلہ نہیں کر سکتے تو ہی انہیں ہلاک و برباد کر دے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ آیت قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (السورة: ۶۵) ”تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو“ دلالت کرتی ہے کہ ان لوگوں نے عمداً کفر نہیں کیا تھا بلکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ

محمد بن یحیون رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کے ایک امام ہیں فرماتے ہیں: علماء کا اجماع ہے اس بات پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا کافر ہے ائمہ کے نزدیک اس کی سزا قتل ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے ابن المنذر رحمہ اللہ کہتے ہیں اکثر علماء کا اتفاق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کی سزا قتل ہے امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کو قتل کیا جائے گا کسی نے سوال کیا کہ اس بارے میں کوئی حدیث ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ہے ایک تو نابینا آدمی کا واقعہ ہے جس نے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والی) عورت کو قتل کیا تھا اور جناب عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی اسے قتل کیا جائے گا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں قتل کیا جائے گا عبد اللہ کی روایت میں ہے کہ اسے توبہ کے لئے بھی نہیں کہا جائے گا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو قتل کیا تھا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تھی اور اس آدمی کو خالد رضی اللہ عنہ نے توبہ کرنے کو بھی نہیں کہا تھا۔ (عقیدۃ الموحدين: ۲۷۱)

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نو اقتضای ایمان میں فرماتے ہیں: چھٹا نو اقتضای یہ ہے کہ جو کوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں سے کسی حکم کا مذاق اڑائے یا کسی حکم کے ثواب یا عذاب کا مذاق اڑائے دلیل اللہ کا قول ہے۔

قُلْ أَبَا اللَّهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ لَا تَعْتَلِبُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (السورة: ۶۵)

”اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کیا اللہ اس کی آیات اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مذاق کرتے ہو؟ بھانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو“

ابن جریر وابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے غزوہ تبوک میں کہا کہ ہم نے اپنی اس جماعت کی طرح کسی کو نہیں دیکھا پیٹ کے شوقین، زبان کے

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 82

قابل غور ہے کہ جس نے لاعلمی کو عزت تسلیم نہیں کیا ہے اور اماموں یا سرداروں کی تقلید کی وجہ سے کافر بننے والوں کو کافر کہا ہے لہذا ہمیں چاہیے کہ تقلید سے اجتناب کریں صرف کتاب و سنت کی پیروی کریں (بعض بدعتیوں نے ایسے مقلدین بے خبر کفار کے بارے میں کہا ہے کہ یہ جہنم میں نہیں جائیں گے اس لیے کہ یہ ان لوگوں میں شمار ہوں گے جن کو اسلام کی دعوت نہیں پہنچی تھی مگر یہ مذہب ائمہ مسلمین، صحابہ، تابعین، تبع تابعین میں سے کسی کا نہیں ہے بلکہ اہل کلام والوں میں سے چند لوگوں کی رائے ہے

(عقیدۃ السواحدین (رسالہ: حکم تکفیر المعین: ۱۸۲)

شیخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ اس امت میں اور دیگر امتوں میں ایک طبقہ مقلدین کا ہے اللہ نے قرآن میں متعدد مقامات پر کفار اسلاف کی تقلید کرنے والوں کے عذاب کا ذکر کیا ہے کہ وہ جہنم میں اپنے اسلاف سے حجت و جھگڑا کریں گے کہ۔

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 82

قابل غور ہے کہ جس نے لاعلمی کو عزت تسلیم نہیں کیا ہے اور اماموں یا سرداروں کی تقلید کی وجہ سے کافر بننے والوں کو کافر کہا ہے لہذا ہمیں چاہیے کہ تقلید سے اجتناب کریں صرف کتاب و سنت کی پیروی کریں (بعض بدعتیوں نے ایسے مقلدین بے خبر کفار کے بارے میں کہا ہے کہ یہ جہنم میں نہیں جائیں گے اس لیے کہ یہ ان لوگوں میں شمار ہوں گے جن کو اسلام کی دعوت نہیں پہنچی تھی مگر یہ مذہب ائمہ مسلمین، صحابہ، تابعین، تبع تابعین میں سے کسی کا نہیں ہے بلکہ اہل کلام والوں میں سے چند لوگوں کی رائے ہے

(عقیدۃ السواحدین (رسالہ: حکم تکفیر المعین: ۱۸۲)

شیخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ اس امت میں اور دیگر امتوں میں ایک طبقہ مقلدین کا ہے اللہ نے قرآن میں متعدد مقامات پر کفار اسلاف کی تقلید کرنے والوں کے عذاب کا ذکر کیا ہے کہ وہ جہنم میں اپنے اسلاف سے حجت و جھگڑا کریں گے کہ۔

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 81

ہمارا یہ عمل کفر نہیں ہے مگر اللہ نے واضح کر دیا کہ اللہ، اس کے رسول اور اس کی آیات کا مذاق اڑانا کفر ہے ایسا کرنے والا ایمان کے بعد کافر ہو جاتا ہے آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا ایمان کمزور تھا جس کی وجہ سے وہ اس حرام کام کے مرتکب ہوئے جسے وہ حرام تو سمجھتے تھے مگر کفر نہیں سمجھتے تھے حالانکہ یہ کفر تھا جس کی وجہ سے وہ کافر ہو گئے اگرچہ وہ اس کے جواز کے معتقد نہ تھے۔ (مجموع الفتاویٰ: ۷/۲۷۲)

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ فرماتے ہیں: کہ اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کے قول کا مقصد یہ ہے کہ اللہ نے کتاب اللہ یا اپنے رسول کی زبانی جو احکام نازل کیے ہیں ان میں سے کسی حکم کو رد کرنا، چاہے وہ حکم واجبات میں سے ہو یا مسنون یا مستحب ہو یہ معلوم ہونے کے بعد یہ حکم اللہ تعالیٰ کا ہے اس کی کتاب میں ہے یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں حکم ہے یا منع ہے اس کے بعد اسے رد کر دیتا ہے تو یہ شخص کافر مرتد ہے۔ اگرچہ وہ بقیہ احکام کو تسلیم کرتا ہو جس حکم کو رد کر رہا ہے وہ اپنی خواہش

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 81

ہمارا یہ عمل کفر نہیں ہے مگر اللہ نے واضح کر دیا کہ اللہ، اس کے رسول اور اس کی آیات کا مذاق اڑانا کفر ہے ایسا کرنے والا ایمان کے بعد کافر ہو جاتا ہے آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا ایمان کمزور تھا جس کی وجہ سے وہ اس حرام کام کے مرتکب ہوئے جسے وہ حرام تو سمجھتے تھے مگر کفر نہیں سمجھتے تھے حالانکہ یہ کفر تھا جس کی وجہ سے وہ کافر ہو گئے اگرچہ وہ اس کے جواز کے معتقد نہ تھے۔ (مجموع الفتاویٰ: ۷/۲۷۲)

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ فرماتے ہیں: کہ اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کے قول کا مقصد یہ ہے کہ اللہ نے کتاب اللہ یا اپنے رسول کی زبانی جو احکام نازل کیے ہیں ان میں سے کسی حکم کو رد کرنا، چاہے وہ حکم واجبات میں سے ہو یا مسنون یا مستحب ہو یہ معلوم ہونے کے بعد یہ حکم اللہ تعالیٰ کا ہے اس کی کتاب میں ہے یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں حکم ہے یا منع ہے اس کے بعد اسے رد کر دیتا ہے تو یہ شخص کافر مرتد ہے۔ اگرچہ وہ بقیہ احکام کو تسلیم کرتا ہو جس حکم کو رد کر رہا ہے وہ اپنی خواہش

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 84

انہوں نے ہمیں سیدھے راستے سے گمراہ کیا۔ (مجموع الفتاویٰ: ۱۶۶/۷)

شیخ مزید فرماتے ہیں۔ یہاں مراد ہے کہ ایک شخص بظاہر تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرتا ہے مگر باطنی طور پر ایسے عمل یا عقائد رکھتا ہے جو اس اقرار کے منافی ہوں تو ایسا کرنے والا منافق ہے حالانکہ یہ اپنے خیال میں خود کو اللہ کا ولی سمجھتا ہے باوجودیکہ یہ باطنی طور پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا منکر ہے یہ انکار یا تو عناد کی وجہ سے ہے یا لاعلمی کی بنا پر۔ (مجموع الفتاویٰ: ۱۶۸/۱۱)

دوسری جگہ فرماتے ہیں انسانوں کی گمراہی یہ ہے کہ وہ لاعلمی کی وجہ سے (شریعت کے احکام کا) انکار کر دیتے ہیں جن احکام کی تصدیق کرتے ہیں وہ کم ہوتے ہیں بنسبت ان احکام کے جن کا انکار کرتے ہیں۔ (مجموع الفتاویٰ: ۳۳۶/۱۷)

ایک جگہ فرماتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جس نے کوئی کفریہ بات کی یا کفریہ عمل کیا وہ کافر ہے اگرچہ

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 84

انہوں نے ہمیں سیدھے راستے سے گمراہ کیا۔ (مجموع الفتاویٰ: ۱۶۶/۷)

شیخ مزید فرماتے ہیں۔ یہاں مراد ہے کہ ایک شخص بظاہر تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرتا ہے مگر باطنی طور پر ایسے عمل یا عقائد رکھتا ہے جو اس اقرار کے منافی ہوں تو ایسا کرنے والا منافق ہے حالانکہ یہ اپنے خیال میں خود کو اللہ کا ولی سمجھتا ہے باوجودیکہ یہ باطنی طور پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا منکر ہے یہ انکار یا تو عناد کی وجہ سے ہے یا لاعلمی کی بنا پر۔ (مجموع الفتاویٰ: ۱۶۸/۱۱)

دوسری جگہ فرماتے ہیں انسانوں کی گمراہی یہ ہے کہ وہ لاعلمی کی وجہ سے (شریعت کے احکام کا) انکار کر دیتے ہیں جن احکام کی تصدیق کرتے ہیں وہ کم ہوتے ہیں بنسبت ان احکام کے جن کا انکار کرتے ہیں۔ (مجموع الفتاویٰ: ۳۳۶/۱۷)

ایک جگہ فرماتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جس نے کوئی کفریہ بات کی یا کفریہ عمل کیا وہ کافر ہے اگرچہ

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 83

(شیعہ اور رافضی ایک ہیں یہ اللہ کے منکران کے عقائد میں ہے کہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں) (نعوذ باللہ) جس کی برأت و پاکدامنی اللہ نے قرآن میں ذکر کی ہے۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ قرآن نامکمل ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے جس نے قرآن کے ایک حرف کا انکار کیا وہ پورے قرآن کا منکر ہو گیا شیعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے ہیں ان میں سے ایسے بھی ہیں جو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو کافر قرار دیتے ہیں کچھ ایسے ہیں جو جناب علی رضی اللہ عنہ کو معبود مانتے ہیں صحیح مسلک یہ ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں عوام ہوں جاہل۔ (مزید تفصیل کے لئے کتاب ”عقائد الشیعہ“ ملاحظہ فرمائیں)

معلوم ہوا کہ دیگر فرقوں کی بنسبت سب سے زیادہ مرتد شیعہ میں ہیں اور سب سے بدترین مرتد بھی انہیں میں ہیں جیسا کہ نصیریہ، اسماعیلیہ، باطنیہ وغیرہ، یہ بات بھی سب کو معلوم ہے کہ ان میں اکثر لوگ جاہل و لاعلم ہیں جو خود کو حق پر سمجھتے ہیں اس کے باوجود شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے انہیں بدترین مرتد کہا ہے

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 83

(شیعہ اور رافضی ایک ہیں یہ اللہ کے منکران کے عقائد میں ہے کہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں) (نعوذ باللہ) جس کی برأت و پاکدامنی اللہ نے قرآن میں ذکر کی ہے۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ قرآن نامکمل ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے جس نے قرآن کے ایک حرف کا انکار کیا وہ پورے قرآن کا منکر ہو گیا شیعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے ہیں ان میں سے ایسے بھی ہیں جو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو کافر قرار دیتے ہیں کچھ ایسے ہیں جو جناب علی رضی اللہ عنہ کو معبود مانتے ہیں صحیح مسلک یہ ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں عوام ہوں جاہل۔ (مزید تفصیل کے لئے کتاب ”عقائد الشیعہ“ ملاحظہ فرمائیں)

معلوم ہوا کہ دیگر فرقوں کی بنسبت سب سے زیادہ مرتد شیعہ میں ہیں اور سب سے بدترین مرتد بھی انہیں میں ہیں جیسا کہ نصیریہ، اسماعیلیہ، باطنیہ وغیرہ، یہ بات بھی سب کو معلوم ہے کہ ان میں اکثر لوگ جاہل و لاعلم ہیں جو خود کو حق پر سمجھتے ہیں اس کے باوجود شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے انہیں بدترین مرتد کہا ہے

ایک جگہ فرماتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جس نے کوئی کفریہ بات کی یا کفریہ عمل کیا وہ کافر ہے اگرچہ

اس کے علاوہ کوئی مستثنیٰ نہیں ہے چاہے جاہل ہو۔ تاویل کرنے والا ہو یا غلطی سے کوئی ناقض اسلام عمل یا قول کا مرتکب ہو۔ (عقیدۃ الموحدين: ۴۷۰)

شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن ابوظہبی رحمہما اللہ کہتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ آج جو کوئی بھی ایسے اعمال و افعال ان مزاروں کے پاس کرتا ہے تو وہ مشرک کافر ہے کتاب و سنت کے دلائل اس بات پر شاہد ہیں اور اس پر اجماع بھی ہو چکا ہے ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ایسے کام وہ لوگ کر لیتے ہیں جو خود کو مسلمان کہتے ہیں اور یہ سب کچھ وہ صرف اپنی جہالت کی وجہ سے کرتے ہیں اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ ان کا یہ عمل انہیں اسلام سے بہت دور کر دیتا ہے اور یہ عمل شرک ہے جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے تو یہ لوگ کبھی بھی ایسا قدم نہیں اٹھائیں گے مگر اس کے باوجود تمام علماء نے انہیں کافر قرار دیا ہے ان کی جہالت کو عذر نہیں مانا جیسا کہ بعض گمراہ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ بے چارے تو بے خبر جاہل ہیں لہذا یہ ان کے لئے عذر ہے یہ بات وہ لوگ کرتے ہیں جن کے پاس علم نہیں۔ (الدرر السنہ: ۱۰/۱۰۴: ۴۰۵)

شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ پر فرشتوں، کتابوں اور آخرت پر ایمان لانے کے لئے کوئی عذر نہیں ہے جہالت و لاعلمی بھی عذر نہیں بن سکتا اللہ نے کافروں کی جہالت کی خبر دی ہے کہ وہ جاہل تھے مگر پھر بھی انہیں کافر قرار دیا ہے نصاریٰ کو جاہل کہا گیا مگر کوئی بھی مسلمان ان کے کفر میں شک نہیں کرتا۔ ہم یہ بات بھی یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ آج کے یہود و نصاریٰ مقلد ہیں جاہل ہیں مگر ہم ان کے کفر کا عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کے کفر میں شک کرنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ اصول دین میں شک کرنا کفر ہے جس کی یہ حالت ہو اس کا کوئی عذر قبول نہیں ہے کہ وہ اللہ کے دلائل کو نہیں سمجھ سکا دلائل پہنچ جانے کے بعد سمجھ میں نہ آنا عذر نہیں ہے۔ (کنف المنہین: ۹۶)

شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن ابوظہبی رحمہما اللہ کہتے ہیں: یہ بات واضح ہے کہ لاعلمی عذر نہیں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کے بارے میں جو کچھ کہا وہ سب کو معلوم ہے باوجودیکہ وہ کتنی عبادت کرتے

ہے اور جتنا علم ہے اتنا ہی شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ (اغاثۃ الفقہان: ۱/۳۳۶)

شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن ابوظہبی کہتے ہیں: محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے اس بات پر جو شخص اللہ اور اپنے درمیان واسطے اور وسیلے بناتا ہے ان پر توکل و بھروسہ کرتا ہے انہیں فائدے کے لئے پکارتا ہے یا ضرر دفع کرنے کے لئے تو یہ شخص کافر مشرک ہے چاہے جاہل ہو یا عالم اس لیے یہ سب کو معلوم ہے کہ جب انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا اقرار کرتا ہے اور قرآن پر ایمان لاتا ہے قرآن میں اللہ کا یہ حکم پڑھتا ہے کہ وہ شرک کو معاف نہیں کرتا اور مشرک ہمیشہ کے لئے جہنم میں جائے گا پھر بھی وہ شرک کرتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ یہ شرک ہے تو یہ کام کوئی بھی عقلمند نہیں کرتا یہ وہی کر سکتا ہے جو جانتا نہ ہو کہ یہ شرک ہے۔

(مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیہ: ۴/۴۷۷)

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب آپ جانتے ہیں کہ کوئی انسان زبان سے کوئی کلمہ کفر ادا کرتا ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے حالانکہ وہ یہ کلمہ لاعلمی میں ادا کرتا ہے مگر اس کی لاعلمی و بے خبری کوئی عذر نہیں بن سکتی جبکہ وہ ایسے کلمے اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ادا کرتا ہے جیسا کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا واقعہ ذکر کیا ہے جب انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا۔

اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمُ الْإِلَهَ (اعراف: ۱۳۸)

ہمارے لئے معبود بنا دیں جس طرح ان لوگوں کے معبود ہیں۔

لہذا انسان کو چاہیے کہ اللہ کا خوف کرے اور ایسے اقوال و اعمال سے اجتناب کرے۔

(الدرر السنہ: ۱/۹۶)

شیخ رحمہ اللہ نے نواقض اسلام کا ذکر کیا ہے اور اس بات پر دلیل پیش کی ہیں کہ اس میں قصد یا مزاح و نون صورتیں شامل ہیں اور کسی خوف کی وجہ سے ہو تب بھی ناقض اسلام ہے سوائے اگر اس کے

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 88

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا O الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَّهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا (الكهف: ۱۰۳-۱۰۴)

”مہد و کیا ہم تمہیں خسارے کے اعمال والوں کے بارے میں بتاویں۔ وہ لوگ کہ جن کی محنت رائیگاں گئی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے ہیں کہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔“
فرمان باری ہے۔

فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ إِنَّهُمْ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنََّّهُم مُّهْتَمُونَ (الاعراف: ۳۰)

”ایک گروہ کو ہدایت دی اور ایک گروہ پر گمراہی ثابت ہوگئی انہوں نے شیطانوں کو

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 88

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا O الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَّهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا (الكهف: ۱۰۳-۱۰۴)

”مہد و کیا ہم تمہیں خسارے کے اعمال والوں کے بارے میں بتاویں۔ وہ لوگ کہ جن کی محنت رائیگاں گئی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے ہیں کہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔“
فرمان باری ہے۔

فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ إِنَّهُمْ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنََّّهُم مُّهْتَمُونَ (الاعراف: ۳۰)

”ایک گروہ کو ہدایت دی اور ایک گروہ پر گمراہی ثابت ہوگئی انہوں نے شیطانوں کو

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 87

تھے یہ بھی سب کو معلوم ہے وہ اپنی جہالت کی وجہ سے ان امور میں مبتلا ہو گئے تھے کیا لاعلمی ان کے لئے عذر بن گئی تھی ہر مذہب کے علماء کتب فقہ میں باب حکم المرء ضرور باندھتے ہیں مرتد وہ مسلمان ہے جو اسلام لانے کے بعد کفر کرتا ہے اور سب سے پہلے مرتد جس عمل کا آغاز کرتا ہے وہ شرک ہے جس نے اللہ کے ساتھ شرک کر لیا وہ کافر ہو گیا اس لیے کہ علماء کے نزدیک شرک کفر کی بڑی اقسام میں سے ہے علماء یہ کبھی نہیں کہتے کہ ایسا کرنے والا اگر جاہل و بے خبر ہو تو (کافر نہیں ہوگا) جس طرح کہ اس سے کم گناہ کے بارے میں کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سا گناہ بڑا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا یہ کہ تو اللہ کے ساتھ شرک کرے حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے اگر لاعلم یا مقلد اگر شرک کرتا اور مرتد کا حکم اس پر نہ لگتا تو علماء اس بات سے بے خبر نہ رہتے اللہ تعالیٰ نے بھی جہنم میں جانے والوں کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ اپنی لاعلمی کا اظہار کریں گے۔

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 87

تھے یہ بھی سب کو معلوم ہے وہ اپنی جہالت کی وجہ سے ان امور میں مبتلا ہو گئے تھے کیا لاعلمی ان کے لئے عذر بن گئی تھی ہر مذہب کے علماء کتب فقہ میں باب حکم المرء ضرور باندھتے ہیں مرتد وہ مسلمان ہے جو اسلام لانے کے بعد کفر کرتا ہے اور سب سے پہلے مرتد جس عمل کا آغاز کرتا ہے وہ شرک ہے جس نے اللہ کے ساتھ شرک کر لیا وہ کافر ہو گیا اس لیے کہ علماء کے نزدیک شرک کفر کی بڑی اقسام میں سے ہے علماء یہ کبھی نہیں کہتے کہ ایسا کرنے والا اگر جاہل و بے خبر ہو تو (کافر نہیں ہوگا) جس طرح کہ اس سے کم گناہ کے بارے میں کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سا گناہ بڑا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا یہ کہ تو اللہ کے ساتھ شرک کرے حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے اگر لاعلم یا مقلد اگر شرک کرتا اور مرتد کا حکم اس پر نہ لگتا تو علماء اس بات سے بے خبر نہ رہتے اللہ تعالیٰ نے بھی جہنم میں جانے والوں کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ اپنی لاعلمی کا اظہار کریں گے۔

اللہ کر باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 90

”ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں اور بڑوں کا تو انہوں نے ہمیں سیدھے راستے سے بھٹکا دیا۔

اللہ تعالیٰ کفار کی بات بیان کرتا ہے وہ کہیں گے۔“

إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَأَنَا عَلَىٰ آثَرِهِمْ مُّهْتَلُونَ (ذخرف: ۲۲)

”ہم نے اپنے آبا و اجداد کو ایک طریقے پر پایا تو ہم ان کے نقش قدم پر چلتے رہے۔“

علماء نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ توحید، رسالت، اور دین کے اصولوں میں تھلید جائز نہیں ہے۔ ہر مکلف پر فرض ہے کہ وہ توحید، رسالت، اور دین کے اصولوں کو بالادلائل سمجھے۔ اس لیے کہ ان اصولوں کے دلائل واضح و ظاہر ہیں ان کی معرفت و پہچان صرف علماء تک محدود نہیں ہے۔

(الدرر السنیہ: ۱۰/۲۹۱)

اللہ کر باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 90

”ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں اور بڑوں کا تو انہوں نے ہمیں سیدھے راستے سے بھٹکا دیا۔

اللہ تعالیٰ کفار کی بات بیان کرتا ہے وہ کہیں گے۔“

إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَأَنَا عَلَىٰ آثَرِهِمْ مُّهْتَلُونَ (ذخرف: ۲۲)

”ہم نے اپنے آبا و اجداد کو ایک طریقے پر پایا تو ہم ان کے نقش قدم پر چلتے رہے۔“

علماء نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ توحید، رسالت، اور دین کے اصولوں میں تھلید جائز نہیں ہے۔ ہر مکلف پر فرض ہے کہ وہ توحید، رسالت، اور دین کے اصولوں کو بالادلائل سمجھے۔ اس لیے کہ ان اصولوں کے دلائل واضح و ظاہر ہیں ان کی معرفت و پہچان صرف علماء تک محدود نہیں ہے۔

(الدرر السنیہ: ۱۰/۲۹۱)

اللہ کر باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 89

”جب کہا جاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ حق ہے قیامت آنے والی ہے اس میں شک نہیں ہے تم کہتے ہو ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے۔ ہم صرف ایک خیال ہی کرتے ہیں ہمیں یقین نہیں ہے۔“

نصاری کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اتَّخَلَّفُوا آخْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَزْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ

(نوبہ: ۳۱)

”انہوں نے علماء و درویشوں اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے علاوہ رب بنالیا ہے۔“

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم نے تو ان کی عبادت نہیں کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ان کے حلال کردہ کو حلال اور حرام کردہ کو حرام نہیں سمجھتے؟ اس

اللہ کر باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 89

”جب کہا جاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ حق ہے قیامت آنے والی ہے اس میں شک نہیں ہے تم کہتے ہو ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے۔ ہم صرف ایک خیال ہی کرتے ہیں ہمیں یقین نہیں ہے۔“

نصاری کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اتَّخَلَّفُوا آخْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَزْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ

(نوبہ: ۳۱)

”انہوں نے علماء و درویشوں اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے علاوہ رب بنالیا ہے۔“

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم نے تو ان کی عبادت نہیں کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ان کے حلال کردہ کو حلال اور حرام کردہ کو حرام نہیں سمجھتے؟ اس

اللہ کر باغیوں سر دشمنی کیوں اور کیسے؟ 92

شیطان کی پیروی کرتے ہیں ان کے لئے بھڑکتی آگ کا عذاب ہے“

(الدور السنہ: ۱۱/۴۷۹)

شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ کہتے ہیں: شرک اکبر یہ ہے کہ اللہ کی عبادت میں سے کوئی عبادت غیر اللہ کے لئے کی جائے اپنے شرکاء کے لئے کی جائے چاہے انبیاء کے لئے ہو یا فرشتوں، اولیاء اور صالحین کے لئے یہ کوئی عذر نہیں بن سکتا کہ اسے معلوم نہ تھا اس لیے کہ اس بارے میں معلومات رکھنا ایک مسلمان کے فرائض میں شامل ہے ضروری ہے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ مشرکین سے دشمنی رکھے ان سے نفرت کرے۔ (کنف الشہین: ۶۴۶۳)

شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن ابو ظہین رحمہ اللہ اہل سنت اور معتزلہ میں فرق واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: دونوں میں سے ہر ایک نے توحید اور ارکان اسلام کو دلائل سے جاننا فرض قرار دیا ہے اس میں تقلید جائز نہیں ہے البتہ وہ عام آدمی جو دلائل نہیں سمجھ سکتا اگر وہ اعتقاد رکھتا ہے اللہ کی وحدانیت کا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا، آخرت پر ایمان رکھتا ہے جنت اور جہنم کو مانتا ہے۔ اس بات کو جانتا ہے کہ یہ جو مزارات پر شریک کام ہو رہے ہیں یہ باطل ہیں اور گمراہی ہے۔ اگر اس شخص کا اعتقاد پختہ ہے اس میں شک نہیں کرتا تو یہ مسلمان ہے اگرچہ دلیل نہیں سمجھتا اس لیے کہ عام مسلمانوں کو اگر دلائل دکھا دیئے جائیں یا پڑھا دیئے جائیں تو وہ ان کے معانی نہیں سمجھ سکتے۔ (الدور السنہ: ۱۰/۴۰۹)

شیخ اسحاق بن عبد الرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہاں کچھ تفصیل ضروری ہے جو اشکال کو ختم کر دے ایک مقلد ایسا ہے جو علم تک رسائی حاصل کر لیتا ہے حق کی پہچان معلوم کر سکتا ہے مگر اس سے اعراض کر لیتا ہے۔ دوسرا مقلد ایسا ہے کہ جو یہ کام نہیں کر سکتا یہ دونوں قسمیں موجود ہیں پہلی قسم کا مقلد اعراض کرنے والا اپنی ذمہ داری کو چھوڑنے والا شمار ہوگا اللہ کے ہاں اس کا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا جبکہ دوسرا جو کہ معلومات حاصل کرنے سے قاصر ہے تو پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔

اللہ کر باغیوں سر دشمنی کیوں اور کیسے؟ 91

تاویل ضرور کرنی چاہیے کہتے ہیں کہ وہ جو صالحین کو شریک بناتے ہیں تو یہ ان کی تعظیم کے لئے ہے انہیں اس کا فائدہ ہوتا ہے اور نقصان رفع ہوتا ہے اس خطا کی وجہ سے کسی کا عذر قبول نہیں ہے نہ ہی اس تاویل کی وجہ سے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَالَّذِينَ اتَّخَلُّوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ

(زمر: ۳)

”جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ دوست بنالیے ہیں (کہتے ہیں کہ) ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے ہاں مرتبے میں قریب کر دیں اللہ فیصلہ کرے گا اس میں جس میں یہ اختلاف کرتے ہیں اللہ ہدایت نہیں کرتا اس شخص کو جو جھوٹا اور ناشکر ہے۔“

علماء کرام نے استقامت کا راستہ اختیار کیا اور باب حکم المرتد کا تذکرہ کیا ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ جس نے کفر یہ کلمہ کہا یا جس نے کفر یہ عمل کیا وہ کافر نہیں ہے یہ علماء جانتے ہیں کہ یہ شہادتین کے منافی اور متضاد ہے کہ کسی کی جہالت کو عذر بنا کر اسے کافر نہ کہا جائے اللہ نے اپنی کتاب میں وضاحت کی ہے کہ بعض مشرکین جاہل مقلدین تھے مگر ان سے اللہ کا عذاب ان کی جہالت یا تقلید کی وجہ سے نہیں روکا گیا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَتَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ ۝ كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ فَإِنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ (الحج: ۳۳)

”کچھ ایسے لوگ ہیں جو بغیر علم کے اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اور ہر مردود

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہی وجہ ہے کہ جاہلیت کے دور کے مشرکین جو امین تھے ان پر حکم لگا دیا گیا ہے اس لیے کہ دلائل واضح ہو گئے تھے اور براہین سامنے آچکے تھے ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب تم کسی قریشی یا دوسری قوم کے قبر کے پاس سے گزرے تو (اس کو مخاطب کر کے) کہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جہنم کی خوشخبری دے رہے ہیں یہ تو اہل فترہ کی حالت ہے امت محمدیہ کے بارے میں کیا کہیں گے جو کہ قرآن سنتے ہیں احادیث نبویہ سنتے رہتے ہیں توحید سے متعلق فقہی احکام بھی سن چکے ہیں شرک کی ممانعت و حرمت سے بھی واقف ہیں اگر یہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور پھر بھی ایسے ہیں تو یہ بہت بڑی خرابی ہے خاص کر جب یہ شرک کو جائز کہیں اور اولیاء و صالحین کی عبادت کی طرف دعوت دیں یہ سمجھ کر کہ یہ مستحب و پسندیدہ کام ہے قرآن کے دلائل سے ثابت ہے تو اس طرح کرنا کفر ہے ایسے شخص کو کافر کہنے میں اسلام اور اس کے احکامات اصول و قواعد جاننے والا ایک لمحے کا بھی توقف نہیں کرے گا۔ (منہاج الناسی و التفہیم: ۱۰۲)

شیخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو دور جاہلیت میں تھے جن کے پاس کتاب نہیں تھی اللہ نے شرک اکبر کے بارے میں ان کا عذر قبول نہیں کیا جیسا کہ عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ نے اہل زمین پر نظر ڈالی تو انہیں ناپسند کیا عرب و عجم کو سوائے اہل کتاب کے کچھ بچے ہوئے لوگوں کے، تو اس امت کا عذر کیسے قبول کیا جاسکتا ہے جن کے ہاتھ میں اللہ کی کتاب ہے جسے پڑھتے ہیں سنتے ہیں وہ اللہ کی حجت اور دلیل ہے بندوں پر جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

هَلُمَّا بَلِّغُوا لِلنَّاسِ وَلْيَسَدُّوا بِهِ وَلْيَعْلَمُوا أَنَّ مَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ وَلْيَذْكُرُوا

أُولَئِكَ الْكَلْبَابِ (ابراہیم: ۵۲)

”یہ لوگوں تک پہنچانا ہے اور تاکہ وہ اس کے ذریعے بیدار و آگاہ کیے جائیں اور جان لیں

① ایک وہ ہے جو ہدایت و رہنمائی کی تلاش میں ہے اسے پسند کرتا ہے مگر اس کے حصول کی طاقت و استطاعت نہیں رکھتا۔ کوئی رہنمائی کرنے والا نہیں پاتا تو ایسے شخص کا حکم فترات والوں کا سا ہے (جونہیوں کے اس درمیانی عرصے میں ہوتے تھے جن تک کسی نبی کی دعوت نہیں پہنچی)

② دوسرا وہ ہے کہ وہ اعراض کرتا ہے رہنمائی کی خواہش یا ارادہ تک نہیں رکھتا نہ دل میں خیال لاتا ہے۔ ان دونوں میں سے پہلا کہتا ہے یا اللہ اگر میرے علم میں اس دین سے بہتر کوئی دین ہوتا تو میں ضرور اسے حاصل کرتا مگر میں اتنا ہی جانتا ہوں اس سے زیادہ کی استطاعت نہیں رکھتا یہی میری آخری کوشش ہے یہی میری معلومات ہیں۔ جبکہ دوسرا اس حالت پر راضی ہے جس میں وہ ہے اس پر نہ تو کوئی بات اثر کرتی ہے نہ ہی اس کا دل کچھ اور طلب کرتا ہے اگرچہ دونوں اپنی جگہ مجبور ہیں مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلے والی کی مثال ان لوگوں کی ہے جو حالت فترہ میں تھے۔ (یا در ہے کہ حالت فترہ کی دلیل قرآن و حدیث میں نہیں ملتی ہے بلکہ اسکے برخلاف اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ (نمل: ۲۵) اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ (سورۃ نمل: ۱۵) اور بے شمار آیتیں اس بات پر دلیل ہے کہ حالت فترہ کوئی شئی نہیں ہے (لہذا یہ دین کو حاصل ہی نہیں کر سکا کوشش بسیار کے بعد عاجز و ناکام ہو لیا لا علم رہا دوسرے کی مثال اس شخص کی ہے جس نے کبھی صحیح راستہ طلب ہی نہیں کیا اپنی شرکیہ حالت میں مر گیا اگرچہ یہ بھی طلب کرتا اور حصول سے عاجز رہتا مگر دونوں قسم کے عجز میں فرق ہے ایک طلب و کوشش کے بعد ہے اور دوسرا عجز بغیر طلب و کوشش کے ہے پہلی حالت مجبوری کی ہے دوسری نہیں دوسری لا پرواہی کی ہے۔ (عقیدۃ المسلمین: حکم تکفیر المعین: ۱۸۴)

وہ حالت فترہ جس میں رہنمائی حاصل نہ کی جاسکے وہ بھی عذر نہیں ہے قرآن و سنت کی موجودگی میں

عذر نہ لیا ہی بہتر ہے۔

وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ (النساء: ١٤١)

اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کے اکثر دشمنوں کو شہادت لاحق ہوتے رہے ہیں۔

(منهاج الناسي والتقيدي: ٤٠٤، ٤٠٣، ٤٠٢)

شُرک اکبر میں خطا کا حکم؟

شیخ عبدالمطیف بن عبد الرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: فرقہ حلوئیہ اور اتحادیہ نے جو وجود رب العالمین کی حقیقت میں تعطیل سے کام لیا اور ظاہر کفر اور شرک میں مبتلا ہو گئے تو یہ ان کی خطا و غلطی کی وجہ سے ہوا۔ یہ جو ان سے اجتہاد میں رہ نہ ہوئے، جس کا معنی ہے خود بھی اگر اہل حق اور اہل باطل کو بھی اگر اہل

وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ (النساء: ١٤١)

اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کے اکثر دشمنوں کو شہادت لاحق ہوتے رہے ہیں۔

(منهاج الناسي والتقيدي: ٤، ٣، ١)

شُرک اکبر میں خطا کا حکم؟

شیخ عبدالمطیف بن عبد الرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: فرقہ حلوئیہ اور اتحادیہ نے جو وجودِ رب العالمین کی حقیقت میں تعطیل سے کام لیا اور ظاہرِ کفر اور شرک میں مبتلا ہو گئے تو یہ ان کی خطا و غلطی کی وجہ سے

(المر السنية: ١١/٤٦٦)

ہر مشرک کو ایسے شبہات لاحق ہوتے ہیں جو اس کے کفر کا تقاضا کرتے ہیں

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر مشرک کو اکثر ایسے شبہات اور بہانے لاحق ہوتے ہیں جو اس کے کفر کے متقاضی ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا (العام: ١٣٨)

(مشرک کہتے ہیں) ”اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے آباء و اجداد۔“

— 615 —

(المر السنية: ١١/٤٦٦)

ہر مشرک کو ایسے شبہات لاحق ہوتے ہیں جو اس کے کفر کا تقاضا کرتے ہیں

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر مشرک کو اکثر ایسے شبہات اور بہانے لاحق ہوتے ہیں جو اس کے کفر کے متقاضی ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ لِّلّٰهِ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا (العام: ١٣٨)

(مشرک کہتے ہیں) ”اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے آباء و اجداد۔“

فقہاء اپنی کتابوں میں مرتد کا حکم لکھتے ہیں کہ مرتد وہ شخص ہے جو اسلام لانے کے بعد کفر کرے زبان سے، فعل سے، شک کر کے یا اعتقاد کی بنا پر شک کا سبب بن جائے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم ان یہود و نصاریٰ کو کافر نہ کہیں جنہوں نے جہالت کی بنا پر کفر کیا ہے؟ (یہ کتنی خطرناک بات ہوگی اس پر ضرور غور کرنا چاہیے) جو لوگ سورج، چاند اور بتوں کی پرستش کرتے ہیں جہالت کی وجہ سے اور وہ لوگ جنہیں جناب علی رضی اللہ عنہ نے جلایا تھا انہیں بھی کافر نہ کہیں اس لیے کہ وہ جاہل و بے علم تھے؟ حالانکہ اہل علم کا اتفاق ہے اس بات پر کہ جو شخص یہود و نصاریٰ کو کافر نہ کہے وہ کافر ہے۔

دین کے اصولی باتوں میں جہالت عذر نہیں بن سکتی

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا کسی ایک کو گالی دی (انکی توہین یا انکی شان میں گستاخی کی) اور اس نے دیگر صحابہ کی مذمت و توہین کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ جناب علی رضی اللہ عنہ خدا ہیں یا نبی ہیں یا یہ کہا کہ جبریل غلطی پر تھا (اس نے علی کے بجائے غلطی سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کر دی) ایسا کہنے والے کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں ہے بلکہ اس شخص کے کافر ہونے میں شک نہیں ہے جو اس کے کفر میں شک کرتا ہے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جس نے یہ کہا کہ صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہوئے سوائے چند افراد کے یا یہ کہے کہ صحابہ فاسق تھے ایسا کہنے والے کے کفر میں شک نہیں ہے اس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ جہالت کو عذر نہیں سمجھتے تھے ان کی یہ عبارتیں ان کے موقف کو واضح کرتی ہیں کہ اس بارے میں جاہل مستثنیٰ نہیں ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ جمیہ کو کافر نہیں سمجھتے تو اس کا جواب ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اسما و صفات کے بارے میں جمیہ کو کافر نہیں سمجھتے اس لیے کہ یہ خفی مسائل ہیں جہاں تک ظاہری امور ہیں مثلاً اولیا کو پکارنا یا قبروں کا طواف غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا ان مسائل میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ جاہل کو عذر نہیں سمجھتے تھے دوسری بات یہ ہے کہ ہماری لئے دلیل کتاب

مغلوب ہو کر منافق کی وہ اہلسنت کے نزدیک کافر نہیں ہے (یاد رہے کہ یہ قاعدہ صرف ان گناہوں کے متعلق ہے جو شرک نہ ہوں شرک چاہے تکبر کی وجہ سے ہو یا خواہشات کی وجہ سے کرنے والا ہر صورت میں شرک ہے) جس نے حرام کو حلال سمجھ کر ارتکاب کیا وہ بالاتفاق کافر ہے۔ کسی حرام چیز کو حلال سمجھنا اس اعتقاد کی بنا پر ہوتا ہے کہ فلاں چیز اللہ نے حرام نہیں کی اور کبھی اس طرح کا اعتقاد کیے بغیر حرام کو حلال سمجھ لینا ہے (چند مہینے قبل ڈاکٹر جاوید اقبال کا بیان ایک اخبار میں چھپا کہ شراب حرام نہیں ہے۔ جو کہ اسکے کفر کی دلیل ہے) یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس کے ایمان میں نقص و خلل ہوتا ہے۔ اللہ کی ربوبیت یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یہ خالص انکار کی صورت ہے کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیز اللہ نے حرام قرار دی ہے مگر پھر بھی اس حرمت سے اجتناب نہیں کرتا بلکہ اس حرمت سے باقاعدہ بغض رکھتا ہے نفرت کرتا ہے تو یہ شدید ترین کفر ہے۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اس طرح فتاویٰ کافی تعداد میں ہیں جن میں یہ تخصیص نہیں کی گئی ہے کہ کفر صرف وہ کہلائے گا جو ضد اور عناد کی وجہ سے ہو بلکہ اکثر وہ لوگ بھی کافر قرار دیئے جاتے ہیں جو نادانی و جہالت کی وجہ سے کفریہ اعمال کرتے ہیں انہیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں یا کہہ رہے ہیں وہ کفر ہے لہذا ان کی یہ لاعلمی ان کے لئے عذر نہیں بن سکتی۔ (الدرر السنیہ: ۱/۳۶۹، ۳۷۰)

شیخ عبد اللہ ابو بطنین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر شرک اکبر کے مرتکب کی جہالت کو عذر سمجھ لیا جائے تو پھر کس کا عذر قبول نہیں کیا جائے گا؟ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ اللہ کی حجت کسی پر قائم نہیں ہو سکتی سوائے اس شخص کے جو ضد کی وجہ سے کفر کر رہا ہو ایسا دعویٰ کرنے والے کے پاس کوئی ثبوت و دلیل نہیں ہوگی بلکہ اس کے خلاف دلیل مہیا ہے۔ اس لیے کہ کوئی مسلمان اس شخص کو کافر قرار دینے میں ایک لمحہ توقف نہیں کر سکتا جو شخص کے قیامت کے دن اٹھائے جانے میں شک کرے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں شک کرنا ہو یا دین کے اصولوں میں سے کسی اصول میں شک کرتا ہو شک جاہل و بے علم ہی کرتا ہے

وسنت ہے جبکہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ دو دیگر علماء معصوم عن الخطا نہیں ہیں۔

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ (اسراء: ۲۳)

”تیرے رب نے حکم کیا ہے کہ عبادت صرف اسی اللہ کی کرو۔“

اگر کسی شخص کا خیال ہو کہ اس آیت میں قضا کا معنی ہے مقرر کرنا۔ تقدیر میں لکھ دینا اور اللہ نے جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے وہ ہو کر رہتا ہے لہذا جو لوگ بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ بھی دراصل اللہ کی عبادت کرتے ہیں (اس لیے کہ تقدیر میں جو کچھ لکھا ہے اسی کو پورا کر رہے ہیں) اس طرح کہنے والا سب سے بڑے کفر کا ارتکاب کر رہا ہے تمام کتب آسمانی کا انکار کر رہا ہے۔ اس طرح کی باتیں کرنے والے اگرچہ عبادت گزار و پرہیزگار لوگ ہی ہیں مگر ان کا یہ قول دراصل جہالت کی وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ نے کافروں کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ رسولوں کی لائی ہوئی شریعت کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا تھے اور آخرت میں اٹھائے جانے پر بھی یقین نہیں تھا انہوں نے رسولوں سے کہا تھا۔

وَأَنَا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ (ابراہیم: ۹)

”ان باتوں کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں جن کی طرف تم ہمیں دعوت دیتے ہو۔“

ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے۔

وَأَنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ (ہود: ۱۱۰)

”یہ لوگ اس (دین) کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں۔“

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ کہتے تھے۔

إِنْ نَّظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِمُتَّبِعِينَ (جاثیہ: ۳۰)

”ہم صرف ایک خیال کر رہے ہیں ہمیں یقین نہیں ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اتَّخَلَّوْا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهِتَمُونَ (اعراف: ۳۰)

”ان لوگوں نے شیاطین کو دوست بنالیا ہے اللہ کو چھوڑ کر اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر

ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّتُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا O الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَّهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا (الكهف: ۱۰۳، ۱۰۴)

”کیا میں تمہیں خبر دوں ان لوگوں کے بارے میں جو اعمال کے لحاظ سے خسارے میں

ہیں جن کی سعی و کوشش دنیا میں اکارت گئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہترین عمل کر رہے ہیں۔“

ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ جاہل قرار دیا ہے فرمایا۔

لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَنٌ لَا يَسْمَعُونَ

بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ (اعراف: ۱۷۹)

”ان کے دل ہیں مگر وہ ان سے سمجھنے کا کام نہیں لیتے آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے

نہیں کان ہیں مگر سنتے نہیں یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ جانوروں سے بھی

بدتر ہیں۔ یہ لوگ غافل بے خبر ہیں۔“

مقلدین کی مذمت کرتے ہوئے اللہ فرماتا ہے یہ کہتے ہیں کہ۔

إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَرِهِمْ مُّهْتَمُونَ (زخرف: ۲۲)

”ہم نے اپنے آبا و اجداد کو ایک طریقے پر پایا تو ہم ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔“

اس کے باوجود انہیں کافر بھی کہا ہے۔

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 102

”وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں۔“

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا O الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا (الكهف: ۱۰۳، ۱۰۴)

”کیا میں تمہیں ان لوگوں کے بارے میں بتاؤں جو اعمال کے لحاظ سے نقصان میں ہیں۔ دنیا میں جن کی محنت رائیگاں گئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔“

خلاصہ یہ ہے کہ رسول کو جھٹلانے والوں کی مذمت میں آیات و احادیث لا تعداد و بے شمار ہیں علماء کہتے ہیں جس نے پانچ عبادات میں سے کسی ایک سے متعلق کہا کہ یہ سنت سے واجب نہیں ہے اس کا انکار کیا۔ یا روٹی کے حلال ہونے کا انکار کیا یا شراب کی حرمت کا انکار کیا یا ان باتوں میں سے کسی میں شک کیا اگر جہالت کی وجہ سے کیا تو کفر کا حکم لگے گا۔ اگر تعریف ان کی جانتا ہو تو اس سے تعریف کروائی

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 102

”وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں۔“

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا O الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا (الكهف: ۱۰۳، ۱۰۴)

”کیا میں تمہیں ان لوگوں کے بارے میں بتاؤں جو اعمال کے لحاظ سے نقصان میں ہیں۔ دنیا میں جن کی محنت رائیگاں گئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔“

خلاصہ یہ ہے کہ رسول کو جھٹلانے والوں کی مذمت میں آیات و احادیث لا تعداد و بے شمار ہیں علماء کہتے ہیں جس نے پانچ عبادات میں سے کسی ایک سے متعلق کہا کہ یہ سنت سے واجب نہیں ہے اس کا انکار کیا۔ یا روٹی کے حلال ہونے کا انکار کیا یا شراب کی حرمت کا انکار کیا یا ان باتوں میں سے کسی میں شک کیا اگر جہالت کی وجہ سے کیا تو کفر کا حکم لگے گا۔ اگر تعریف ان کی جانتا ہو تو اس سے تعریف کروائی

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 101

شیخ موفق الدین ابو محمد بن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: کیا ہر مجتہد صحیح اجتہاد کرتا ہے؟ پھر جمہور کی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں ہر مجتہد صحیح اجتہاد ہر وقت نہیں کر سکتا بلکہ مجتہدین کے قول میں ایک قول حق ہوتا ہے کہتے ہیں جاہل کا قول باطل ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص خلاف اسلام عمل کرے اور پھر غور و خوض کرے مگر حق کے ادراک سے عاجز آجائے تو اس کا عذر قبول ہے جاہل کا قول ہر لحاظ سے باطل بلکہ اللہ کے ساتھ کفر کے مترادف ہے اللہ اور اس کے فرامین کا رد ہے اس لیے کہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ کو دعوت دی اسلام لانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنے کی اور سابقہ دین پر قائم رہنے کی مذمت کی ان سب سے جنگ کی جب کہ ہم جانتے ہیں کہ ان میں سے اسلام دشمنی و بغض رکھنے والے وہ تھے جنہیں کچھ علم و سمجھ تھی اور بقیہ مقلدین تھے جنہوں نے اپنے باپ دادا کا دین اپنایا ہوا تھا انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 101

شیخ موفق الدین ابو محمد بن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: کیا ہر مجتہد صحیح اجتہاد کرتا ہے؟ پھر جمہور کی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں ہر مجتہد صحیح اجتہاد ہر وقت نہیں کر سکتا بلکہ مجتہدین کے قول میں ایک قول حق ہوتا ہے کہتے ہیں جاہل کا قول باطل ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص خلاف اسلام عمل کرے اور پھر غور و خوض کرے مگر حق کے ادراک سے عاجز آجائے تو اس کا عذر قبول ہے جاہل کا قول ہر لحاظ سے باطل بلکہ اللہ کے ساتھ کفر کے مترادف ہے اللہ اور اس کے فرامین کا رد ہے اس لیے کہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ کو دعوت دی اسلام لانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنے کی اور سابقہ دین پر قائم رہنے کی مذمت کی ان سب سے جنگ کی جب کہ ہم جانتے ہیں کہ ان میں سے اسلام دشمنی و بغض رکھنے والے وہ تھے جنہیں کچھ علم و سمجھ تھی اور بقیہ مقلدین تھے جنہوں نے اپنے باپ دادا کا دین اپنایا ہوا تھا انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت

ہے کہ وہ کافر ہیں اور جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ صاحب اختیار رات لکھتے ہیں مرتد وہ ہے جو اللہ کے ساتھ شرک کرے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے نفرت کرے یا منکرات کو ترک نہ کر دے یا یہ کہے کہ صحابہ میں سے کسی صحابی نے کفار کی معیت و مدد میں جنگ کی ہے یا کفار کی مدد کے لئے جنگ کرنا جائز سمجھے۔ یا کسی ایسے فرعی مسائل میں سے کسی ایسے مسئلہ کا انکار کرے جس پر قطعی اجماع ہو چکا ہو یا اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلے اور ذرائع بنانا ہو اور ان پر بھروسہ و توکل کرتا ہو، انہیں پکارتا ہو مرادیں مانگتا ہو تو ایسا شخص بالاجماع کافر ہے اور جو شخص اللہ کی صفات میں شک کرے ایسی صفت کہ جس سے لاعلمی نہیں ہو سکتی تو ایسا شخص مرتد اور اگر صفت ایسی ہو کہ جس سے عام طور پر لوگ بے خبر و لاعلم ہوں تو ایسے کو مرتد نہیں کہیں گے۔ (ابن تیمیہ رحمہ اللہ صفات سے لاعلم کو کافر نہیں کہتے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو کافر نہیں کہا تھا جس نے اللہ کی قدرت میں شک کیا تھا) گذشتہ جتنی باتیں کافر کر دینے والی ذکر ہو چکی ہیں ان میں صفات سے لاعلم شخص میں فرق ہے اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ شیخ کہتے ہیں کہ جمیہ کو کافر کہنے میں توقف کرنا چاہیے جبکہ امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ ائمہ اسلام کی رائے کچھ اور ہے المجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں ہر وہ بدعت جس کے داعی کو ہم کافر سمجھتے ہیں اس میں ہم مقلد کو فاسق کہتے ہیں جیسا کہ خلق قرآن کے قائل اور اللہ کے علم کو مخلوق کہنے والے یا اس کے اسماء کو مخلوق سمجھنے والے یا یہ کہنے والا کہ قیامت میں اللہ کو نہیں دیکھا جائے گا کوئی شخص صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتا ہو یا یہ کہے کہ ایمان صرف عقیدے کو کہے یا اس جیسی اور باتیں ہوں جو شخص ان بدعات کو جانتا ہو ان کی طرف دعوت دیتا ہو ان کے دفاع کے لئے دلائل دیتا ہو بحث کرتا ہو ایسے شخص کے کافر ہونے کا حکم ہے اور اس پر احمد رحمہ اللہ نے متعدد دلائل دیئے ہیں۔ آپ نے دیکھا ان لوگوں نے لاعلمی کے باوجود مرتکبین کو کافر کہا ہے۔

(الدرر السنہ: ۱۲/۷۴۶۸)

ایک غلط فہمی جس سے ہمیشہ مخالفین استدلال کرتے ہیں

شیخ عبد الرحمن ابو طیس رحمہ اللہ کہتے ہیں: مشرکین کا دفاع کرنے والے اس واقعہ سے استدلال کرتے ہیں جس میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے اپنی اولاد کو وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد مجھے جلا دینا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ لاعلمی و جہالت کی وجہ سے کفر کا ارتکاب کرنے والا کافر نہیں ہوتا سوائے اس کے جو عناد کی وجہ سے کفر کرتا ہو۔

جواب: اللہ نے اپنے رسول بھیجے جو خوشخبری دینے والے اور خبردار کرنے والے تاکہ لوگوں کے پاس انبیاء کی بعثت کے بعد اللہ کے ہاں کوئی بہانہ و حجت نہ رہے ان رسولوں نے سب سے زیادہ جس بات کی دعوت دی اور جو چیز ان کی دعوت میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتی تھی وہ ایک اللہ کی عبادت تھی اور اس کے ساتھ شرک نہ کرنا یعنی غیر اللہ کی عبادت سے اجتناب۔

اگر جہالت کی بنا پر شرک اکبر کا مرتکب کا عذر جہالت قبول کر لیا جائے تو پھر کس کا عذر قبول نہیں ہے؟ جس آدمی کی مثال دی جاتی ہے کہ اس نے جلائے کی وصیت کی تھی اور اللہ نے اس کی مغفرت کر لی باوجودیکہ وہ اللہ کی صفات میں شک کرنے والا تھا؟ اس کی بخشش اس وجہ سے ہوئی تھی کہ اس کے پاس رسولوں کا پیغام نہیں پہنچا تھا بہت سے علماء نے یہی جواب دیا ہے اسی وجہ سے شیخ تقی الدین رحمہ اللہ کہتے ہیں جس نے رب کی صفات میں سے کسی صفت میں شک کیا اگر وہ لاعلم نہیں تھا تو کافر کہلائے گا اور اگر لاعلم تھا تو کافر نہیں ہوگا یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو کافر نہیں کہا جو اللہ کی قدرت میں شک کرتا تھا اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسالت پہنچنے سے پہلے کسی کو کافر قرار نہیں دیتے تھے۔ اسی طرح ابن عقیل رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ وہ آدمی (جس نے جلائے کی وصیت کی تھی) کو رسالت نہیں پہنچی تھی شیخ تقی الدین رحمہ اللہ صفات کے بارے میں کہتے ہیں کہ جاہل کو کافر نہیں کہا جاسکتا البتہ شرک میں یہ عذر نہیں بن سکتا جس طرح ان کے رائے اتحادیہ کے بارے میں گذر چکی

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 106

دنیا میں اس کا یہی حکم ہے آخرت کے عذاب میں اختلاف ہے مگر حج بات یہ ہے کہ اسے عذاب نہیں ہوگا اس لیے اللہ کا فرمان ہے ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ (سورۃ بنی اسرائیل آیت: ۱۵) ”ہم اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک رسول نہ بھیجیں“ آخرت میں اللہ اس وقت تک عذاب نہیں کرے گا جب تک حجت قائم نہ کی ہو دنیا میں ایسے شخص کو مشرک کہا جائے گا آخرت میں معاملہ کچھ اور ہے اصل بات یہ ہے کہ زیادہ تر مسلمان تقیہم الحجۃ اور قیام الحجۃ میں فرق نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں سے زیادہ تر منافق اور کافر سمجھتے نہیں کہ ان پر حجت قائم ہو چکی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا (الفرقان: ۴۴)

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 106

دنیا میں اس کا یہی حکم ہے آخرت کے عذاب میں اختلاف ہے مگر حج بات یہ ہے کہ اسے عذاب نہیں ہوگا اس لیے اللہ کا فرمان ہے ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ (سورۃ بنی اسرائیل آیت: ۱۵) ”ہم اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک رسول نہ بھیجیں“ آخرت میں اللہ اس وقت تک عذاب نہیں کرے گا جب تک حجت قائم نہ کی ہو دنیا میں ایسے شخص کو مشرک کہا جائے گا آخرت میں معاملہ کچھ اور ہے اصل بات یہ ہے کہ زیادہ تر مسلمان تقیہم الحجۃ اور قیام الحجۃ میں فرق نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں سے زیادہ تر منافق اور کافر سمجھتے نہیں کہ ان پر حجت قائم ہو چکی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا (الفرقان: ۴۴)

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 105

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: حدیث میں جلانے کی وصیت کرنے والے جس شخص کا ذکر ہے وہ شخص موحّد تھا مشرک نہیں جیسا کہ ابو کامل نے حماد سے ابی رافع سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ۔

((لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ إِلَّا التَّوْحِيدَ)) ”اس نے توحید کے علاوہ کوئی عمل نہیں کیا تھا“

لہذا اس حدیث سے استدلال زیر بحث مسئلہ میں نہیں ہو سکتا۔ (منہاج الناسی و النقدی: ۲۱۸)

حجت قائم کرنا

شیخ امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے مسلمان بھائی اکثر شیخ کا یہ قول ذکر کرتے ہیں کہ جس نے فلاں فلاں بات کا انکار کیا اور اس پر حجت قائم ہو گئی (تو وہ کافر ہے) اب یہ مسلمان طہ اغتسل اور الن کر تبعمون کر کفر میں رہا کر رہا ہے؟ کیا اس پر حجت قائم ہے؟ تجھے کیا بات ہے کہ

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 105

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: حدیث میں جلانے کی وصیت کرنے والے جس شخص کا ذکر ہے وہ شخص موحّد تھا مشرک نہیں جیسا کہ ابو کامل نے حماد سے ابی رافع سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ۔

((لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ إِلَّا التَّوْحِيدَ)) ”اس نے توحید کے علاوہ کوئی عمل نہیں کیا تھا“

لہذا اس حدیث سے استدلال زیر بحث مسئلہ میں نہیں ہو سکتا۔ (منہاج الناسی و النقدی: ۲۱۸)

حجت قائم کرنا

شیخ امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے مسلمان بھائی اکثر شیخ کا یہ قول ذکر کرتے ہیں کہ جس نے فلاں فلاں بات کا انکار کیا اور اس پر حجت قائم ہو گئی (تو وہ کافر ہے) اب یہ مسلمان طہ اغتسل اور الن کر تبعمون کر کفر میں رہا کر رہا ہے؟ کیا اس پر حجت قائم ہے؟ تجھے کیا بات ہے کہ

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 108

طرح ہیں جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں زکوٰۃ مانعین تھے اور جو لوگ علی رضی اللہ عنہ کے زمانے کے مرتد تھے یہ سب لوگ مرتد ہیں۔ پھر شیخ الاسلام کی عبارت سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں اگر ہم اس طرح کافر کہنا شروع کر دیں تو بہت سے اسلاف کو کافر کہنا پڑے گا حالانکہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے صراحت کی ہے کہ معین کو کافر اس وقت کہا جائے گا جب اس پر حجت قائم ہو جائے اور یہ سب کو معلوم ہے قیام حجت کا مطلب یہ نہیں ہے اللہ و رسول کی بات کو اس طرح سمجھ جیسا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سمجھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب اسے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام پہنچ جائے اور عذر کی حالت سے نکل جائے تو پھر وہ کافر ہے جیسا کہ سارے کافر تھے کہ قرآن کا پہنچنا ہی قیام حجت تھا اللہ کا فرمان ہے۔

إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا (کہف: ۷۷)

”ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں اس قرآن کو سمجھنے سے۔“

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 108

طرح ہیں جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں زکوٰۃ مانعین تھے اور جو لوگ علی رضی اللہ عنہ کے زمانے کے مرتد تھے یہ سب لوگ مرتد ہیں۔ پھر شیخ الاسلام کی عبارت سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں اگر ہم اس طرح کافر کہنا شروع کر دیں تو بہت سے اسلاف کو کافر کہنا پڑے گا حالانکہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے صراحت کی ہے کہ معین کو کافر اس وقت کہا جائے گا جب اس پر حجت قائم ہو جائے اور یہ سب کو معلوم ہے قیام حجت کا مطلب یہ نہیں ہے اللہ و رسول کی بات کو اس طرح سمجھ جیسا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سمجھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب اسے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام پہنچ جائے اور عذر کی حالت سے نکل جائے تو پھر وہ کافر ہے جیسا کہ سارے کافر تھے کہ قرآن کا پہنچنا ہی قیام حجت تھا اللہ کا فرمان ہے۔

إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا (کہف: ۷۷)

”ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں اس قرآن کو سمجھنے سے۔“

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 107

طرح علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو قتل کیا جو ان کے بارے میں خدائی کا دعویٰ رکھتے تھے انہیں آگ میں جلا یا حالانکہ وہ لوگ صحابہ کے شاگرد تھے عبادت کرتے تھے نمازیں پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے خود کو حق پر سمجھتے تھے اسی طرح سلف کا اجماع ہے کہ غلو کرنے والے قدریہ کافر ہیں باوجودیکہ وہ عالم بھی تھے اور عبادت بھی زیادہ کرتے تھے خود کو بہتر عمل کرنے والے سمجھتے تھے مگر سلف میں سے کسی نے انہیں کافر کہنے میں تاثر نہیں کیا صرف اس بنا پر کہ وہ سمجھتے نہیں ہیں یہ سب نہیں سمجھ سکے؟ جب یہ معلوم ہو گیا تو اب یہ یاد رکھنا چاہیے کہ موجودہ یہ عمل کفر ہے کہ لوگ طاغوتوں کی پرستش کر رہے ہیں اسلام سے دشمنی کر رہے ہیں پھر سمجھتے ہیں کہ وہ مرتد نہیں ہیں شاید کہ یہ لوگ حجت نہیں سمجھ سکے حالانکہ یہ سب کچھ واضح ہے جن کو علی رضی اللہ عنہ نے جلا یا ان کے ساتھ موجودہ صورت زیادہ مشابہ ہے۔

(الدرر السنیہ: ۱۰/۹۰۹۳)

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 107

طرح علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو قتل کیا جو ان کے بارے میں خدائی کا دعویٰ رکھتے تھے انہیں آگ میں جلا یا حالانکہ وہ لوگ صحابہ کے شاگرد تھے عبادت کرتے تھے نمازیں پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے خود کو حق پر سمجھتے تھے اسی طرح سلف کا اجماع ہے کہ غلو کرنے والے قدریہ کافر ہیں باوجودیکہ وہ عالم بھی تھے اور عبادت بھی زیادہ کرتے تھے خود کو بہتر عمل کرنے والے سمجھتے تھے مگر سلف میں سے کسی نے انہیں کافر کہنے میں تاثر نہیں کیا صرف اس بنا پر کہ وہ سمجھتے نہیں ہیں یہ سب نہیں سمجھ سکے؟ جب یہ معلوم ہو گیا تو اب یہ یاد رکھنا چاہیے کہ موجودہ یہ عمل کفر ہے کہ لوگ طاغوتوں کی پرستش کر رہے ہیں اسلام سے دشمنی کر رہے ہیں پھر سمجھتے ہیں کہ وہ مرتد نہیں ہیں شاید کہ یہ لوگ حجت نہیں سمجھ سکے حالانکہ یہ سب کچھ واضح ہے جن کو علی رضی اللہ عنہ نے جلا یا ان کے ساتھ موجودہ صورت زیادہ مشابہ ہے۔

حَتَّى يَلْبِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ (اعراف: ۴۰)

”جب تک موٹی رسی یا اونٹ سوئی کے کما کے میں سے نہ گزر جائے۔“

اسی طرح کی دیگر آیات بھی ہیں۔ اس طرح کے عقیدے سے بھی بدتر عقیدہ یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ اس امت پر حجت قائم نہیں ہے رسول اور قرآن آنے کے بعد۔

(عقيدة الموحدين: حکم تکفیر لعین: ۱۷۱)

شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ ہمارے شیخ عبداللطیف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قیام حجت اور فہم حجت میں فرق ملحوظ رکھنا چاہیے جس کے پاس رسولوں کی دعوت پہنچ گئی اس پر حجت قائم ہوگئی اگر دعوت اس طرح پہنچی ہو کہ اس کے ساتھ علم ممکن ہو قیام حجت کے لئے ضروری نہیں ہے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو اس طرح سمجھے جس طرح اہل ایمان سمجھ گئے ہیں۔

اور اسے قبول کرے اس کے سامنے جھک جائے جو دعوت رسول لائے ہیں اس بات کو اگر سمجھ لیا جائے تو بہت سے شبہات کا ازالہ ہو سکتا ہے جو قیام حجت کے بارے میں لاحق ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ

سَبِيلًا (الفرقان: ۴۴)

”کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان میں سے اکثر سنتے اور سمجھتے ہیں یہ لوگ تو جانوروں کی طرح

ہیں بلکہ اس بھی زیادہ بدتر راہ پر ہیں۔“

نیز فرماتا ہے۔

خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ

عَظِيمٌ (البقرة: ۷)

”ان کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور ان کے کانوں پر ان کی آنکھوں پر پردے ہیں

اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔“

ہمارے خیال میں شیخ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اگر حجت کا علم حاصل کرنا کسی کے لئے ممکن ہو یعنی کوئی نا سمجھ بچہ، یا مجنون ہو یا ان لوگوں میں سے ہو جو بات کو سمجھ نہیں سکتے اور کوئی ترجمہ کر کے انہیں سمجھانے والا بھی نہ ہو (ایسے لوگ مستثنیٰ ہیں) ان کے علاوہ جو بھی ہوں ان تک جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ جائے تو حجت قائم ہوگئی قرآن ان تک پہنچ گیا تو حجت قائم ہوگئی۔

(كشف الشبهات: ۹۱)

عبداللہ اور ابراہیم رحمہما اللہ فرماتے ہیں: کہ مشرکین کا دفاع کرنے والوں کی یہ بات کہ یہ لوگ حجت سمجھ نہیں سکے ہیں؟ تو یہ ان کی جہالت پر دلالت نہیں کرتی فہم حجت اور حجت پہنچنے میں فرق ہے حجت کو سمجھنا اور حجت پہنچنا دو الگ الگ باتیں ہیں اس شخص پر بھی حجت قائم ہو جاتی ہے جو اسے سمجھ بھی نہ سکا ہو۔ (الدرر السنية: ۱۰/۴۳۲)

شیخ محمد بن ناصر رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس شخص کو قرآن پہنچ گیا اب اس کا کوئی عذر قبول نہیں اسلام کی بنیاد جن اصولوں پر ہے ان کو اللہ نے بیان کر دیا ہے ان کی وضاحت کر دی ہے۔

لہذا لوگوں پر حجت قائم ہوگئی ہے حجت قائم کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان ان دلائل کو واضح طور پر سمجھ لے تب حجت قائم ہوگی کفار پر بھی حجت قائم ہوگئی ہے۔

اسی لیے تو اللہ نے فرمایا ہے کہ ان کے دلوں پر پردے ہیں اس لیے سمجھ نہیں رہے۔

وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا (الانعام: ۲۵)

”ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں۔ کہ اس کو سمجھ لیں اور ان کے کانوں

میں بہرے پن کو (پیدا کر دیا ہے)۔“

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 112

کیا یہ لوگ اس فرمان پر غور نہیں کرتے یا آجائے ان کے پاس وہ جوان سے پہلے والوں کے پاس نہیں آیا تھا؟“۔

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا

(النساء: ۸۲)

”کیا یہ لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے اگر یہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یہ لوگ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔“

جب منافقین اور کفار کو تدبر کرنے کی ترغیب دلائی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے معنی کو کفار سمجھ سکتے ہیں۔ (مجموع الفتاوی: ۱۵۸/۵)

نیز فرماتے ہیں کہ اللہ کی آیات سے دو باتیں سامنے آتی ہیں۔

① ایک ہے کہ ان آیات کو سمجھنا اس کے مسائل سمجھ جائیں۔

② اللہ کی عبادت عاجزی جب بھی آیات سنی جائیں اگر کوئی شخص یہ آیات سنے مگر اسے سمجھے نہ تو یہ قابل مذمت ہے اگر سمجھے مگر عمل نہ کرے تو بھی قابل مذمت ہے ہر شخص کے لئے ضروری اور لازمی ہے کہ آیات سنے انہیں سمجھے اور ان پر عمل کرے جس طرح کہ آیات کا سننا لازمی ہے سننے سے انکار و اعراض کرنے والا کافر ہے۔

اور جو شخص اللہ کے احکامات کو سمجھنے کی کوشش نہ کرے وہ بھی کافر ہے جو شخص جانتا ہے کہ اسے کس بات کا حکم دیا گیا ہے اور پھر اس کے وجوب کا اقرار نہ کرے وہ بھی کافر ہے اللہ تعالیٰ نے کافروں کی مذمت انہی دونوں باتوں کی وجہ سے کی ہے۔ (مجموع الفتاوی: ۱۴۷/۲۳)

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کا فرمان ہے جہنمی کہیں گے۔

﴿وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ الْجَحِيمِ﴾

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 111

اس مضمون کی آیات بہت ساری ہیں جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ قرآن نہیں سمجھ سکے ہیں اور نہ ہی سمجھ سکتے ہیں اس لیے کہ اللہ نے سزا کے طور پر ان کے دلوں پر پردے ڈالے ہیں اور ان کے کان بہرے کر دیئے ہیں ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے ان کی آنکھوں پر بھی پردے ہیں ان سب کے باوجود اللہ نے ان کا کوئی عذر قبول نہیں کیا ہے انہیں کافر قرار دے دیا ہے۔

ابن تیمیہ وابن قیم رحمہما اللہ کا قول کہ جس مشرک پر حجت قائم نہ ہو اسے مشرک کافر نہیں کہنا چاہیے اس قول سے استدلال کرنے والوں کے بارے میں عبد اللہ بن ابی بطنین رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ قول شرک اکبر کے مرتکب کے بارے میں نہیں ہے نہ ہی غیر اللہ کی عبادت کرنے والے کے بارے میں ہے۔ یہ بات شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے خفی مسائل کے بارے میں کہی ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ورنہ تو یہود و نصاریٰ اور دیگر تمام لوگ جانتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے ہیں وہ توحید اور ایک اللہ کی عبادت کی دعوت لے کر آئے ہیں غیر اللہ کی عبادت سے منع کر چکے ہیں یہ اسلام کے واضح ترین شعار ہیں اب ان کے بعد کوئی شخص کیسے کہہ سکتا ہے کہ حجت قائم نہیں ہوئی؟ (مجموعہ الرسائل والمسائل النجدیہ: ۷۵۴)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس کو بھی قرآن پہنچ جائے چاہے انسان ہو یا جنات میں سے ہو تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسے پہنچ گئی۔ (مجموع الفتاوی: ۱۴۹/۱۶)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہے۔

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا (محمد: ۲۳)

”کیا یہ لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا دلوں پر تالے ہیں۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

أَفَلَمْ يَذْكُرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُمْ مَا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمْ الْأَوَّلِينَ (المؤمنون: ۶۸)

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 114

تمام لوگوں میں حتمی و قطعی ہے البتہ کسی خاص شخص کا نام لے کر جس نے اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین اختیار کیا ہو اس کو کافر ہی کہا جائے گا۔ مگر یہ کہنا کہ اس شخص کو اللہ عذاب نہیں کرے گا جب تک قیام حجت نہ ہو تو ایسی بات اللہ کے علم و حکمت کے حوالے کرنی چاہیے اس لیے کہ اس کا تعلق ثواب و عذاب سے ہے جبکہ ہم صرف دنیا میں ظاہری احکام کے بارے میں ہی بات کر سکتے ہیں۔

(عقیدۃ الموحدين: حکم تکفیر المعین: ۱۸۴)

محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کے بیٹے حسین اور عبد اللہ رحمہما اللہ فرماتے ہیں: جو شخص اسلام کی دعوت دینے سے قبل مر گیا اور وہ مشرک تھا اگر وہ شرک کے عمل کو جانتا تھا اور جان بوجھ کر اس نے شرک کو اپنایا تھا اور اسی حالت میں مر گیا تو یہ شخص حالت کفر میں مرا اس کے لیے دعائیں کی جائے گی اس کے لیے قربانی یا صدقہ نہیں کیا جاسکتا جبکہ آخرت کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اگر اس پر زندگی میں حجت قائم ہوگی

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 114

تمام لوگوں میں حتمی و قطعی ہے البتہ کسی خاص شخص کا نام لے کر جس نے اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین اختیار کیا ہو اس کو کافر ہی کہا جائے گا۔ مگر یہ کہنا کہ اس شخص کو اللہ عذاب نہیں کرے گا جب تک قیام حجت نہ ہو تو ایسی بات اللہ کے علم و حکمت کے حوالے کرنی چاہیے اس لیے کہ اس کا تعلق ثواب و عذاب سے ہے جبکہ ہم صرف دنیا میں ظاہری احکام کے بارے میں ہی بات کر سکتے ہیں۔

(عقیدۃ الموحدين: حکم تکفیر المعین: ۱۸۴)

محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کے بیٹے حسین اور عبد اللہ رحمہما اللہ فرماتے ہیں: جو شخص اسلام کی دعوت دینے سے قبل مر گیا اور وہ مشرک تھا اگر وہ شرک کے عمل کو جانتا تھا اور جان بوجھ کر اس نے شرک کو اپنایا تھا اور اسی حالت میں مر گیا تو یہ شخص حالت کفر میں مرا اس کے لیے دعائیں کی جائے گی اس کے لیے قربانی یا صدقہ نہیں کیا جاسکتا جبکہ آخرت کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اگر اس پر زندگی میں حجت قائم ہوگی

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 113

”اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو کبھی جہنم کے عذاب میں نہ ہوتے۔“

یہاں سننے سے مراد ہے سمجھ کا سننا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

﴿وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ﴾

”اگر اللہ ان میں کوئی خوبی دیکھتا تو انہیں سنوا دیتا۔“

یعنی سمجھا دیتا یہاں بھی سنوانے سے مراد سمجھنا ہے ورنہ آواز تو وہ سن ہی رہے تھے سننے سے ان پر

اللہ کی حجت قائم ہوگئی۔ (مفتاح دار السعادة: ۱/۸۱۔ ۱۰۵)

عبد اللہ و امیر اہم رحمہما اللہ فرماتے ہیں: مشرکین کا دفاع کرنے والے دلیل کے طور پر شیخ محمدی رائے پیش کرتے ہیں کہ وہ قبے وغیرہ کے مجاوروں کو کافر کہتے ہیں اور بت پرست کو کافر نہیں کہتے جب

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 113

”اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو کبھی جہنم کے عذاب میں نہ ہوتے۔“

یہاں سننے سے مراد ہے سمجھ کا سننا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

﴿وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ﴾

”اگر اللہ ان میں کوئی خوبی دیکھتا تو انہیں سنوا دیتا۔“

یعنی سمجھا دیتا یہاں بھی سنوانے سے مراد سمجھنا ہے ورنہ آواز تو وہ سن ہی رہے تھے سننے سے ان پر

اللہ کی حجت قائم ہوگئی۔ (مفتاح دار السعادة: ۱/۸۱۔ ۱۰۵)

عبد اللہ و امیر اہم رحمہما اللہ فرماتے ہیں: مشرکین کا دفاع کرنے والے دلیل کے طور پر شیخ محمدی رائے پیش کرتے ہیں کہ وہ قبے وغیرہ کے مجاوروں کو کافر کہتے ہیں اور بت پرست کو کافر نہیں کہتے جب

مشرکین کے درمیان رہنا جائز ہے یا نہیں؟

شیخ اسحاق بن عبد الرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو لوگ حالات کے مطابق رہنے کو جائز قرار دیتے ہیں ان کے خیال میں دین کے اظہار کا مطلب ہے صرف بدنی اعمال (حالانکہ ائمہ نے حالات کے مطابق خود کو ڈھالنے کی بات نہیں کی ہے) اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ دین کے اظہار کا مطلب بدنی اعمال بجالانا ہے تو پھر ان میں تو حید اور اس کے تعلقات بھی شامل ہونی چاہئیں اس لیے کہ تو حید نماز کی نسبت زیادہ اہم ہے اختلافات اس کی وجہ سے زیادہ ہیں دین کے اظہار کا مطلب ہے کہ عقیدے کا اظہار اور اس کی مخالفت سے برأت کا اظہار جو لوگ بدنی عبادات کی اجازت کو مشرکین کے علاقے میں رہنے کا جواز سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مشرکین کے ہاں رہنے کی جواز کی وجہ ہے عبادت سے منع نہ کرنا اگر یہ علت مان لی جائے تو پھر شریعت کے تمام نصوص بے فائدہ ہو جاتے ہیں اس لیے کہ اکثر ممالک میں عبادات سے کسی کو روکا نہیں جاتا لہذا جواز کے قائلین کا دعویٰ غلط اور ان کی سمجھ بے کار ہے۔

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص شرک چھوڑ دے اور تو حید کو اپنالے اس کا اسلام اس وقت تک صحیح نہیں ہوگا جب تک وہ مشرکین سے دشمنی نہ رکھے بلکہ ان سے دشمنی اور عداوت کا اظہار نہ کرے شیخ کی اس بات کی وضاحت مد نظر رکھنا چاہیے کہ کسی کا اسلام اس وقت تک صحیح نہیں ہوگا جب تک مشرکین سے نفرت و عداوت کا اظہار نہ کرے اب اگر کوئی شخص مشرکین کے درمیان رہتا ہے یا رہنے کو جائز کہتا ہے تو مشرکین کی نفرت و دشمنی کہاں ہے؟ شیخ رحمہ اللہ کی رائے کی تائید میں کتاب و سنت کے بے شمار دلائل ہیں متاخرین علماء نے اس شخص کو شرک کے ملک کی طرف سفر کرنا جائز قرار دیا ہے جو اپنے دین کا اظہار کر سکتا ہو اصل مسئلہ ہی دین کے اظہار کا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان دشمنی اس وقت شدید ہوئی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دین سے نفرت کا اظہار کیا تھا۔ ان کی آراء کو روک دیا تھا ان کے معبودوں کی عاجزی اور بطلان ثابت کیا تھا لہذا شیخ

شاید اس فتویٰ میں کوئی مانع ہو جیسے کہ جہالت اور نص کی مخالفت سے لاعلمی یا دلیل کی دلالت سے ناواقفیت اس لیے کہ شریعت کے احکام اس وقت لاگو ہوتے ہیں جب وہ کسی کو پہنچ جائیں۔

(الدر السنی: ۱۰/۴۳۶، ۴۳۷)

شیخ اسحاق بن عبد الرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: شیخ عبد اللطیف رحمہ اللہ کی اس بارے میں رائے مشہور ہے انہوں نے اس سے متعلق کچھ کہا ہے جس میں سے ہم کچھ کا تذکرہ کرتے ہیں۔

شیخ عبد اللطیف رحمہ اللہ قبہ کی پرستش کرنے والے کے بارے میں توقف کرتے ہیں اس کی وجہ ہم بیان کرتے ہیں۔ کہ ان کے مخالفین ان پر مسلمانوں کو کافر قرار دینے کا الزام لگاتے تھے اس لیے شیخ رحمہ اللہ کے حمایتیوں نے اس واقعہ کو ان کے دفاع کے لئے ذکر کیا ورنہ یہ دعویٰ قرآن و سنت کی رو سے صحیح نہیں ہے دلیل کا محتاج ہے تعصب سے بالاتر ہو کر دیکھا جائے تو شیخ عبد اللطیف رحمہ اللہ کی تمام کتب سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تکفیر معین کے قائل تھے اس میں کسی قسم کا توقف نہیں کرتے تھے۔

(عقیدۃ السوحدین: حکم تکفیر المعین: ۱۷۹)

شیخ سلیمان بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے شرح اثو حید میں لکھا ہے جس نے کلمہ تو حید کا اقرار کیا، نماز پر بھی، زکوٰۃ دی مگر اپنے افعال سے اس اقرار کی مخالفت کی وہ اس طرح کہ اولیاء و صالحین کو مدد کے لئے پکارتا رہا ان کے لئے ذبح کرتا رہا تو یہ یہود و نصاریٰ کی طرح ہے کہ کلمہ تو حید کا زبان سے اقرار کیا اور عمل سے اس کی مخالفت کرتے تھے اسی وجہ سے لوگوں نے کہا ہے کہ مشرک وہ ہے جو یہود و نصاریٰ کی طرح کلمہ کا اقرار کرتا ہے اور عملاً اس کی مخالفت کرتا ہے اگر کسی نے مشرک کی تعریف وہی کر لی جو یہود و نصاریٰ کی کی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں مگر وضاحت کے بعد کسی کو کافر کہا جائے گا یہ واضح ترین بات ہے جو کسی سے مخفی نہیں۔ (عقیدۃ السوحدین: حکم تکفیر المعین: ۱۷۸)

نفرت و برأت کا اعلان، خلاصہ کلام یہ ہے کہ دین کا اظہار صرف اس کو کہا جائے گا جب وہ ان لوگوں سے برأت کا اعلان کر دے جن کے ساتھ وہ رہتا ہے اور وہ لوگ کسی قسم کے کفر میں مبتلا ہیں اس کفر سے بھی عداوت و نفرت کا اظہار کر دے اور اگر خود کسی قسم کے کفر میں مبتلا ہو تو اس کفریہ عمل سے برأت کا اعلان کر دے جس کی وجہ سے وہ کفر میں ملوث ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشرکین مکہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہتے تھے کہ اس نے ہمارے دین کو غلط کہا ہے اور ہمارے معبودوں کی مذمت کی ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي فَلَا أَعْبُدُ إِلَٰهِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّكُمُ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ O وَأَنْ أَقِمَّ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ O وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ مِنَ الظَّالِمِينَ (یونس: ۱۰۲، ۱۰۶)

”اے لوگو! اگر تم کو میرے لائے ہوئے دین کے بارے میں شک ہے تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو البتہ میں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہیں موت دیتا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مؤمنوں میں سے ہو جاؤں اور یہ کہ اپنا چہرہ (ذات) دین کے لئے قائم رکھو سیدھا رکھو یکطرفہ ہو کر اور مشرکین میں سے مت بنو۔ اللہ کے علاوہ اس کو مت پکارو جو نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ اس وقت ظالموں میں سے ہوں گے۔“

اللہ نے اس آیت میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ یَا أَيُّهَا النَّاسُ کہہ کر تمام لوگوں کو مخاطب کر کے کہیں اگر تمہیں اس دین میں شک ہے جس پر میں قائم ہوں تو میں تمہارے دین سے برأت کا اظہار کرتا ہوں اس لیے کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں مؤمنوں میں سے رہوں جو

رحمہ اللہ کی اس بات میں غور کرنا چاہیے جب وہ کہتے ہیں کہ دشمنی کے واضح اظہار کے بغیر کسی کا دین صحیح قرار نہیں دیا جاسکتا یعنی اسلام ہی ناقض ہے ایسے اسلام کا حامل وعید کا مستحق ہے شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس رائے کی تائید میں دلائل بھی بہت سارے ہیں یعنی عقیدے کے اظہار کے وجوب کے دلائل اگر اظہار عداوت اہم نہ ہو تو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والا تو مشرکین سے دشمنی رکھتا ہی ہے مگر دشمنی رکھنے اور دشمنی کے اظہار میں فرق ہے۔ (الدر السنیہ: ۱۶۸/۱۶۹، ۴۱۴)

شیخ حمد بن عتیق رحمہ اللہ کہتے ہیں: بہت سے لوگوں کو جب کلمہ توحید زبان سے ادا کرنے، نماز پڑھنے کی اجازت ہوتی ہے انہیں مساجد جانے سے نہیں روکا جاتا تو وہ سمجھتے ہیں کہ دین کا اظہار ہو گیا اگرچہ مشرکین کے درمیان رہتے ہوں یا مدین کی آبادی میں حالانکہ اس طرح سمجھنا بہت ہی غلط ہے ایسی رائے رکھنا بڑی غلطی اور بھول ہے یا درکھنا چاہیے کہ کفر کی متعدد اقسام ہیں اور کافر کر دینے والے امور کی بھی کئی قسمیں ہیں جن میں چند قسمیں ذکر ہو چکی ہیں۔ کفر کی جماعتوں اور گروہوں میں سے ہر گروہ کے ہاں کفر کی ان اقسام میں سے کوئی نہ کوئی قسم مشہور ہوتی ہے۔ کوئی بھی شخص اس وقت تک مسلمان دین کو ظاہر کرنے والا نہیں ہو سکتا جب تک وہ کفر کی اس قسم کی مخالفت نہ کرے جو ان کے ہاں مشہور ہے اور جب تک اس کفر سے برأت کا اور دشمنی کا اظہار نہ کرے مثلاً اگر کسی شخص کا کفر یہ ہے کہ وہ شرک کرتا ہے تو اس کے سامنے دین کے اظہار کا طریقہ یہ ہوگا کہ شرک سے برأت کا اعلان کر دیا جائے اور صراحت سے توحید کا اقرار کر لیا جائے جس شخص کا کفر یہ ہو کہ وہ رسالت کا انکار کرتا ہے تو اس کے سامنے دین کے اظہار کا طریقہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت، دعوت اور اتباع کا واضح اعلان و اظہار کر دیا جائے جس شخص کا کفر یہ ہو کہ وہ نماز چھوڑتا ہو تو اس کے سامنے دین کے اظہار کا طریقہ یہ ہے کہ نماز پڑھنا اور اس کا حکم کرنا جس شخص کا کفر یہ ہو کہ وہ مشرکین سے دوستی کرتا ہو ان کا کہنا مانتا ہو تو اس کے سامنے دین کے اظہار کا طریقہ یہ ہے کہ اس سے دشمنی کا اعلان اس سے اور تمام مشرکین سے

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 120

پر غور کرو اور علماء کھلانے والوں کو بھی دیکھ لو کہ مشرکین کے ملکوں میں جاتے ہیں وہاں لمبا عرصہ ٹھہرتے ہیں علم حاصل کرتے ہیں ان مشرکین کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اور جب ان میں سے کوئی واپس مسلمانوں میں جاتا ہے اور اس سے کہا جائے کہ اپنے اس عمل سے توبہ کر لو جو تم نے کیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ کیا میں علم حاصل کرنے سے توبہ کر لوں؟ پھر اپنے اقوال و افعال سے ثابت کرتا ہے کہ اس کا عقیدہ خراب ہو چکا ہے مگر اس پر تعجب اور حیرت کی کوئی ضرورت اس لیے نہیں کہ مشرکین سے میل ملاپ نے اسے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بنادیا ہے لہذا اس نافرمانی کی پاداش میں اس کا عقیدہ خراب ہو چکا ہے تعجب اور حیرت تو ان موحدین اور دینداروں پر ہوتی ہے جو مشرکین اور موحدین میں اتفاق اور اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے اپنی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی دونوں میں فرق اور جدائی رکھی ہے۔ (غفیرۃ الموحدين: حکم تکفیر المعین: ۱۷۲)

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 120

پر غور کرو اور علماء کھلانے والوں کو بھی دیکھ لو کہ مشرکین کے ملکوں میں جاتے ہیں وہاں لمبا عرصہ ٹھہرتے ہیں علم حاصل کرتے ہیں ان مشرکین کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اور جب ان میں سے کوئی واپس مسلمانوں میں جاتا ہے اور اس سے کہا جائے کہ اپنے اس عمل سے توبہ کر لو جو تم نے کیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ کیا میں علم حاصل کرنے سے توبہ کر لوں؟ پھر اپنے اقوال و افعال سے ثابت کرتا ہے کہ اس کا عقیدہ خراب ہو چکا ہے مگر اس پر تعجب اور حیرت کی کوئی ضرورت اس لیے نہیں کہ مشرکین سے میل ملاپ نے اسے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بنادیا ہے لہذا اس نافرمانی کی پاداش میں اس کا عقیدہ خراب ہو چکا ہے تعجب اور حیرت تو ان موحدین اور دینداروں پر ہوتی ہے جو مشرکین اور موحدین میں اتفاق اور اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے اپنی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 119

تمہارے دشمن ہیں۔ اور مجھے اللہ نے مشرک سے ملنے سے منع کیا ہے۔ جو تمہارے دوست ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَا اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ ۝

(الکافرون: ۱، ۳)

”کہہ دو اے کافروں میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی عبادت تم کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں“

اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے وہ کافروں سے کہہ دیں کہ جس دین پر تم ہو میں اس سے بیزار ہوں اور جس دین پر میں ہوں اس سے تم بیزار ہو مقصد ہے کہ صراحت سے انہیں بتا دینا کہ تم کفر پر ہو اور میں تم سے دین سے بیزار ہوں۔ لہذا جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 119

تمہارے دشمن ہیں۔ اور مجھے اللہ نے مشرک سے ملنے سے منع کیا ہے۔ جو تمہارے دوست ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَا اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ ۝

(الکافرون: ۱، ۳)

”کہہ دو اے کافروں میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی عبادت تم کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں“

اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے وہ کافروں سے کہہ دیں کہ جس دین پر تم ہو میں اس سے بیزار ہوں اور جس دین پر میں ہوں اس سے تم بیزار ہو مقصد ہے کہ صراحت سے انہیں بتا دینا کہ تم کفر پر ہو اور میں تم سے دین سے بیزار ہوں۔ لہذا جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 122

”اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم لوگ مشرک ہو جاؤ گے۔“

اس قسم کے شرک میں بہت سے وہ لوگ مبتلا ہیں جو بلا دلیل تقلید کر رہے ہیں۔ (فتح المجدد: ۳۹۱)
شیخ عبد اللہ بن ابوبطین رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب انسان کے سامنے حق واضح ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس بات سے نہ ڈرے کہ اس کی حمایت کرنے والے کم ہیں اور مخالفین زیادہ خاص کر اس دور میں، اگر کوئی جاہل شخص یہ کہے کہ یہ بات تو فلاں نے نہیں کہی تو یہ کفار والی باتیں ہیں جو کہتے تھے۔

لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَا إِلَيْهِ (الاحقاف: ۱۱)

”اگر یہ (شریعت) بہتر چیز ہوتی تو یہ لوگ ہم سے آگے نہ بڑھتے۔“

دوسری جگہ ہے۔

أَهْوَأَ لَّاهٍ مِّنَ اللَّهِ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا (العام: ۵۳)

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 122

”اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم لوگ مشرک ہو جاؤ گے۔“

اس قسم کے شرک میں بہت سے وہ لوگ مبتلا ہیں جو بلا دلیل تقلید کر رہے ہیں۔ (فتح المجدد: ۳۹۱)
شیخ عبد اللہ بن ابوبطین رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب انسان کے سامنے حق واضح ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس بات سے نہ ڈرے کہ اس کی حمایت کرنے والے کم ہیں اور مخالفین زیادہ خاص کر اس دور میں، اگر کوئی جاہل شخص یہ کہے کہ یہ بات تو فلاں نے نہیں کہی تو یہ کفار والی باتیں ہیں جو کہتے تھے۔

لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَا إِلَيْهِ (الاحقاف: ۱۱)

”اگر یہ (شریعت) بہتر چیز ہوتی تو یہ لوگ ہم سے آگے نہ بڑھتے۔“

دوسری جگہ ہے۔

أَهْوَأَ لَّاهٍ مِّنَ اللَّهِ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا (العام: ۵۳)

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 121

(اس کے منافی ہیں) (یعنی اگر کوئی شخص کسی عمل کی بنا پر گمراہیا مرتد ہوا ہے تو واضح ہوتا ہے کہ اس کا وہ عمل شرعی حکم کے منافی تھا)۔ (عقیدۃ الموحدين: حکم تکفیر المعین: ۱۷۶)

بعض ہم عصروں کی غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ

پہلا اعتراض

ان لوگوں کا شبہ جو لوگوں کے قول سے دلیل لیتے ہیں اور شرعی دلیل ترک کر دیتے ہیں۔ ایسے شخص کو شیخ عبد الرحمن بن حسن آل شیخ رحمہ اللہ نے شرک فی الاطاعت کرنے والوں میں شمار کیا ہے یعنی شرک اکبر کرنے والوں میں شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ جب مکلف کو کتاب و سنت کی دلیل مل جائے اور اس کا معنی وہ سمجھ جائے تو اس پر واجب ہے کہ اس دلیل پر عمل کرے۔ اگرچہ اس دلیل پر عمل

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 121

(اس کے منافی ہیں) (یعنی اگر کوئی شخص کسی عمل کی بنا پر گمراہیا مرتد ہوا ہے تو واضح ہوتا ہے کہ اس کا وہ عمل شرعی حکم کے منافی تھا)۔ (عقیدۃ الموحدين: حکم تکفیر المعین: ۱۷۶)

بعض ہم عصروں کی غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ

پہلا اعتراض

ان لوگوں کا شبہ جو لوگوں کے قول سے دلیل لیتے ہیں اور شرعی دلیل ترک کر دیتے ہیں۔ ایسے شخص کو شیخ عبد الرحمن بن حسن آل شیخ رحمہ اللہ نے شرک فی الاطاعت کرنے والوں میں شمار کیا ہے یعنی شرک اکبر کرنے والوں میں شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ جب مکلف کو کتاب و سنت کی دلیل مل جائے اور اس کا معنی وہ سمجھ جائے تو اس پر واجب ہے کہ اس دلیل پر عمل کرے۔ اگرچہ اس دلیل پر عمل

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 124

یہ ہو کہ میں اس کے سوا سب کچھ چھوڑتا ہوں۔ لیکن مشرکین سے اعراض نہیں کرتا اور نہ ان کے بارے میں کچھ کہتا ہوں پھر یہ گمان نہیں کرنا کہ میں اس کے ذریعے جنت میں داخل ہو جاؤں گے۔ بلکہ ضروری ہے کہ آپ ان سے بغض اور عداوت کا اظہار کریں اور جو ان کو پسند کرتے ہیں ان سے بھی دشمنی اور عداوت کا اظہار کریں ان کو برا بھلا کہیں اور ان سے دشمنی رکھیں۔

جیسے کہ تمہارے باپ امیر ایم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے کہا تھا۔

إِنَّا بَرَاءٌ وَأَمْنُكُمْ وَمِمَّا تَعْبَلُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَلَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ
الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدِّهِ (الممتحنة: ۴)

”کہ ہم تم سے اور جس چیز کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو ان سے بری ہیں ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان بغض اور عداوت ہمیشہ کے لئے ظاہر

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 124

یہ ہو کہ میں اس کے سوا سب کچھ چھوڑتا ہوں۔ لیکن مشرکین سے اعراض نہیں کرتا اور نہ ان کے بارے میں کچھ کہتا ہوں پھر یہ گمان نہیں کرنا کہ میں اس کے ذریعے جنت میں داخل ہو جاؤں گے۔ بلکہ ضروری ہے کہ آپ ان سے بغض اور عداوت کا اظہار کریں اور جو ان کو پسند کرتے ہیں ان سے بھی دشمنی اور عداوت کا اظہار کریں ان کو برا بھلا کہیں اور ان سے دشمنی رکھیں۔

جیسے کہ تمہارے باپ امیر ایم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے کہا تھا۔

إِنَّا بَرَاءٌ وَأَمْنُكُمْ وَمِمَّا تَعْبَلُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَلَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ
الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدِّهِ (الممتحنة: ۴)

”کہ ہم تم سے اور جس چیز کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو ان سے بری ہیں ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان بغض اور عداوت ہمیشہ کے لئے ظاہر

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 123

مجھ سے اللہ ان کے بارے میں سوال کرے گا شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ سے ڈر جاؤ اور اپنے دین کے اول اور آخر اور اس کے بنیادوں کو مضبوطی سے پکڑو اور وہ دین یہ ہے شہادۃ ان لا الہ الا اللہ یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ معبود برحق صرف اللہ ہے اس کے معنی کو سمجھو اور اس کلمے والوں سے محبت کرو ان کو اپنا بھائی سمجھو اگرچہ وہ دوری کیوں نہ ہو اور طاغوت کا انکار کرو ان سے دشمنی کرو اور جو ان طاغوت سے محبت کرتے ہیں ان پر بھی غصے کا اظہار کرو اور جو ان کے طرف سے لڑتا ہے ان کو کافر نہیں سمجھتا اور وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے ان کا مکلف نہیں بنایا تو ایسا شخص اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے حالانکہ اس کو اللہ نے مکلف بنایا ہے اور طاغوت سے انکار اور ان سے برأت کا اظہار اس پر فرض کر دیا ہے اگرچہ وہ (طاغوت) اس کے بھائی یا اولاد ہی کیوں نہ ہو اللہ سے ڈر جاؤ اور اپنی دین کو مضبوطی سے پکڑو تا کہ تم اپنے رب سے ایسے حال میں ملو کہ تم نے اس سے شرک نہ کیا ہو اے اللہ ہمیں

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 123

مجھ سے اللہ ان کے بارے میں سوال کرے گا شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ سے ڈر جاؤ اور اپنے دین کے اول اور آخر اور اس کے بنیادوں کو مضبوطی سے پکڑو اور وہ دین یہ ہے شہادۃ ان لا الہ الا اللہ یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ معبود برحق صرف اللہ ہے اس کے معنی کو سمجھو اور اس کلمے والوں سے محبت کرو ان کو اپنا بھائی سمجھو اگرچہ وہ دوری کیوں نہ ہو اور طاغوت کا انکار کرو ان سے دشمنی کرو اور جو ان طاغوت سے محبت کرتے ہیں ان پر بھی غصے کا اظہار کرو اور جو ان کے طرف سے لڑتا ہے ان کو کافر نہیں سمجھتا اور وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے ان کا مکلف نہیں بنایا تو ایسا شخص اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے حالانکہ اس کو اللہ نے مکلف بنایا ہے اور طاغوت سے انکار اور ان سے برأت کا اظہار اس پر فرض کر دیا ہے اگرچہ وہ (طاغوت) اس کے بھائی یا اولاد ہی کیوں نہ ہو اللہ سے ڈر جاؤ اور اپنی دین کو مضبوطی سے پکڑو تا کہ تم اپنے رب سے ایسے حال میں ملو کہ تم نے اس سے شرک نہ کیا ہو اے اللہ ہمیں

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 126

کورواہیت کیا ہے عبدالرزاق نے اپنے تفسیر میں معمر بن ابی طاؤس عن ابیہ وہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیات کے بارے میں پوچھا گیا (وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ) جو قرآن کے مطابق فیصلے نہیں کرتے یہی لوگ کافر ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا (ہی کفر) کہ یہ کفر ہے اور یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے کہ یہ آیت اس بات پر مطلق ہے کہ (الکفر) سے مراد سب سے بڑا کفر ہے۔ تو ایسے شخص کو کیسے مسلمان کہہ سکتے ہیں جو کہ شریعت سے کنارہ کشی اختیار کرے اور یہود و نصاریٰ وغیرہ کی آراء کا پابند ہو۔ یہ بات نہ صرف یہ کہ دین میں تبدیلی کا سبب بنتی ہے بلکہ ایک صاف ستھری دین سے اعراض کرنے کا بھی سبب بنتی ہے تو یہ اپنی جگہ ایک مستقل کفر ہے۔

اور جو قول ابن جریر رحمہ اللہ نے اپنے تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 126

کورواہیت کیا ہے عبدالرزاق نے اپنے تفسیر میں معمر بن ابی طاؤس عن ابیہ وہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیات کے بارے میں پوچھا گیا (وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ) جو قرآن کے مطابق فیصلے نہیں کرتے یہی لوگ کافر ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا (ہی کفر) کہ یہ کفر ہے اور یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے کہ یہ آیت اس بات پر مطلق ہے کہ (الکفر) سے مراد سب سے بڑا کفر ہے۔ تو ایسے شخص کو کیسے مسلمان کہہ سکتے ہیں جو کہ شریعت سے کنارہ کشی اختیار کرے اور یہود و نصاریٰ وغیرہ کی آراء کا پابند ہو۔ یہ بات نہ صرف یہ کہ دین میں تبدیلی کا سبب بنتی ہے بلکہ ایک صاف ستھری دین سے اعراض کرنے کا بھی سبب بنتی ہے تو یہ اپنی جگہ ایک مستقل کفر ہے۔

اور جو قول ابن جریر رحمہ اللہ نے اپنے تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 125

اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرتا ہوں اور حق پر بھی ہوں لیکن میں لات، عزی، ابو جہل اور دیگر معبودانِ باطلہ سے اعراض نہیں کرتا اور نہ ہی یہ میری ذمہ داری ہے تو ایسا شخص صحیح مسلمان نہیں ہو سکتا۔ (الدر المنثور: ۱۰۹/۲)

تیسرا اعتراض

جو لوگ عذر پیش کرتے ہیں قانون ساز طاغوتوں سے حدیث کفر و ن کفر اور قرآن کی آیت۔
وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (المائدہ: ۴۴) کے بل بوتے پر۔
مسلمان علوان اپنے کتاب (البيان بشرح نوافض الاسلام) میں اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ اقتضاء میں لکھتے ہیں (۲۸/۱) کہ الف لام کے ساتھ ”الکفر“ اور بغیر الف لام ”کفر“ میں فرق ہے الف لام کے ساتھ حدیث مستعمل ہے۔

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 125

اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرتا ہوں اور حق پر بھی ہوں لیکن میں لات، عزی، ابو جہل اور دیگر معبودانِ باطلہ سے اعراض نہیں کرتا اور نہ ہی یہ میری ذمہ داری ہے تو ایسا شخص صحیح مسلمان نہیں ہو سکتا۔ (الدر المنثور: ۱۰۹/۲)

تیسرا اعتراض

جو لوگ عذر پیش کرتے ہیں قانون ساز طاغوتوں سے حدیث کفر و ن کفر اور قرآن کی آیت۔
وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (المائدہ: ۴۴) کے بل بوتے پر۔
مسلمان علوان اپنے کتاب (البيان بشرح نوافض الاسلام) میں اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ اقتضاء میں لکھتے ہیں (۲۸/۱) کہ الف لام کے ساتھ ”الکفر“ اور بغیر الف لام ”کفر“ میں فرق ہے الف لام کے ساتھ حدیث مستعمل ہے۔

چوتھا اعتراض

جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک اس کے زمرے میں آگیا سرکاری ملا اس حدیث کو عوام الناس کے سامنے بڑا چڑھا کر بیان کرتے ہیں یہاں تک کہ اکثر طالب علم اس بات کا اقرار کرنے لگے کہ جس نے مسلمان کو کافر کہا وہ کافر ہے حالانکہ یہ قول باطل ہے اکثر طالب علم طاغوت کو کافر کہنے سے ڈرتے ہیں طاغوت پر ظالم کا لیبیل لگانے سے بھی ڈرتے ہیں اور یہ بات کئی سارے وجوہ سے قابل غور ہے۔

① عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ کو کافر قرار دیا کیونکہ اس نے بڑا جرم کیا تھا کفر نہیں کیا تھا اس بات کی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے اس کو مومن کہہ کر پکارا جیسے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا عَدُوِّي وَعَدُوُّكُمْ أَوْلِيَاءَ (الممتحنة: ۱)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کا ارادہ کیا تو حاطب رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش قدمی کا لکھا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا (دعنی اضرب عنق هذا المنافق) مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند نہیں کیا اور نہ ہی اس بات پر غصہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے اہل بدر کو جھانک کر دیکھا اور کہا جو تم چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا ہے پورا واقعہ بخاری میں موجود ہے اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ نہیں کہا کہ عمر کافر ہو مسلمانوں کو کافر کہتے ہوں یا تو خوارج میں سے ہے جس طرح کے آج کل سرکاری مولوی اہل توحید کو کہتے ہیں اس واقعہ پر امام بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے اپنی کتاب صحیح البخاری میں (باب من لم يرى الكافر من قال ذلك متأولاً او جاهلاً) جو لوگ اس شخص کو کافر نہیں سمجھتے جو تاویل یا لاعلمی کی بنا پر ایسا کہتا ہے۔

حاطب رضی اللہ عنہ کے قصے سے کیا سبق حاصل ہوتا ہے؟ اس بارے میں امام ابن قیم رحمہ

اللہ فرماتے ہیں۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص لاعلمی یا تاویل کی بنا پر کسی مسلمان کو کافر یا منافق کہے اور یہ بات وہ صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کہے اپنا کوئی فائدہ یا ذاتی غرض اس میں شامل نہ ہو تو ایسا کہنے والے کو کافر نہیں کہا جائے گا بلکہ گناہ گار بھی نہیں کہا جاسکتا البتہ اس کی اچھی نیت اور ارادے کا اسے ثواب ملے گا اس کے برعکس بدعتی اور خواہشات کی پیروی کرنے والے کو جو کہ اپنی خواہشات اور بدعات کی مخالفت کرنے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ لوگ خود اس بات کے زیادہ لائق ہیں کہ انہیں کافر و بدعتی کہا جائے۔ (زاد المعاد: ۳/۲۷۶)

② بخاری شریف میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے حدیث مروی ہے کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے پھر اپنی قوم کو جا کر نماز پڑھاتے تھے ایک دن انہوں نے نماز میں سورۃ بقرہ پڑھی تو ایک شخص جماعت سے علیحدہ ہو گیا اور بالکل نماز پڑھ کر چلا گیا سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو جب پتہ چلا تو انہوں نے کہا کہ وہ منافق ہے۔

پھر اس آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو اس آدمی کے منافق کہنے کے متعلق کچھ نہیں کہا بلکہ لمبی نماز پڑھانے پر سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو ٹوکا اور کہا۔ اے معاذ تم لوگوں کو نماز سے متنفر کرنا چاہتے ہو تین مرتبہ کہا۔ پھر فرمایا: تم نماز میں سورۃ الشمس اور سورۃ الاعلیٰ وغیرہ کی تلاوت کیا کرو

③ اسی طرح واقعہ افک کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے درمیان جو جھگڑا ہوا تھا یہ حدیث بھی بخاری شریف میں موجود ہے۔

بخاری شریف میں سورۃ النور کی تفسیر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور فرمایا اے مسلمانو! اس آدمی سے کون میرا دفاع کرے گا جس نے میرے گھر والوں کے متعلق مجھے تکلیف میں مبتلا کیا ہے؟ میں تو اپنے گھر والوں کے متعلق اچھا گمان رکھتا ہوں اور

سے استدلال کر کے ایسے شخص کو کافر ثابت کیا ہے تو ان کی بات کمزور اور مردود ہے۔ (مزید تفصیلات کے لئے شیخ عبد اللہ ابو بطن رحمہ اللہ کی کتاب دیکھئے۔) (مجموعہ الرسائل والمسائل المنحدیہ: ۵/۱۱۰)

شیخ عبد اللطیف بن عبد الرحمن رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے غلط دلیل کی بنیاد پر مصلحین امت میں سے کسی کو کافر قرار دے دیا ہے اور وہ شخص دلیل دینے کی اہلیت رکھتا ہو تو ایسا آدمی گناہ گار نہیں ہوگا کیونکہ اس نے اجتہاد کیا ہے (اور مجتہد کو غلطی پر بھی اجر ملتا ہے) جیسے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو منافق قرار دے دیا اور اس کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ) کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جھانک کر کہا تم جو چاہو کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ان کو منافق قرار دینے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر کا تعاقب نہیں کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَبَنَّا لَا تَوَاحِلَمْنَا اِنْ نَسِينَا اَوْ اَخْطَاْنَا (البقرہ: ۲۸۶)

”اے پروردگار اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو ہماری گرفت نہ کر“

اور یہ بات ثابت ہے کہ اس آیت کے نزول اور جماعت مومنین کے اس آیت کو پڑھ لینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے بخش دیا اور اگر کفر کا فتویٰ لگانے والا، کفر کے فتویٰ دینے میں کسی واضح اور قطعی دلیل کا سہارا لیتا ہے اور جس کے متعلق فتویٰ دیا جا رہا ہے وہ واضح کفر کا ارتکاب کرے مثلاً اللہ کے ساتھ شرک کرے اور عبادت کسی غیر کی کرے، اور اللہ و رسول اور احکامات خداوندی کا مذاق اڑائے یا احکامات الہی کو جھٹلائے یا اللہ تعالیٰ کے مازل کردہ دین اور شریعت سے نفرت کا اظہار کرے یا اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کر دے تو ایسے شخص پر کفر کا فتویٰ لگانے والا اجر و ثواب کا مستحق اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطیع فرمانبردار ہے۔ (المدر السنہ: ۱۲/۲۶۰، ۲۶۱)

ان منافقین نے الزام بھی اس آدمی پر لگایا ہے جس کے بارے میں میر احسن ظن ہے اور وہ شخص میرے گھر پر میرے بغیر کبھی نہیں آتا سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کروں گا اگر اس کا قبیلہ اس سے تو میں اس کا کام تمام کر دوں گا اور اگر اس کا تعلق ہمارے قبیلہ خزرج سے ہے تو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں ہم وہی کریں گے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں قبیلہ خزرج کا سردار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا اور وہ اس سے پہلے بہت اچھا آدمی تھا لیکن قومی غیرت نے ان کو برا بیچنے کیا، انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا تم جھوٹے ہو، اللہ کی قسم تم نہ اس کو قتل کرو گے اور نہ قتل کرنے کی طاقت رکھتے ہو۔

پھر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ (جو کہ سعد کے چچا زاد بھائی تھے) کھڑے ہوئے اور انہوں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ جھوٹے تو تم ہو اللہ کی قسم اس آدمی کو انجام تک پہنچائیں گے تم منافق ہو کیوں کہ تم منافقین کی طرف داری کر رہے ہو۔..... الخ

اس حدیث میں دیکھئے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو منافق کہا اور سعد بن عبادہ عبد اللہ بن سلول منافق کا دفاع کر رہا تھا۔ اور سعد رضی اللہ عنہ تو بڑا مشہور و معروف صحابی ہیں۔ اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو تکفیری اور خارجی جیسے القاب سے نہیں نوازا جس طرح ہمارے دور کے سرکاری ملا اپنی طاغوتی حکومت کو قائم رکھنے کے لئے ان کے خلاف بولنے والوں کو تکفیری اور خارجی کہتے ہیں۔

مثلاً محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے جب توحید کی آواز بلند کی اور طاغوت سے دشمنی مول لی تو درباری ملاؤں نے ان کو تکفیری اور خارجی کہا (اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت پالینے کے بعد گمراہ ہونے سے بچالے) جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے جس میں کہا گیا ہے، اگر کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان کو کافر کہا تو وہ خود کافر ہو جائے گا۔ تو اس کا مطلب ہے کہ وہ گناہ گار ہوگا۔ اور جن لوگوں نے اس حدیث

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 132

صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحت کی خاطر کوئی بھی غلط کام نہیں کیا۔

پہلی دلیل: سیرۃ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ قریش نے ایک مرتبہ عتبہ کو اس بات پر مذاکرات کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے معبودانِ باطلہ کے خلاف برا بھلا کہنے سے باز رہیں عتبہ نے آکر کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری اجتماعیت کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکومت، زر، زن، زمین میں سے جس چیز کی بھی ضرورت ہوگی وہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ باتیں سن کر سورۃ فصلت کی ابتدائی آیات کی تلاوت فرمائی۔ (فتح القدیر ۴/۴۰۰، دل احیاء المثلث العربی ولین کثیر ۴/۱۱۴)

اگرچہ اس میں کوئی کفر والی بات تو نہیں تھی لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحت کے نام پر کوئی ایسی پیش کش کو قبول نہیں کیا۔ انہوں نے تو صرف اسی بات کا مطالبہ کیا تھا کہ آپ صلی

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 132

صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحت کی خاطر کوئی بھی غلط کام نہیں کیا۔

پہلی دلیل: سیرۃ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ قریش نے ایک مرتبہ عتبہ کو اس بات پر مذاکرات کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے معبودانِ باطلہ کے خلاف برا بھلا کہنے سے باز رہیں عتبہ نے آکر کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری اجتماعیت کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکومت، زر، زن، زمین میں سے جس چیز کی بھی ضرورت ہوگی وہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ باتیں سن کر سورۃ فصلت کی ابتدائی آیات کی تلاوت فرمائی۔ (فتح القدیر ۴/۴۰۰، دل احیاء المثلث العربی ولین کثیر ۴/۱۱۴)

اگرچہ اس میں کوئی کفر والی بات تو نہیں تھی لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحت کے نام پر کوئی ایسی پیش کش کو قبول نہیں کیا۔ انہوں نے تو صرف اسی بات کا مطالبہ کیا تھا کہ آپ صلی

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 131

شیخ عبد اللہ بن ابی بطلین رحمہ اللہ سے اس روایت کے متعلق پوچھا گیا جس میں کہا گیا ہے کہ جس نے کسی مسلمان کو کافر کہا تو وہ خود کہنے والا کافر ہو گیا۔ تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا۔ جہاں تک ہماری معلومات ہیں یہ روایت ان الفاظوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے بلکہ معروف حدیث وہی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے کسی دوسرے (مسلمان) بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے کوئی ایک کفر کا مرتکب ہوا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص تاویل کرتے ہوئے کسی انسان کو کافر، منافق یا فاسق کہے تو وہ غضب الہی کا مستحق ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے امید رکھی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا (لیکن سرکاری ملا اس چیز سے مستثنیٰ ہیں) مثلاً سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حاطب رضی اللہ عنہ کو منافق کہا یا دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی اسی طرح کی غلطیاں سرزد ہوئیں ہیں کہ انہوں نے ایک دوسرے کو منافق کہا ہے تو اللہ تعالیٰ

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 131

شیخ عبد اللہ بن ابی بطلین رحمہ اللہ سے اس روایت کے متعلق پوچھا گیا جس میں کہا گیا ہے کہ جس نے کسی مسلمان کو کافر کہا تو وہ خود کہنے والا کافر ہو گیا۔ تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا۔ جہاں تک ہماری معلومات ہیں یہ روایت ان الفاظوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے بلکہ معروف حدیث وہی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے کسی دوسرے (مسلمان) بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے کوئی ایک کفر کا مرتکب ہوا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص تاویل کرتے ہوئے کسی انسان کو کافر، منافق یا فاسق کہے تو وہ غضب الہی کا مستحق ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے امید رکھی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا (لیکن سرکاری ملا اس چیز سے مستثنیٰ ہیں) مثلاً سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حاطب رضی اللہ عنہ کو منافق کہا یا دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی اسی طرح کی غلطیاں سرزد ہوئیں ہیں کہ انہوں نے ایک دوسرے کو منافق کہا ہے تو اللہ تعالیٰ

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 134

تیسری دلیل: سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا واقعہ بڑا مشہور ہے جب ابن مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مسئلہ پوچھنے آئے تھے اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کفار مکہ سے گفتگو فرما رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے اسلامی تعلیمات پیش کر رہے تھے جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ نہ ہو سکے۔ اس میں بھی مصلحت کا تقاضہ یہی تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے سورہ عبس کی ابتدائی آیات مازل فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو متنبہ کیا (ابن کثیر ۴/۶۰۴، طبری ۱۲/۴۴۳)

چوتھی دلیل: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ آخر زمانہ میں ظالم حکمران، بدکردار وزراء اور جھوٹے قاضی پیدا ہوں گے۔ جو شخص یہ زمانہ پالے تو اس کو چاہیے کہ وہ نہ ان لوگوں کی رہنمائی کرے نہ ان کی دیکھ بھال کرے اور نہ ہی ان کے لیے کوئی فوجی خدمت انجام دے۔

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 134

تیسری دلیل: سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا واقعہ بڑا مشہور ہے جب ابن مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مسئلہ پوچھنے آئے تھے اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کفار مکہ سے گفتگو فرما رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے اسلامی تعلیمات پیش کر رہے تھے جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ نہ ہو سکے۔ اس میں بھی مصلحت کا تقاضہ یہی تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے سورہ عبس کی ابتدائی آیات مازل فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو متنبہ کیا (ابن کثیر ۴/۶۰۴، طبری ۱۲/۴۴۳)

چوتھی دلیل: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ آخر زمانہ میں ظالم حکمران، بدکردار وزراء اور جھوٹے قاضی پیدا ہوں گے۔ جو شخص یہ زمانہ پالے تو اس کو چاہیے کہ وہ نہ ان لوگوں کی رہنمائی کرے نہ ان کی دیکھ بھال کرے اور نہ ہی ان کے لیے کوئی فوجی خدمت انجام دے۔

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 133

حَسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونُ مِنَ الظَّالِمِينَ (الانعام: ۵۲)

”اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان لوگوں کو اپنے سے دور مت کیجئے جو صبح وشام اللہ کی رضا مندی کی تلاش میں اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں ان کے حساب و کتاب سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی آپ کے حساب و کتاب سے ان کا کوئی تعلق ہے۔ اگر آپ نے ان کو اپنے پاس سے دور کر دیا تو آپ کا شمار بھی ظالمین میں سے ہوگا۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مطالبہ کو مسترد کر دیا حالانکہ اس میں بڑی مصلحت پوشیدہ تھی وہ یہ کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان غریب مسلمانوں کو ہٹا دیتے تو وہ بڑے بڑے سردار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھتے اور ان کو دین کی تبلیغ کی جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی کی وجہ سے آپ

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 133

حَسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونُ مِنَ الظَّالِمِينَ (الانعام: ۵۲)

”اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان لوگوں کو اپنے سے دور مت کیجئے جو صبح وشام اللہ کی رضا مندی کی تلاش میں اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں ان کے حساب و کتاب سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی آپ کے حساب و کتاب سے ان کا کوئی تعلق ہے۔ اگر آپ نے ان کو اپنے پاس سے دور کر دیا تو آپ کا شمار بھی ظالمین میں سے ہوگا۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مطالبہ کو مسترد کر دیا حالانکہ اس میں بڑی مصلحت پوشیدہ تھی وہ یہ کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان غریب مسلمانوں کو ہٹا دیتے تو وہ بڑے بڑے سردار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھتے اور ان کو دین کی تبلیغ کی جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی کی وجہ سے آپ

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 136

وغارت گری کا اندیشہ ہے جس کی ظاہر ہے کوئی بھی تائید نہیں کر سکتا، اسی لئے علماء اس معاملہ پر خاموش ہیں۔

ہم اس کا وہی جواب دیتے ہیں جو شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ نے دیا۔ (کہ جب آپ کو یقین ہو گیا کہ طاغوتی نظام کے مطابق فیصلے کرنا کفر ہے تو یہ بھی سمجھ لیجئے کہ قرآن میں اللہ نے فرمایا۔

وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (البقرة: ۲۱۷)

”کفر قتل سے بھی برا ہے۔“

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (البقرة: ۱۹۱)

”یعنی کفر قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔“

نتیجہ یہ نکلا کہ اگر بڑی تعداد میں لوگ قتل بھی ہو جائیں تو وہ طاغوتی حکومت قائم ہونے سے بہر حال

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 136

وغارت گری کا اندیشہ ہے جس کی ظاہر ہے کوئی بھی تائید نہیں کر سکتا، اسی لئے علماء اس معاملہ پر خاموش ہیں۔

ہم اس کا وہی جواب دیتے ہیں جو شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ نے دیا۔ (کہ جب آپ کو یقین ہو گیا کہ طاغوتی نظام کے مطابق فیصلے کرنا کفر ہے تو یہ بھی سمجھ لیجئے کہ قرآن میں اللہ نے فرمایا۔

وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (البقرة: ۲۱۷)

”کفر قتل سے بھی برا ہے۔“

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (البقرة: ۱۹۱)

”یعنی کفر قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔“

نتیجہ یہ نکلا کہ اگر بڑی تعداد میں لوگ قتل بھی ہو جائیں تو وہ طاغوتی حکومت قائم ہونے سے بہر حال

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 135

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔ حرام چیزوں سے میری امت کے لئے علاج نہیں ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے۔ (مسلم ۱۰۱۰ فی الزکاة)

ساتویں دلیل: محدثین کرام رحمہم اللہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ، اگر کوئی شخص فضائل اعمال میں حدیث گھڑے یا کسی شرعی کام پر ترغیب دلانے کے لئے حدیثیں وضع کرے تو یہ ناجائز اور حرام ہے اگرچہ اس میں اچھی مصلحت ہو یا ناجائز اس لیے ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی معصیت کا پہلو نکلتا ہے اور وہ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کا منسوب کرنا۔

چھٹا اعتراض

حامیان طاغوت کی طرف سے ایک شبہ یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ، امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا تھا، اگر

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 135

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔ حرام چیزوں سے میری امت کے لئے علاج نہیں ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے۔ (مسلم ۱۰۱۰ فی الزکاة)

ساتویں دلیل: محدثین کرام رحمہم اللہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ، اگر کوئی شخص فضائل اعمال میں حدیث گھڑے یا کسی شرعی کام پر ترغیب دلانے کے لئے حدیثیں وضع کرے تو یہ ناجائز اور حرام ہے اگرچہ اس میں اچھی مصلحت ہو یا ناجائز اس لیے ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی معصیت کا پہلو نکلتا ہے اور وہ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کا منسوب کرنا۔

چھٹا اعتراض

حامیان طاغوت کی طرف سے ایک شبہ یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ، امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا تھا، اگر

لہذا اس مسئلہ پر غور کر لیا جائے تاکہ علماء حکومت طاغوتی حکمرانوں کی حمایت کے لئے آپ کو دھوکہ نہ دے سکیں۔

فصل فی الغربۃ (اجنبی)

توحید کی اہمیت و فضیلت سمجھنے کے بعد یہ بھی معلوم ہو جانا چاہیے کہ راہِ توحید پر چلنے والے بہت کم لوگ ہوتے ہیں۔

لہذا موحدین اس دور میں قلت کی بنا پر غرباء (اجنبی) سے ہو گئے ہیں۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ (مدارج السالکین ۲/۲۰۳) میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا اجنبیت سے متعلق استدلال نقل کرتے ہیں۔

کہ اللہ رب العزت نے فرمایا۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُوا بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ (ہود: ۱۱۶)

”پس کیوں ان قرونوں میں سے جو تم سے پہلے تھے کچھ (لوگ) عقل والے نہ ہوئے کہ زمین میں فساد کرنے سے منع کرتے مگر (ہاں) تھوڑے وہ لوگ (تھے) جنہیں ہم نے ان میں سے نجات دی تھی۔“

یہاں کی علمی پختگی اور فہم قرآن پر مشاہدہ/دال ہے۔

دنیا میں غرباء (قلیل اور اجنبی موحدین) اُن کی یہی صفت ہے جو مذکورہ آیت میں بیان ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہی کی طرف اشارہ کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”اسلام اجنبیت میں شروع ہوا اور اجنبی بن جائے گا۔ لہذا غرباء کے لیے خوش خبری ہے صحابہ نے پوچھا غرباء کون؟ فرمایا جب معاشرہ بگڑ جائے گا تو یہ لوگ اصلاح کریں گے“

دھوکہ نہ دے سکیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی کتاب السنۃ (۵/۹۵) میں ایک واقعہ ملتا ہے کہ بعض لوگ طرسوس میں ایک شخص کی قبر سے گزرے تو اہل شہر نے کہا کہ کافر پر اللہ رحم نہیں کرتا۔ یہ بات امام احمد رحمہ اللہ کو معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا ہاں! اس پر اللہ رحم نہیں کرے گا جس نے اس عقیدہ کی بنیاد رکھی اور اس کو پھیلایا۔ یہاں امام احمد رحمہ اللہ کی مراد ہے عقیدہ خلق قرآن سے ہے نیز کتب تاریخ میں موجود ہے کہ مامون کا انتقال طرسوس میں ہوا۔ (طرسوس بلادِ روم حلب اور اظہار کیہ کا سرحدی علاقہ ہے)

نواں اعتراض

اس احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرنا۔

① کہ جو شخص جماعت اور اطاعت سے بائست بھر بھی علیحدہ ہوا اور مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

② جو اپنے امیر میں کوئی ناپسندیدہ امر دیکھے تو صبر کرے۔

بعض درباری علماء اس حدیث کے ذریعے لوگوں کو طاغوت کی تکفیر و برأت سے روکتے ہیں حالانکہ یہ دلیل اس موقع کے لئے نہیں ہے۔

اولاً: یہ احادیث مسلمان ظالم حکمرانوں کے بارے میں ہے، نہ کہ شریعت ساز طاغوتوں کے لئے ثانیاً: امام نووی رحمہ اللہ (۱۱/۲۳۸) نے اس حدیث کی وضاحت میں فرمایا ہے کہ میتہ میم کی زیر کے ساتھ ہے یعنی ان کی موت اس شخص کی مانند ہوگی جو امام کے بغیر دورِ جاہلیت میں زندگی گزارتے تھے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی اس حال میں مر گیا تو اس کی موت اس شخص کی طرح ہوگی جو دورِ جاہلیت میں بغیر امام و امیر کے مر گئے۔ (دورِ حاضر میں کوئی بھی شرعی خلیفہ (امیر) نہیں ہے اور مذکورہ حدیث خلیفہ شرعی کے بارے میں ہے) مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص امام و امیر سے بغاوت کر کے اُس حال میں مر گیا تو جاہلیت کی موت مرا لیکن مسلمان امیر سے بغاوت کا مطلب صریح کفر بھی نہیں ہے۔

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 140

ہوں۔ مگر کچھ لوگوں نے ان تمام احادیث کو اپنی طرف منسوب کر کے اپنا نام ہی جماعت غرباء رکھ لیا۔ ورنہ یہ احادیث کسی خاص جماعت یا کسی خاص گروہ کے بارے میں نہیں۔ بس جن میں یہ صفات موجود ہوں وہ غرباء ہیں) مانع رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ سے ایک واقعہ نقل کیا ہے: وہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے قریب بیٹھ کر رہ رہے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا۔

اے ابو عبد الرحمن آپ کیوں رہ رہے ہیں؟ آپ کے کسی بھائی کا انتقال تو نہیں ہو گیا؟ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں ایسی بات نہیں ہے بات دراصل یہ ہے کہ میرے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسی مسجد میں ایک بات بتائی تھی (اس بات کو یاد کر کے میں رہ رہا ہوں) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نیک، متقی اور ریا و نمود سے دور رہنے والوں سے محبت کرتا ہے وہ نیک متقی لوگ جو اگر غائب رہے تو لوگ ان کو تلاش نہیں کرتے اور جب موجود ہیں تو لوگوں میں وہ پہچانے نہیں جاتے ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں وہ ہر اندھیرے فتنے سے نکل جاتے ہیں“ یہ ہیں وہ قابل رشک اور قابل تعریف لوگ ان کو غرباء اس لیے کہا گیا ہے کہ ان کی تعداد لوگوں میں بہت کم ہوگی اور لوگوں کی اکثریت ان صفات حسنہ سے محروم ہوگی دیگر تمام لوگوں میں مسلمان غرباء (اجنبی) ہیں۔ مومنین اہل اسلام میں غرباء ہیں اور اہل علم مومنین میں غرباء ہیں اہل سنت والجماعت (جو بدعتی اور نفسانی خواہشات پر چلنے والوں سے ممتاز ہیں) غرباء ہیں اور جو لوگ کتاب و سنت کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور مخالفین کی تکلیفوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ غرباء ہیں لیکن یہی حقیقی اللہ والے ہیں تو لہذا غربت ان پر کوئی اثر نہیں کرے گی ان کی غربت دیگر لوگوں کے مقابلہ میں ہے۔

جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 139

اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ نے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نقل کی ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”غرباء کے لئے خوشخبری ہے۔ صحابہ کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، غرباء وہ لوگ ہیں کہ جب لوگ کی کریں گے تو یہ اضافہ کریں گے (یعنی لوگوں میں ایمان و تقویٰ کم ہو جائے گا تو یہ کمی پوری کریں گے۔ اور خیر پھیلائیں گے۔“

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”بے شک اسلام اجنبیت کے عالم میں شروع ہوا اور آخر میں اجنبی رہ جائے گا لہذا غرباء کے لئے خوشخبری ہے پوچھا گیا کہ کون غرباء؟ جو اپنے قبائل سے علیحدہ ہو جائیں۔ (دین پسندی کی وجہ سے)۔“

اور عبد اللہ عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”غرباء خوش ہو جائیں ہم نے پوچھا غرباء کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیادہ لوگوں میں کم لیکن نیک صالح افراد کو غرباء کہتے ہیں۔ اور ان کی اطاعت کرنے والے بھی بہت کم ہوں گے۔“

امام احمد رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”(اللہ کو سب سے زیادہ غرباء پسند ہیں؟ صحابہ نے پوچھا کون غرباء فرمایا جو کہ اپنے دین کو بچانے والے ہونگے اور روز قیامت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے پاس جمع ہو جائیں گے۔“

دوسری روایت میں ہے۔ ”غرباء وہ لوگ ہیں جو میری سنتوں کا احیاء اشاعت کریں گے اور لوگوں کو سنتوں کی تعلیم دیں گے“ (یہ سب احادیث اُن لوگوں کے بارے میں ہیں۔ جن میں یہ صفات موجود

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 142

طرف سے لائے ہیں یہ غریب وہ لوگ ہیں کہ جن کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہے حالانکہ یہ دیگر لوگوں کے محتاج ہیں، قیامت کے دن لوگ جب اپنے معبودوں کے ساتھ چلے جائیں گے تو یہ لوگ اپنی جگہ پر کھڑے رہیں گے تو ان سے کہا جائے گا، تم اسی طرف کیوں نہیں جا رہے ہو جہاں تمام لوگ جا رہے ہیں؟ تو وہ جواب دیں گے۔ لوگ ہمیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں حالانکہ آج کے دن یہ لوگ ہمارے زیادہ محتاج ہیں اور ہم اپنے اسی پروردگار کے منتظر ہیں جس کی ہم عبادت کرتے تھے۔

لہذا یہ ہے وہ غربت کہ جس میں گھبراہٹ نہیں ہوگی بلکہ یہ غریب (اجنبی) لوگ بالکل پرسکون ہوں گے جب دیگر لوگوں پر دہشت طاری ہوگی اور اس وقت یہ غریب لوگ گھبرائے ہوئے اور دہشت زدہ ہیں جبکہ دیگر لوگوں پر امن و پرسکون ہیں ان غریبوں کا اللہ رسول اور دیگر مومنین سر پرست و نگران ہیں اگرچہ بہت سے لوگ ان سے دشمنی رکھتے ہیں اور ان پر ظلم ڈھاتے ہیں۔

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 142

طرف سے لائے ہیں یہ غریب وہ لوگ ہیں کہ جن کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہے حالانکہ یہ دیگر لوگوں کے محتاج ہیں، قیامت کے دن لوگ جب اپنے معبودوں کے ساتھ چلے جائیں گے تو یہ لوگ اپنی جگہ پر کھڑے رہیں گے تو ان سے کہا جائے گا، تم اسی طرف کیوں نہیں جا رہے ہو جہاں تمام لوگ جا رہے ہیں؟ تو وہ جواب دیں گے۔ لوگ ہمیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں حالانکہ آج کے دن یہ لوگ ہمارے زیادہ محتاج ہیں اور ہم اپنے اسی پروردگار کے منتظر ہیں جس کی ہم عبادت کرتے تھے۔

لہذا یہ ہے وہ غربت کہ جس میں گھبراہٹ نہیں ہوگی بلکہ یہ غریب (اجنبی) لوگ بالکل پرسکون ہوں گے جب دیگر لوگوں پر دہشت طاری ہوگی اور اس وقت یہ غریب لوگ گھبرائے ہوئے اور دہشت زدہ ہیں جبکہ دیگر لوگوں پر امن و پرسکون ہیں ان غریبوں کا اللہ رسول اور دیگر مومنین سر پرست و نگران ہیں

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 141

وَإِنْ تَطْعَ أَكْثَرُ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (الانعام: ۱۱۶)

”اگر تم اکثریت کی پیروی کرو گے تو وہ اکثریت تمہیں گمراہ کر دے گی۔“

یہ ہیں وہ غرباء جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دین کی وجہ سے غرباء ہیں۔ اور جو لوگ ان کے مقابلہ میں ہیں ان کی غربت ڈراؤنی ہے اگرچہ وہ لوگوں میں مشہور و معروف ہوں گے اور لوگوں میں ان کی اہمیت ہوگی جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے

غریب وہ نہیں ہے جس کا گھر دور ہو بلکہ غریب تو وہ ہے جو دین سے اور اللہ سے دور ہو موسیٰ علیہ السلام جب قوم فرعون سے بھاگ کر مدین پہنچے تو وہ اکیلے بھوکے اور غریب تھے اس وقت انہوں نے کہا اے اللہ میں اکیلا اجنبی اور مریض ہوں تو اللہ نے فرمایا، اے موسیٰ اکیلا وہ شخص ہے جس کے ساتھ میرے جیسا ساتھی نہ ہو مریض وہ شخص ہے جس کے لئے میرے جیسا ڈاکٹر نہ ہو اور اجنبی وہ شخص ہے

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 141

وَإِنْ تَطْعَ أَكْثَرُ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (الانعام: ۱۱۶)

”اگر تم اکثریت کی پیروی کرو گے تو وہ اکثریت تمہیں گمراہ کر دے گی۔“

یہ ہیں وہ غرباء جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دین کی وجہ سے غرباء ہیں۔ اور جو لوگ ان کے مقابلہ میں ہیں ان کی غربت ڈراؤنی ہے اگرچہ وہ لوگوں میں مشہور و معروف ہوں گے اور لوگوں میں ان کی اہمیت ہوگی جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے

غریب وہ نہیں ہے جس کا گھر دور ہو بلکہ غریب تو وہ ہے جو دین سے اور اللہ سے دور ہو موسیٰ علیہ السلام جب قوم فرعون سے بھاگ کر مدین پہنچے تو وہ اکیلے بھوکے اور غریب تھے اس وقت انہوں نے کہا اے اللہ میں اکیلا اجنبی اور مریض ہوں تو اللہ نے فرمایا، اے موسیٰ اکیلا وہ شخص ہے جس کے ساتھ میرے جیسا ساتھی نہ ہو مریض وہ شخص ہے جس کے لئے میرے جیسا ڈاکٹر نہ ہو اور اجنبی وہ شخص ہے

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 144

(یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے قبائل سے علیحدہ ہو گئے ہیں) بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور زمین پر رہنے والے لوگ مختلف ادیان میں بنے ہوئے تھے، کچھ لوگ بتوں اور آگ کی پرستش کر رہے تھے کچھ لوگ صلیب اور تصویروں کی پوجا میں غرق تھے اور کچھ لوگ یہودی، کچھ زرتشتی، کچھ فلاسفہ تھے اسلام اپنے ابتدائی دور میں غریب تھا اور جو لوگ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کر کے مسلمان ہو جاتے تھے وہ اپنے قبیلے اور اپنے محلے میں غریب ہوتے تھے اپنے گھر اور اپنے خاندان میں وہ غریب ہوتے تھے جو لوگ اپنے قبائل سے الگ ہو کر اسلام کی دعوت قبول کرتے ہیں تو وہ اپنے قبائل اور اپنے رشتہ داروں میں اجنبی ہو جاتے تھے اور وہ اسلام میں داخل ہو جاتے تھے، یہ لوگ حقیقی غرباء تھے یہاں تک کہ جب اسلام عروج پر پہنچ گیا اور اسلام کی دعوت پھیل گئی اور لوگ فوج و رنوج اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے، اب ان کی یہ غربت ختم ہو گئی اس کے بعد پھر اجنبیت شروع

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 144

(یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے قبائل سے علیحدہ ہو گئے ہیں) بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور زمین پر رہنے والے لوگ مختلف ادیان میں بنے ہوئے تھے، کچھ لوگ بتوں اور آگ کی پرستش کر رہے تھے کچھ لوگ صلیب اور تصویروں کی پوجا میں غرق تھے اور کچھ لوگ یہودی، کچھ زرتشتی، کچھ فلاسفہ تھے اسلام اپنے ابتدائی دور میں غریب تھا اور جو لوگ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کر کے مسلمان ہو جاتے تھے وہ اپنے قبیلے اور اپنے محلے میں غریب ہوتے تھے اپنے گھر اور اپنے خاندان میں وہ غریب ہوتے تھے جو لوگ اپنے قبائل سے الگ ہو کر اسلام کی دعوت قبول کرتے ہیں تو وہ اپنے قبائل اور اپنے رشتہ داروں میں اجنبی ہو جاتے تھے اور وہ اسلام میں داخل ہو جاتے تھے، یہ لوگ حقیقی غرباء تھے یہاں تک کہ جب اسلام عروج پر پہنچ گیا اور اسلام کی دعوت پھیل گئی اور لوگ فوج و رنوج اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے، اب ان کی یہ غربت ختم ہو گئی اس کے بعد پھر اجنبیت شروع

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 143

اور یس خولانی رحمہ اللہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں جنت کے بادشاہوں کے متعلق خبر نہ دوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر خاک آلود اور کمزور شخص بوسیدہ کپڑوں والے جن کو لوگ اہمیت نہیں دیتے اگر وہ اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔

اور حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: مومن دنیا میں اجنبی بن کر رہتا ہے کمزوری کی وجہ سے وہ شور شرابہ نہیں کرتا۔ اور جب طاقت حاصل ہوتی ہے تو وہ حد سے آگے نہیں بڑھتا۔

لوگوں کی ایک الگ حالت ہے جبکہ مومن کی اپنی ایک الگ حالت ہے مومن اپنے آپ سے اگر چہ پریشان ہی کیوں نہ ہو لیکن لوگ ان سے پرسکون رہتے ہیں ان غرباء کی صفات جن پر نبی صلی اللہ علیہ

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 143

اور یس خولانی رحمہ اللہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں جنت کے بادشاہوں کے متعلق خبر نہ دوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر خاک آلود اور کمزور شخص بوسیدہ کپڑوں والے جن کو لوگ اہمیت نہیں دیتے اگر وہ اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔

اور حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: مومن دنیا میں اجنبی بن کر رہتا ہے کمزوری کی وجہ سے وہ شور شرابہ نہیں کرتا۔ اور جب طاقت حاصل ہوتی ہے تو وہ حد سے آگے نہیں بڑھتا۔

لوگوں کی ایک الگ حالت ہے جبکہ مومن کی اپنی ایک الگ حالت ہے مومن اپنے آپ سے اگر چہ پریشان ہی کیوں نہ ہو لیکن لوگ ان سے پرسکون رہتے ہیں ان غرباء کی صفات جن پر نبی صلی اللہ علیہ

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 146

سنت رسول کی فقاہت، کتاب اللہ کی سمجھ عطا کی ہے۔ ان لوگوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونے کا ارادہ کر لے۔ جو لوگ نفسانی خواہشات کی اتباع کر رہے ہیں اور بدعت و گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں اور صراطِ مستقیم سے اعراض کر رہے ہیں وہ صراطِ مستقیم جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ اس کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو جاہلوں، اور بدعتیوں کی تنقید کے لئے تیار رکھیں، اور ان کی نفرت و شام طرازی اور ان کی مخالفت اور دشمنی کو برداشت کرنے کے لئے بھی کمر بستہ رہے، جس طرح ان کفار اسلاف نے اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ سلوک کیا، اور اگر مومن ان لوگوں کو صحیح دین کی طرف دعوت دے اور ان کے غلط نظریہ پر تنقید کرے تو پھر ان کے لئے قیامت برپا ہو جاتی ہے اس (مومن) کے خلاف سازشیں کرتے ہیں اور مومن کو شکست دینے کے لئے ہر قسم کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور اس پر مختلف قسم کے الزامات عائد

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 146

سنت رسول کی فقاہت، کتاب اللہ کی سمجھ عطا کی ہے۔ ان لوگوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونے کا ارادہ کر لے۔ جو لوگ نفسانی خواہشات کی اتباع کر رہے ہیں اور بدعت و گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں اور صراطِ مستقیم سے اعراض کر رہے ہیں وہ صراطِ مستقیم جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ اس کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو جاہلوں، اور بدعتیوں کی تنقید کے لئے تیار رکھیں، اور ان کی نفرت و شام طرازی اور ان کی مخالفت اور دشمنی کو برداشت کرنے کے لئے بھی کمر بستہ رہے، جس طرح ان کفار اسلاف نے اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ سلوک کیا، اور اگر مومن ان لوگوں کو صحیح دین کی طرف دعوت دے اور ان کے غلط نظریہ پر تنقید کرے تو پھر ان کے لئے قیامت برپا ہو جاتی ہے اس (مومن) کے خلاف سازشیں کرتے ہیں

اور اس پر مختلف قسم کے الزامات عائد

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 145

اپنی رائے پر اترتے ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دیکھو کہ بخیل کی اطاعت کی جارہی ہے خواہشات کی اتباع ہو رہی ہے۔ دنیا کو ترجیح دی جارہی ہے۔ اور ہر شخص اپنی رائے پر فخر کر رہا ہے اور معاملہ تمہاری دسترس سے باہر ہے تو تم پھر اپنا خیال رکھنا اور عوام کی فکر سے زیادہ (اپنے ایمان اور دین) کی فکر کرنا۔ اس لئے کہ ایسے دن آئیں گے جس میں تمہیں صبر کرنا پڑے گا اور ان ایام میں صبر کے دامن کو تھامنا ہاتھ میں انگارہ لینے کے مترادف ہوگا۔ اسی وجہ سے ان دنوں میں اپنے دین پر قائم رہنے والے مومن کو پچاس صحابہ کے برابر اجر ملے گا۔ سنن ابی داؤد اور ترمذی میں ابو ثعلبہ الخنسی رضی اللہ عنہ سے روایت موجود ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 145

اپنی رائے پر اترتے ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دیکھو کہ بخیل کی اطاعت کی جارہی ہے خواہشات کی اتباع ہو رہی ہے۔ دنیا کو ترجیح دی جارہی ہے۔ اور ہر شخص اپنی رائے پر فخر کر رہا ہے اور معاملہ تمہاری دسترس سے باہر ہے تو تم پھر اپنا خیال رکھنا اور عوام کی فکر سے زیادہ (اپنے ایمان اور دین) کی فکر کرنا۔ اس لئے کہ ایسے دن آئیں گے جس میں تمہیں صبر کرنا پڑے گا اور ان ایام میں صبر کے دامن کو تھامنا ہاتھ میں انگارہ لینے کے مترادف ہوگا۔ اسی وجہ سے ان دنوں میں اپنے دین پر قائم رہنے والے مومن کو پچاس صحابہ کے برابر اجر ملے گا۔ سنن ابی داؤد اور ترمذی میں ابو ثعلبہ الخنسی رضی اللہ عنہ سے روایت موجود ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 148

آخرت میں انبیاء کے بعد لوگوں میں سب سے بلند مرتبہ پر ہونگے اور دنیا میں اس سے بھی بڑا مرتبہ ہے۔ جیسا کہ قول ربانی ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (الأنفال: ۶۴)

”کہاے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو اور مومنوں کو صرف اللہ ہی کافی ہے مدد کے لئے“

تو ایک مسلمان قبیح اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ ہی کافی ہے۔ اور وہی اللہ اس کے لئے کافی ہے جب بھی ہو اور جہاں بھی ہو اور اسی وجہ سے کفریہ ممالک میں مسلمانوں کی بہت عزت تھی جب تک انہوں نے دین کو مضبوطی سے تھاما بہت سارے لوگ جب منکر کو دیکھتے ہیں یا اسلامی حالت کی تبدیلی کو دیکھتے ہیں تو حیران و پریشان ہو جاتے ہیں اور مصیبت زدہ شخص کی طرح چیختے ہیں، حالانکہ اس کو اس سے منع کیا ہے بلکہ اس کو ہر اور توکل اور دین اسلام پر ثابت قدمی کا حکم دیا گیا ہے اور اس کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لائے ان لوگوں کے ساتھ جو متقی نیکوکار ہیں، اور یہ کہ بہترین انجام تقویٰ کا ہے اور جو بھی مصیبت اس کو پہنچتی ہے اس کے گناہوں کی وجہ سے ہے اس کو چاہیے کہ صبر کرے کیونکہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرے اور صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کرے اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہنا کہ ”ثم يعود غریباً کما بدأ“ اس میں دو باتوں کا احتمال ہے۔

① پہلا یہ ہے کہ اسلام کسی جگہ کسی زمانے میں غریب ہوگا پھر ظاہر ہوگا جس طرح کے شروع اسلام پہلے غریب تھا پھر ظاہر ہو گیا اور اسی بنا پر فرمایا (سبعود غریباً کما بدأ) غنقریب غریب ہوگا کہ جس طرح شروع ہوا، غریب نہیں پہچانا جا رہا تھا پھر ظاہر ہوا اور پہچان لیا گیا اسی طرح یہ اسلام دوبارہ آئے گا جب اس کی پہچان نہ ہو پھر ظاہر ہوگا اور پہچانا جائے گا تو شروع میں اس کو پہچاننے والے کم ہوں گے جس طرح کے اسلامی کے ابتدائی دور میں اسلام کے پہچاننے والے کم تھے۔

② ایک اور احتمال یہ بھی ممکن ہے کہ آخری زمانہ میں بہت کم مسلمان باقی رہیں گے اور یہ

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 147

(آل عمران: ۸۵)

”کہ جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور آخرت میں وہ شخص نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔“

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (آل عمران: ۱۹)

”کہ بے شک دین تو اللہ کے ہاں اسلام ہے۔“

ایک دوسری جگہ فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ

(آل عمران: ۱۰۲)

”کہاے ایمان والو! اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے اور تم کو موت نہ آئے مگر بحالت اسلام۔“

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسلام چونکہ غریب ہے اس لئے اس کے پیروکار بھی شرمیں ہونگے بلکہ وہ تو سب سے نیک بخت انسان ہے جس طرح کہ مکمل حدیث میں ہے (فطوبی للغریاء) طوبی طیب سے بنا ہے جس کا مطلب ہے خوشخبری ہو غریبوں کے لئے۔

جس طرح کے اللہ کا فرمان ہے۔

طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ (الرعد: ۲۹)

”ان کے لئے خوشخبری ہے اور اچھا ٹھکانہ ہے۔“

تو یہ مسلمان شخص تو ان لوگوں میں سے ہے جو سابقون اولون تھے اور جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت پیروی کی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غریب تھے اور یہ تو سب سے نیک بخت ہے اور

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 150

سنت کو جانتے ہیں۔

سفیان اشجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل سنت کو وصیت کرو کیونکہ یہ غرباء ہیں۔

ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غرباء کی دو قسمیں ہیں۔

① لوگوں کے فساد کے وقت اصلاح کریں اپنے نفسوں کی۔

② جسے لوگوں نے برباد کیا ہے وہ اس کی اصلاح کریں گے اور یہی اعلیٰ اور افضل قسم ہے۔

(کنف الکربہ: ص ۳۲)

حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مومن اس دنیا میں غریب ہے اس کی پریشانی پر کوئی پریشان نہیں ہوتا اس کی عزت پر کوئی رشک نہیں کرتا اس کی ایک الگ حالت ہوتی ہے اور لوگوں کی الگ حالت ہوتی ہے۔ (کنف الکربہ ص ۴۷)

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 150

سنت کو جانتے ہیں۔

سفیان اشجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل سنت کو وصیت کرو کیونکہ یہ غرباء ہیں۔

ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غرباء کی دو قسمیں ہیں۔

① لوگوں کے فساد کے وقت اصلاح کریں اپنے نفسوں کی۔

② جسے لوگوں نے برباد کیا ہے وہ اس کی اصلاح کریں گے اور یہی اعلیٰ اور افضل قسم ہے۔

(کنف الکربہ: ص ۳۲)

حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مومن اس دنیا میں غریب ہے اس کی پریشانی پر کوئی پریشان نہیں ہوتا اس کی عزت پر کوئی رشک نہیں کرتا اس کی ایک الگ حالت ہوتی ہے اور لوگوں کی الگ حالت ہوتی

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 149

دجال یا جوج ماجوج کے بعد ہوگا قیامت کے قریب اور اس وقت اللہ ایک ہوا بھیجے گا جو کہ مومن مرد اور مومن عورت کی روح کو قبض کر لے گی اور پھر قیامت قائم ہو جائے گی لیکن اس حالت سے قبل کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

((لا تزال طائفة من امتی ظاہرین علی الحق لا یضرہم من خالفہم ولا من خذلہم حتی تقوم الساعة)) (بخاری: ۶/۱۳، ۶۳۲/۱۳، ۴۴۲/۱۳)

”کہ میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا ان کے مخالف نہ ان کو نقصان پہنچا سکیں گے اور نہ ہی ان کو رسوا کر سکیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔“

اور اس جیسی حدیث بہت ساری ہیں یہ حدیث مسلمانوں کو یہ فائدہ دے رہی ہیں کہ وہ اسلام کو سمجھنے والوں کی قلت پر غم نہ کریں اور نہ ہی اپنا سینہ تنگ کریں اور نہ ہی اسلام سے متعلق شک میں مبتلا

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 149

دجال یا جوج ماجوج کے بعد ہوگا قیامت کے قریب اور اس وقت اللہ ایک ہوا بھیجے گا جو کہ مومن مرد اور مومن عورت کی روح کو قبض کر لے گی اور پھر قیامت قائم ہو جائے گی لیکن اس حالت سے قبل کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

((لا تزال طائفة من امتی ظاہرین علی الحق لا یضرہم من خالفہم ولا من خذلہم حتی تقوم الساعة)) (بخاری: ۶/۱۳، ۶۳۲/۱۳، ۴۴۲/۱۳)

”کہ میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا ان کے مخالف نہ ان کو نقصان پہنچا سکیں گے اور نہ ہی ان کو رسوا کر سکیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔“

اور اس جیسی حدیث بہت ساری ہیں یہ حدیث مسلمانوں کو یہ فائدہ دے رہی ہیں کہ وہ اسلام کو سمجھنے والوں کی قلت پر غم نہ کریں اور نہ ہی اپنا سینہ تنگ کریں اور نہ ہی اسلام سے متعلق شک میں مبتلا

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 152

وتعلقات پیدا کر لئے ہیں معاشی ترقی کے لئے عقل استعمال کرتے ہیں (مگر اسلام کے لئے نہیں) کفار کے ممالک میں ان کے ساتھ ہنسی خوشی رہتے ہیں اللہ سے دعا ہے کہ اسلام کو ایسے مددگار عطا فرمائے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرح اس کی ترقی سر بلندی کے لئے اپنی توانائیاں صرف کریں۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ اجمعین

اللہ کرے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 151

زمانے تک تو مزید انحطاط کے دور ہیں جس کا احساس کسی کو نہیں۔ (کنف المکرہ: ص ۳۷)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ابو الحسن العسکری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم حربی رحمہ اللہ سے سنا وہ ایک جماعت کو مخاطب کر کے کہہ رہے تھے جو ان کے پاس بیٹھی تھی کہ تم آج کے دور میں کسے غریب کہتے ہو؟ ان میں سے ایک شخص نے کہا غریب (اجنبی) اس کو کہتے ہیں جو اپنے ملک، وطن سے دور ہو گیا ہو ابراہیم حربی رحمہ اللہ نے کہا ہمارے زمانے میں غریب (اجنبی) وہ نیک و صالح آدمی ہے جو صالحین کے درمیان رہتا ہو جب وہ ان لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم کرتا ہے وہ اس پر عمل کرتے ہیں جب برائی سے روکتا ہے رک جاتے ہیں (اس کا ساتھ دیتے ہیں دونوں باتوں میں) اگر وہ شخص کسی دنیاوی ضرورت کا محتاج ہوتا ہے تو وہ لوگ اس کی مدد کرتے ہیں پھر یہ لوگ مر جاتے ہیں وہ اکیلا (غریب، اجنبی) رہ جاتا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۳/۱۳۶/۲۶۶)

شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ غربت اسلام کے بارے میں کہتے ہیں: اہل علم کو دین اسلام پر رونا چاہیے کہ اس کی نشانیاں تک مٹ گئی ہیں اسی طرح ہدایت بھی معدوم ہے۔ اور دنیا کی علامات واضح ہیں۔ لوگوں کی تگ و دو صرف دنیا کے حصول اور مال جمع کرنے کے لئے ہے دنیا کو حاصل کرنے کے لئے اپنا دین بگاڑ رہے ہیں۔ دنیا داروں جو ائمہ پیشہ افراد سے دوستیاں کی جا رہی ہیں۔

دین ابراہیم علیہ السلام دین حنیف کو نہ چھپانے والوں کا کوئی سہارا نہیں ہے اسلام کا صرف نام رہ گیا ہے۔

نہ امر بالمعروف کا نام نشان ہے نہ نہی عن المنکر کا یہ چیزیں معدوم ہو گئی ہیں۔

دین تو آپس کی محبت اور کفار و شرکین سے نفرت کا نام تھا اب یہ سب کچھ کہاں؟ اب دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی کرنے والا اور اس کے خلاف بغاوت کرنے والوں سے کون پوچھتا ہے؟ ہم اپنے ٹوٹے ٹوٹے شکایت صرف اللہ ہی سے کر سکتے ہیں لوگوں نے شرکین سے دوستیاں